تخریج شدہ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدِیْ یَا رَسُوْلَ اللہ

اصلاحِ معاشرہ

ابوالمدنی **حافظ حفیظ الرحمن** قادری رضوی

- ★ دنیا کی محبت
- ★ حقوق زوجین
- ★ حقوق والدین
- ★ جلدی کرنے والے کام
- ★ ایمان اور نفاق
- ★ دعوت اسلامی کی بہاریں
- ★ حروف مقطعات
- ★ بے مثل قربانی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اصلاح معاشرہ

ابوالمدنی حافظ محمد حفیظ الرحمٰن قادری

احمد رضا بک ڈپو
8 غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور 0321-4526786

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الکریم

نام کتاب	اصلاح معاشرہ
مؤلف	ابوالمدنی حافظ محمد حفیظ الرحمٰن قادری لاہور (ایم۔اے)
مرتب	محمد سلیمان عطاری
کمپوزنگ	محمد یاسر عطاری 0344-4195144
پروف ریڈنگ	حضرت علامہ مفتی ندیم عطاری قادری
صفحات	128
سن اشاعت	شوال 1429ھ بمطابق اکتوبر 2008ء
ناشر	احمد رضا بکڈپو
ہدیہ	70 روپے

ملنے کا پتہ

احمد رضا بکڈپو ٦۔غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

فون نمبر# 0321-4027626,0321-4526786

فہرست عنوانات

اصلاح معاشرہ

ابوالمدنی حافظ محمد حفیظ الرحمٰن قادری

مناجات

امیر اہلسنت حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری مدظلہ العالی

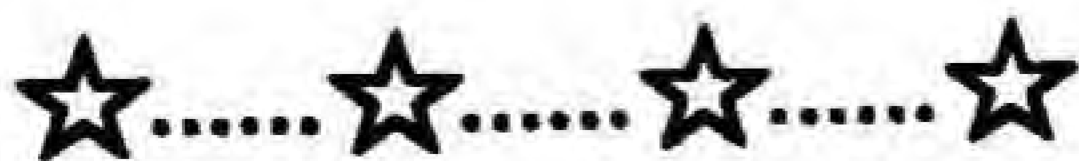
کب گناہوں سے کنارہ میں کروں گا یارب
نیک کب اے میرے اللہ بنوں گا یارب
کب گناہوں کے مرض سے میں شفا پاؤں گا
کب میں بیمار مدینے کا بنوں گا یارب
گر تیرے پیارے کا جلوہ نہ رہا پیش نظر
سختیاں نزع کی کیوں کر میں سہوں گا یارب
نزع کے وقت مجھے جلوہ محبوب دکھا
تیرا کیا جائے گا میں شاد مروں گا یارب
قبر میں گر نہ محمد ﷺ کے نظارے ہوں گے
حشر تک کیسے میں پھر تنہا رہوں گا یارب
ڈنگ مچھر کا بھی تو مجھ سے سہا جاتا نہیں
قبر میں بچھو کے ڈنگ کیسے سہوں گا یارب
گھپ اندھیرا ہی کیا وحشت کا بسیرا ہوگا
قبر میں کیسے اکیلا میں رہوں گا یارب
گر کفن پھاڑ کے سانپوں نے جمایا قبضہ
ہائے بربادی کہاں جا کہ چھپوں گا یارب
اذن سے تیرے سرحشر کہیں کاش حضور
ساتھ عطار کو جنت میں رکھوں گا یارب

☆......☆......☆......☆

نعت رسول مقبول ﷺ

از مولانا مصطفیٰ رضا خان نوری صاحب

حبیب خدا کا نظارا کروں میں
دل و جان ان پر نثارا کروں میں
تیری کفش پا کو یوں سنوارا کروں میں
کہ پلکوں سے اس کو بہارا کروں میں
مجھے اپنی رحمت سے تو اپنا کر لے
سوا تیرے سب سے کنارا کروں میں
میں کیوں غیر کی ٹھوکریں کھانے جاؤں
ترے در سے اپنا گزارا کروں میں
خدارا اب آؤ کہ دم ہے لبوں پر
دم واپسی تو نظارا کروں میں
یہ اک جان کیا ہے اگر ہوں کروڑوں
تیرے نام پر سب کو وارا کروں میں
میرا دین و ایماں فرشتے جو پوچھیں
تمہاری ہی جانب اشارہ کروں میں
خدا ایسی قوت دے میرے قلم میں
کہ بدمذہبوں کو سدھارا کروں میں
خدا خیر سے لائے وہ دن بھی نوری
مدینے کی گلیاں بہارا کروں میں



مصنف کے مختصر حالات زندگی

نام: حفیظ الرحمٰن

نسب: حفیظ الرحمٰن بن عبدالرحمٰن بن احمد دین

نسبت: ابوالمدنی تاریخ پیدائش 1955ء

لقب: آپ کا لقب حافظ صاحب جو کہ زبان خاص وعام

جائے پیدائش: آپ کی جائے پیدائش داتا صاحب کا نگر لاہور ہے۔

خاندان: آپ کا تعلق مغلیہ خاندان سے ہے۔

ابتدائی تعلیم

قبلہ حافظ صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے میٹرک علامہ اقبال ہائی سکول گڑھی شاہو لاہور سے کیا پھر گورنمنٹ کالج باغبانپورہ سے ایف ایس سی کا امتحان دیا۔ جس میں اعلیٰ پوزیشن حاصل کی۔ جبکہ بی ایس سی کی ڈگری گورنمنٹ کالج لاہور سے حاصل کی۔ اس کے بعد پنجاب یونیورسٹی سے ایم اے اسلامیات کی ڈگری حاصل کی لیکن اللہ کے فضل اور رسول اکرم ﷺ کی نظر عنایت سے بی ایس سی کے بعد قرآن پاک بھی حفظ کیا۔

صحبت اولیاء

ابتداء ہی سے گناہوں سے نفرت اور نیکیوں سے محبت تھی۔ دنیاوی تعلیم سے بہرہ ور ہونے کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم کی طرف بڑھنے کا اشتیاق دل ہی دل میں پیدا ہوا۔ اسی دوران مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ قبلہ ابوالبرکات سید احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت نصیب ہوئی جنہوں نے آپ کے دل پر نظر ڈالی تو زندگی کا رخ یکسر بدل دیا آپ ہی کی توجہ سے حفظ قرآن مکمل کیا۔ اکثر اوقات آپ کے پاس محض علمی پیاس بجھانے اور اللہ کا قرب پانے کے لئے تشریف لے جایا کرتے۔

جن علماء کرام کی صحبت سے فیض یاب ہوئے وہ درج ذیل ہیں۔

(۱) حضور سید ابوالبرکات سید احمد شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بانی دارالعلوم حزب الاحناف لاہور (۲) غزالی زماں حضرت علامہ مولٰینا سید احمد سعید کاظمی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بانی دارالعلوم انوار العلوم ملتان

(۳) حضرت علامہ مفتی عزیز احمد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ جامعہ نعیمیہ لاہور

(۴) حضرت علامہ مولانا احمد حسن نوری صاحب رحمۃ اللہ علیہ خطیب جامعہ مسجد حنفیہ فاروقیہ مغل پورہ لاہور (۵) حضرت علامہ مولٰینا قاری کریم الدین رحمۃ اللہ مجاہد آباد لاہور (۶) حضرت علامہ مولٰینا واحد بخش غوثوی صاحب مسکین پورہ لاہور

سلسلہ بیعت

جید علماء کرام کی معیت نے آپ کو اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کا پروانہ بنادیا آپ کے دل میں والہانہ عقیدت اور محبت تھی۔ اکثر آپ کی تصانیف اور فرمودات کا مطالعہ فرماتے رہتے اس طرح آپ جان گئے کہ یہی وہ خاندان ہے جو میری تقدیر بدل سکتا ہے۔ دلی خواہش ہوئی کہ ان کے خاندان کے کسی بھی چشم و چراغ سے بیعت کی سعادت حاصل ہوجائے۔ اللہ عزوجل نے کرم فرمایا ان دنوں مسند اعلیٰ حضرت کے جانشین ولی کامل پیر طریقت رہبر شریعت حضرت علامہ مولٰینا مفتی اختر رضا خان الازہری دامت برکاتہم العالیہ جو کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے ہیں۔ لاہور تشریف لائے نورانی چہرہ دیکھتے ہی ان کے گرویدہ ہوگئے۔ پھر آپ ہی کے دست حق پرست پر بیعت کا شرف حاصل کیا۔

تحریری میدان

قبلہ حافظ صاحب دامت برکاتہم العالیہ کے بیانات لوگوں کے دلوں پر اثر کرتے ہیں۔ جس کی وجہ سے آپ کے بیانات سے متاثر ہوکر چند اسلامی بھائیوں بموسوم ''سنتوں بھرے اصلاحی بیانات'' شائع کردیئے۔ جس کو بے حد مقبولیت وپذیرائی حاصل ہوئی۔ یہ کتاب دو حصوں پر مشتمل ہے الحمد للہ دوسرا حصہ بھی منظر عام پر آگیا۔ ان بیانات کو پڑھکر اسلامی بھائیوں نے اسرار کیا جس پر آپ مزید لکھنے کے

لئے تحریر کے میدان میں اتر پڑے۔لہٰذا آپ نے ایک جاندار تحریر ''ہم میلاد کیوں مناتے ہیں''، لکھی جس کی مقبولیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ چند ہی ایام میں دس ہزار سے زائد کتب فروخت ہوگئیں۔اب اس کتاب کو دوبارہ شائع کیا جارہا ہے اس کے بعد شرک کیا ہے اور بدعت کی حقیقت'' کے نام سے تصنیف فرما کر اہل اسلام پر بے حد احسان فرمایا۔اس کتاب کو بھی ہاتھوں ہاتھ خریدا گیا۔اب اس کتاب کو بھی دوبارہ شائع کیا جارہا ہے۔اس کا پہلا ایڈیشن ہی دس ہزار کتب پر مشتمل ہے اسی طرح برکت والے تین مہینے اور مسلک حق اہل سنت و جماعت بھی زیر طبع ہیں۔

دعوت اسلامی اور حافظ صاحب

آپ پر اللہ عزوجل کا احسان عظیم ہے کہ آپ 1985ء میں دعوت اسلامی کے مدنی ماحول سے وابستہ ہوئے اور آج تک اسی ماحول سے منسلک ہیں۔پاکستان کے مختلف شہروں میں سالانہ اجتماعات اور بیرونی ممالک میں مدنی ماحول کی بہاریں لٹا رہے ہیں۔ان بیانات میں علامہ احمد حسن نوری علیہ الرحمۃ کا رنگ موجود ہے جو کہ عام فہم اور سادہ سی مثالوں سے بڑے بڑے مسائل سمجھا دیتے تھے۔

خطابت

آپ جہاں پورے ملک اور بیرونی ممالک اپنی خطابت کے پھول نچھاور کررہے ہیں۔وہاں آپ ایک ذمہ دار خطیب بھی ہیں اور خطبہ جمعہ باقاعدگی سے پڑھاتے ہیں۔آپ اس وقت دو مساجد میں خطبہ جمعۃ المبارک فرما رہے ہیں۔جامع مسجد انوار محمدیہ مجاہد کالونی مغلپورہ میں خطبہ ارشاد فرمانے کے بعد باغبانپورہ کی مشہور اور مرکزی مسجد باغیچی سیٹھاں والی میں خطبہ ارشاد فرماتے ہیں۔اور نماز جمعہ بھی پڑھاتے ہیں۔

زیارت حرمین شریفین

شب و روز جس لجپال کی باتیں زبان پر ہوں قول و فعل میں ہوں خلوت یا جلوت

میں ہوں وہ لجپال اپنے سچے غلام اور ثناخوان کو مایوس نہیں فرماتے آپ کو سرکار ﷺ نے تین بار حج کی سعادت سے بہرہ ور فرمایا ایک بار والدہ ماجدہ رحمۃ اللہ علیہا کے ساتھ حج کی سعادت نصیب ہوئی۔ دوسری بار امیر دعوت اسلامی مولانا الیاس عطار قادری کے ساتھ حج کی سعادت حاصل کی۔اس کے علاوہ گیارہ بار عمرہ کی سعادت حاصل کی ہے۔

دروس قرآن

اس وقت مختلف علاقوں میں قبلہ حافظ صاحب کا ہفتہ وار درس قرآن بھی جاری ہے۔

دنیاوی شغل:

اس وقت پاکستان ریلوے کے اپرنٹس ٹریننگ سنٹر میں بطور انچارج اپنے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔

کلمات اختتام

اللہ تعالیٰ پیکر استقامت علم وحکمت کے روشن چراغ مسلک اعلیٰ حضرت کے ترجمان بے نظیر خطیب، حضرت علامہ مولانا حافظ حفیظ الرحمٰن کو صحت وتندرستی کے ساتھ عمر دراز عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے فیضان کو جاری وساری فرمائے۔ اور آپ کے علم وفضل میں برکت فرمائے باری تعالیٰ آپ کی خدمات جلیلہ کو شرف قبولیت بخشے اہل علم وعوام کے لئے علمی تشنگی کی سیرابی کا ذریعہ بنائے۔ واللہ اعلم بالصواب

آمین ثم آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

خادم الاسلام والمسلمین
محمد ندیم قمر حنفی ورضوی فاضل جامعہ نعیمہ لاہور
پرنسپل جامعہ قمریہ طاہر العلوم شاہ جہاں روڈ عقب تھانہ مغلپورہ لاہور۔
فون نمبر 0300-6996016/0300-4046761

تقریظ جلیل

از پیکر شرافت شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا غلام شبیر سعیدی جامعۃ المدینہ فیضان مدینہ کاہنہ نو لاہور

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ پانچ عادات ایسی ہیں کہ اگر تم انمیں مبتلا ہوئے تو عذاب الٰہی میں گرفتار ہو جاؤ گے۔

(۱) جس قوم میں بے حیائی پھیلی اور وہ برملاء بے حیائی کرنے لگے۔ تو ان میں وہ امراض ظاہر ہوں گے جو پہلوں میں نہ تھے (ایڈز و دیگر امراض اس کی واضح مثالیں ہیں۔)

(۲) جس قوم میں ناپ تول میں کمی کا رواج ہوا ان پر قحط و مشقت اور بادشاہ کا ظلم ہوگا۔

(۳) جس قوم نے اموال کی زکوٰۃ روک دی ان پر آسمان سے بارش روک دی جائے گی۔ اور اگر جانور نہ ہوں تو بالکل بارش نہ ہو۔ (خدا کا شکر ہے کہ ہم پر جانوروں کے صدقے بارش ہو جاتی ہے)

(۴) جس قوم نے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کا عہد توڑ دیا (یعنی قرآن وسنت پر ایمان وعمل چھوڑ دیا) ان پر دشمن مسلط کر دیا جائے گا۔ جو کچھ ان کے پاس ہوگا ان سے چھین لیا جائے گا۔ (ملکی سرحدوں پر روس و بھارت کے خطرات سے ہر شخص آگاہ ہے)

(۵) جس قوم کا حاکم کتاب اللہ کے مطابق حکم نافذ کرنا چھوڑ دیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کو خانہ جنگی میں مبتلاء کر دے گا۔ (عذاب الٰہی کی یہ صورت کسی چیز پر پوشیدہ نہیں ہے) قرآن مجید میں ہے کہ مسلمانوں میں سے کچھ لوگوں نے اللہ تعالیٰ سے

وعدہ کیا تھا کہ اگر اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے فضل سے نوازے گا ہمیں غنی کر دے گا تو ہم ضرور صدقہ کریں گے اور ہم صالح بن جائیں گے۔ (سورۃ توبہ) آگے ارشاد ہوا کہ جب اللہ نے ان کو اپنے فضل سے عطا کیا تو وہ بخل پر اتر آئے۔ اور اپنے عہد سے اس طرح پھرے کہ انہیں اس کی پرواہ تک نہیں۔ پس اس وعدہ خلافی کی انہیں یہ سزا ملی کے ان کے دلوں پر قیامت تک نفاق ڈال دیا گیا۔

عزیزان گرامی! یاد کیجئے کہ ایسا ہی ایک عہد تحریک پاکستان کے دوران ہم نے اللہ تعالیٰ سے کیا تھا کہ ہم آزادی کے بعد ضرور اس ملک میں اسلامی نظام قائم کریں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے پاکستان عطا کر دیا تو ہم بھی اس عہد کو بھول گئے۔ عورتیں آزاد ہوگئیں۔ بے حیائی اور بے غیرتی عام ہوگئی۔ مردوں نے عورتوں کی اطاعت شروع کر دی۔ جس کی وجہ سے آج ہمارا معاشرہ عذاب الٰہی میں گرفتار ہے۔

میں نے الحمدللہ کتاب ''اصلاح معاشرہ'' کے بعض مقامات پڑھے ہیں۔ محسوس ہوا ہے کہ مصنف کتاب کو امت محمدیہ کی اصلاح کی کافی فکر ہے۔ اور بڑی محنت سے کتاب لکھی گئی ہے اللہ تعالیٰ ان کو اجر عظیم عطا فرمائے۔

مزید دینی کتابوں میں محنت کے ساتھ کام کرنے کی توفیق دے اور اس پر فتن دور میں ایسی کتابوں کی ترکیب ہونی چاہیے۔

مولانا غلام شبیر سعیدی

جامعۃ المدینہ فیضان مدینہ کاہنہ نو لاہور

☆......☆......☆......☆

دنیا کی محبت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ والسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ،
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

فضائل درود شریف

نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا جو میرا امتی مجھ پر ایک مرتبہ درود پاک پڑھتا ہے اللہ عزوجل اس کو ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب عطا فرماتا ہے۔(سعادۃ الدارین صفحہ ۷۹)

صَلّوا علی الحبیب

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحٰبِکَ یَاحَبِیْبَ اللّٰہ
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللّٰہ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحٰبِکَ یَا نُوْرَ اللّٰہ

لمحہ فکریہ

میرے میٹھے میٹھے پیارے پیارے اسلامی بھائیو! پیارے آقا محمد مصطفیٰ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب میرے امتیوں کے دل میں دنیا کی محبت گھر کر جائے گی۔ تو ان کے دل سے اسلام کی عظمت نکل جائے گی۔ پھر ارشاد فرمایا جب میرے امتی امر بالمعروف و نہی عن المنکر (نیکی کی دعوت) چھوڑ دیں گے تو وحی کی برکات سے محروم کر دیئے جائیں گے۔

پھر ارشاد فرمایا جب میرے امتی آپس میں گالی گلوچ پر اتر آئیں گے تو اللہ تعالیٰ کی نظروں سے گر جائیں گے۔ آیئے اب ان نکات کی میں مختصری تشریح کرتا ہوں۔

دنیا کی محبت کا وبال

پیارے اسلامی بھائیو! آج ہمارے دل میں اسلام کی محبت موجود ہے یا دنیا کی محبت موجود ہے؟ ہر اسلامی بھائی کو چیک کرنا چاہیے کیونکہ عموماً دیکھا گیا ہے کہ آج

ہمارے دل میں دنیا اور مال کی محبت اس قدر گھر چکی ہے کہ آج کسی کا پانچ سو کا نوٹ گم ہو جائے کتنے دن افسوس کرتا ہے۔ چین نہیں آتا چہرہ اترا اترا سا رہتا ہے۔ پانچ سو کا نوٹ گم ہو گیا تو افسوس کا یہ عالم جبکہ پانچ نمازیں قضاء ہو جائیں تو کانوں پر جوں تک نہیں رینگتی۔ آج ہمارے دلوں میں دنیا کی محبت اس قدر گھر کر چکی ہے اگر یہ کہا جائے کہ بھائی آپ دعوت اسلامی کے اجتماع میں جایا کرو تو جواب ملتا ہے کہ بھائی ہمارے پاس وقت نہیں۔ اگر کہا جائے کہ مدنی قافلوں میں شرکت کیا کرو۔ کہتے ہیں کہ فرصت نہیں۔ حدیث پاک میں آتا ہے جو دین سیکھنے کے لئے چل کر جاتا ہے رب تعالیٰ اسکو ہر قدم پر ایک سال کی عبادت کا ثواب عطا فرماتا ہے۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ جو بندہ دین کا علم سیکھنے کے لئے چلتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے نوری فرشتوں کو حکم دیتا ہے کہ اس کے قدموں کے نیچے اپنے نورانی پر بچھا دو۔ یہ پروں پر چلتا ہوا جائے۔ (مشکوٰۃ شریف جلد اول باب العلم) ایک اور حدیث پاک میں آتا ہے کہ جو بندہ دین کا علم حاصل کرنے کیلئے چل کر جاتا ہے تو راستے کی گرد اس کے جسم پر جہاں جہاں پڑے گی اتنا حصہ دوزخ کی آگ پر حرام کر دیا جائے گا۔ اس کے باوجود ہم تیار نہیں۔ ایک حدیث شریف میں آتا ہے کہ جو بندہ علم دین کی مجلس میں شرکت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو ہزار رکعت نفل پڑھنے، ہزار جنازوں میں شرکت کرنے اور ہزار مریضوں کی عیادت کرنے سے بھی زیادہ ثواب عطا فرماتا ہے۔ اس کے باوجود ہم علم دین کے حصول کے لئے تیار نہیں۔ قدم قدم پر ایک سال کی عبادت کا ثواب مل رہا ہے مگر ہم تیار نہیں۔ ہمارے پاس وقت نہیں۔ مجبور ہیں سو سو بہانے اور اگر یہ کہا جائے کہ بھائی تمہیں اجتماع میں تشریف لے جانے پر ہر ہر قدم پر سو سو روپے کا نوٹ ملے گا پھر سب مجبوریاں ختم اور سب بیماریاں دور ہو جائیں گی۔ اس سے ہمیں پتہ چلا کہ آج ہمارے دل میں دولت کی قدر ہے۔ دین کی قدر نہیں۔ حب دنیا ہمارے دل میں سما چکی ہے آخرت کی ہمیں فکر نہیں۔ آج میں آپ کو اپنا ایک واقعہ جو مجھ پر بیتا سنانا چاہتا ہوں۔ میری ایک عادت ہے کہ میں صبح اٹھ کر گھر والوں کو نماز کے لئے اٹھاتا ہوں۔ تاکہ نماز پڑھ لیں۔ ایک ہمارے عزیز جن کا انتقال ہو چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے مزار پر انوار پر کروڑوں رحمتیں

نازل فرمائے۔ بہرحال میں جب ان کو اٹھاتا تو ناراض ہو جاتے۔ سردیوں کے دن تھے تو میں جب ان کو اٹھاتا تو ناراض ہو کر کہتے۔ تم ہمیں بیمار کرنا چاہتے ہو۔ بندہ رضائی میں گرم ہوتا ہے۔ سردی کے موسم میں نکلے گا تو ٹھنڈا گرم ہو جائے گا۔ تو اس طرح بیمار ہو جائے گا۔ ہم آہستہ آہستہ اٹھ جائیں گے۔ اب آپ کو پتہ ہے کہ بندہ جب آہستہ آہستہ اٹھتا ہے تو سورج بھی آہستہ آہستہ باہر تشریف لے آتا ہے۔ وہ ناراض ہوتے رہتے مگر میں بہرحال انہیں اٹھا دیتا۔ ایک دن ایسا ہوا کہ میں صبح اٹھا تو ہمارا دروازہ کسی نے کھٹکھٹایا۔ آپ کو پتہ ہے کہ صبح جب دروازہ کھٹکے تو اسے خیر کی علامت نہیں سمجھا جاتا۔ بندہ کہتا ہے کہ خدا خیر کرے آج صبح صبح کیا ہو گیا؟ خیر میں نے دروازہ کھولا باہر ایک بندہ کھڑا تھا وہ کہنے لگا۔ شالا مار لنک روڈ پر جو آپ کی دکان ہے وہاں چوری ہو گئی ہے۔ سامان باہر بکھرا پڑا ہے تو آپ چل کر کوئی بندوبست کریں۔ یقین جانو میں نے جس کو بھی کہا کہ بھئی دکان میں چوری ہو گئی تو کسی نے نہیں کہا کہ سردی ہے۔ بلکہ جس نے بھی سنا فوراً بستر سے نکل کر باہر دکان کی طرف دوڑ پڑا۔ کوئی عذر آڑے نہیں آیا۔ نہ نیند آڑے آئی نہ سردی اور جب نماز قضا ہو رہی تھی پھر کیا کیفیت تھی؟ اور جب چند ٹکوں کا نقصان ہوتا نظر آیا تو کیفیت ہی بدل گئی۔ پتہ چلا کہ آج ہمارے دل میں مال کی محبت ہے اسلام کی عظمت نہیں۔

تکبیر اولیٰ کا مقام

دنیا کی محبت کی ایک اور مثال عرض کروں۔ حدیث پاک میں ہے کہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ بڑے پریشان حال بیٹھے ہیں۔ نبی پاک ﷺ نے پوچھا کہ تو پریشان کیوں ہے۔ عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس دس مال بردار اونٹ تھے۔ ان پر قیمتی سامان بھی لدا ہوا تھا۔ (یاد رہے کہ مال اٹھانے والا اونٹ بڑا قیمتی ہوتا ہے) وہ گم ہو گئے ہیں۔ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ میرے صحابی رضی اللہ عنہ میں تو سمجھا تھا کہ تیری تکبیر اولیٰ فوت ہو گئی ہے۔ جس کی وجہ سے تو اتنی پریشانی کا اظہار کر رہا ہے۔ عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا تکبیر اولیٰ کا چھوٹ جانا اتنا بڑا

نقصان ہے۔ جتنا دس اونٹوں کا گم ہو جانا۔ رسول کریم علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا تم دس اونٹوں کی بات کرتے ہو اگر دنیا جہاں کی مال و دولت ایک پلڑے میں رکھ دی جائے تو تکبیر اولیٰ کے نقصان کی تلافی نہیں کر سکتے۔ اللہ عزوجل کے نیک بندوں کے دل میں ایمان کی عظمت تھی نہ کہ دولت کی محبت۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میرا ایک بیٹا جو فرمانبردار اور متقی و پرہیزگار ہو۔ وہ اگر فوت ہو جائے تو مجھے اتنا افسوس نہیں ہوگا جتنا ایک نماز کے فوت ہو جانے کا۔ پھر فرماتے ہیں کہ میں لوگوں پر حیران ہوتا ہوں میرا کوئی مال چوری ہو جاتا ہے یا فوتگی ہو جاتی ہے تو افسوس کرنے آتے ہیں۔ مگر جب میری نماز چھوٹ جاتی ہے تو افسوس کرنے نہیں آتے۔ یہ ان لوگوں کی بات ہے جن کے دلوں میں ایمان کی قدر ہے۔ ایمان کی قدر صحابہ کرام علیہم الرضوان کے دلوں میں تھی۔ جنہوں نے دین کی خاطر اپنا تن من دھن سب کچھ قربان کر دیا۔

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی دین سے محبت

نبی پاک ﷺ نے اگر ارشاد فرمایا کہ اے ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ! اب ہمیں ہجرت کا حکم ملنے والا ہے۔ عرض کرتے ہیں کہ یارسول اللہ ﷺ کوئی آپ کے ساتھ بھی ہوگا فرماتے ہیں کہ ہاں میرا غالب گمان ہے کہ وہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی ہوگا۔ اور جب ہجرت کا حکم ملتا ہے۔ سرکار ﷺ تشریف لے جاتے ہیں دیکھا کہ چراغ جل رہا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا دروازہ کھلا ہے بیٹھے انتظار کر رہے ہیں۔ پوچھا اے ابوبکر رضی اللہ عنہ کیا کر رہے ہو سوئے نہیں۔ عرض کیا یارسول اللہ ﷺ جب سے آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ میرا گمان ہے کہ تم ساتھ جاؤ گے اس دن کے بعد میں سویا ہی نہیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ سرکار ﷺ تشریف لائیں اور میں سویا ہی رہ جاؤں۔ یہ بھی نہیں کہا کہ گھر والوں کو اطلاع کر دیں بلکہ وہیں سے روانہ ہو گئے۔

(سبع سنابل، سیرت ابن ہشام جلد نمبر ۲ صفحہ ۹۹)

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی جانثاری

غار کے باہر عرض کرتے ہیں یارسول اللہ ﷺ آپ باہر ٹھہریں میں اندر جاتا

ہوں۔صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ اندر جاتے ہیں۔غار کی صفائی کرتے ہیں تمام سوراخ بند کردیتے ہیں۔مگر دو سوراخ باقی رہ جاتے ہیں۔ان میں اپنے دونوں پاؤں ڈال دیئے۔پھر عرض کرتے ہیں کہ اب تشریف لے آئیں۔آپ ﷺ داخل ہوتے ہیں اور سر مبارک حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی گود میں رکھ کر سو جاتے ہیں۔ایک سوراخ سے کوئی چیز حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو کاٹتی ہے۔مگر وہ اپنی جگہ سے نہیں ہلتے کہ مبادا رسول کریم ﷺ جاگ جائیں۔حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے آنسو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک پر گرتے ہیں آپ ﷺ بیدار ہوتے ہیں پھر فرماتے ہیں۔اے ابوبکر رضی اللہ عنہ تجھے کیا ہوا؟ عرض کی میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان مجھے کسی چیز نے کاٹ لیا ہے۔آپ ﷺ اپنا لعاب دہن لگاتے ہیں۔تو فوراً آرام آجاتا ہے۔

(دلائل النبوۃ جلد۲ صفحہ ۴۷۷، البدایہ والنہایہ جلد نمبر۳ صفحہ ۵۶۳ الریاض النضرۃ جلد نمبر اصفحہ ۱۰۶ در منثور جلد نمبر ۴ صفحہ ۱۹۸، تاریخ دمشق جلد ۱۳ صفحہ ۵۵ مشکوۃ)

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! اب سوال یہ ہے کہ کیا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ سب مال کی محبت میں کیا؟ نہیں بلکہ ایمان کی محبت میں کیا۔اگر مال اور دنیا کی محبت آپ کے دل میں ہوتی تو آپ اپنے گھر کا سکون اور آرام یوں نہ چھوڑ دیتے۔مگر آپ رضی اللہ عنہ کو اس بات کا احساس تھا کہ حقیقی آرام وسکون تو صرف سرکار ﷺ کے دامن کرم سے وابستہ رہنے میں ہے۔اس کے برعکس ہماری حالت آج یہ ہوگئی کہ ہمیں ایمان کی اہمیت کا احساس تک نہ رہا۔دولت کی ہوس اس قدر بڑھ گئی کہ ہم دولت کی خاطر ایمان تک سے ہاتھ دھو بیٹھنے کو تیار ہو جاتے ہیں۔اس کی مثال میں عرض کرتا ہوں

دولت کی خاطر ایمان کی قربانی

بنک میں ہم پیسے جمع کروا دیتے ہیں۔جب زکوۃ کٹنے لگتی ہے تو لکھ کر دے دیتے ہیں کہ میں شیعہ ہوں۔میری زکوۃ نہ کاٹنا۔چند ٹکوں کی خاطر ایمان برباد کر

لیا۔ یہ حقائق پر مبنی باتیں ہیں۔ ہمارے گنج بازار میں مرزائیوں کی عبادت گاہ ہے۔ ایک نوجوان لڑکا میرے پاس آیا غالباً 22 یا 25 سال کی عمر ہوگی۔ کہنے لگا جناب میں بڑا پریشان رہتا ہوں۔ میں نے پوچھا تجھے کیا پریشانی ہے؟ کہنے لگا جی میں بے روزگار تھا گنج بازار میں ایک آدمی مجھے ملا کہنے لگا میں تجھے باہر کے ملک بجھوا دیتا ہوں۔ تیرا پیسہ بھی خرچ نہ ہوگا۔ تنخواہ بھی معقول مل جائیگی لیکن شرط صرف یہ ہے کہ پاسپورٹ کے خانے میں یہ لکھ دے کہ میں مرزائی ہوں۔ میں نے کہا پھر تو نے کیا کیا؟ کہنے لگا میں نے لکھ دیا۔ جس نے لکھ دیا وہ مرزائی ہوگیا وہ کافر ہوگیا۔ جس نے جان بوجھ کر ارادۂ اپنے آپ کو غیر مسلم لکھ دیا وہ کافر ہوگیا۔ دائرہ اسلام سے خارج ہوگیا۔

میں نے کہا بدبخت تیرے پاس تو ایمان ہی نہیں رہا تو تجھے چین کہاں سے ملے؟ چین تو ہے ہی ایمان کے اندر۔ عمل کی بنیاد تو ایمان پر ہے۔ جس کے پاس ایمان ہی نہیں وہ جتنی چاہے نیکیاں کر لے۔ یہ میں اس لئے بتا رہا ہوں کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان میں ایمان کی کتنی پختگی تھی اور آج ہمارے اندر مال کی محبت کتنی گھر کر چکی ہے۔ دولت کی خاطر بھائیوں کا خون کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ دولت کی خاطر بہنوں کے مال ان کے حصے غصب کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ دولت کی خاطر باپ کو قتل کر دیتے ہیں۔ دولت کی خاطر رشتے داروں کو قتل کر دیتے ہیں۔ جھوٹے مقدمے بنا دیئے جاتے ہیں تاکہ مال ہاتھ آجائے ایمان رہے نہ رہے دولت حاصل ہو جائے۔

حضرت سلطان العارفین سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ اپنے دور کی بات کرتے ہیں۔

ایمان سلامت ہر کوئی منگے
عشق نہ منگے کوئی ہو
جس منزل تے عشق پہنچا وے
عقل نوں خبر نہ کائی ہو

فرماتے ہیں کہ لوگ کہتے ہیں کہ ایمان رہ جائے مگر عشق نہیں مانگتے۔ جس منزل کو عشق پہنچا دیتا ہے۔ عقل کو تو خبر بھی نہیں ہوتی۔ یعنی عقل سے اوپر کا درجہ عشق کا درجہ

ہے۔اسی بات کو علامہ اقبال نے یوں بیان کیا ہے۔

بے خطر کود پڑا آتشِ نمرود میں عشق　　　عقل ہے محوِ تماشائے لبِ بام ابھی

عقل تو سوچ میں پڑی ہے کہ میں آگ میں جاؤں کہ نہ جاؤں اگر گئی تو جسم جل جائے گا۔یہ ہو جائیگا وہ ہو جائیگا عقل تو سوچ رہی ہے اور عشق کہتا ہے کہ

جے میرا سوہنا میرے دکھ وچ راضی　　　میں سکھ نوں چلھے پاواں ہو

اگر میرا رب میرے جلنے میں راضی ہے تو ایک جان کیا کروڑوں ہوں تو سب باری باری قربان کر دوں یہ عشق کی منزل ہے مگر آج ہم اس قدر گر گئے کہ اب عشق والی بات تو بہت دور رہ گئی۔اب تو

مال سلامت ہر کوئی منگے ایمان نہ منگے کوئی ہو

رب کائنات نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے کہ

اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ۝ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ۝ (التکاثر پارہ نمبر ۳۰)

ترجمہ کنز الایمان: تمہیں غافل رکھا مال کی زیادہ طلبی نے۔یہاں تک کہ تم نے قبروں کا منہ دیکھا۔

انسان کے تین ساتھی

پیارے اسلامی بھائیو! جس مال کے پیچھے ہم اندھے ہو کر پڑے ہوئے ہیں آؤ ذرا سوچو تو سہی کیا یہ مال ہمارے ساتھ قبر میں جائے گا۔حدیث پاک کا مفہوم ہے کہ بندے کے تین ساتھی ہیں۔ایک موت تک کا ساتھی دوسرا قبر تک کا ساتھی تیسرا ہمیشہ کا ساتھی سب سے پہلی چیز جو بندے کا ساتھ چھوڑتی ہے وہ بندے کی دولت ہے۔جیسے ہی بندے کا انتقال ہوتا ہے تو جائیداد کا بھی انتقال ہو جاتا ہے۔جائیداد کے انتقال سے مراد یہ ہے کہ اب اس کی ملکیت سے نکل کر اس کے ورثا کے نام ہو جاتی ہے۔یہاں تک کہ مردے کی گھڑی بھی اتار لیتے ہیں اس کے تو کپڑے بھی اتار لیتے ہیں اب یہ اشیاء اس کے کام کی نہیں۔اگر ان کی گھڑی بنا کر قبر میں لے بھی جائے تو یہ ایسی کرنسی ہے جو قبر میں چلتی نہیں۔وہاں تو کرنسی چلتی ہے نیکیوں والی اگر دولت کی کرنسی قبر میں چلنے

والی ہوتی تو بادشاہ قبروں میں خزانے لے کر جاتے۔سب سے پہلے بندے کی دولت بندے کا ساتھ چھوڑتی ہے۔دوسرا ساتھی جو قبر تک کا ساتھی ہے وہ ہے بندے کے رشتہ دار۔دوست احباب وغیرہ۔ یہ بندے کو قبر میں اتار کر منوں مٹی ڈال کر یہ کہہ کر واپس پلٹ آتے ہیں کہ لوجی اللہ عزوجل کے حوالے۔ان میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جو کہتے تھے ہم تیرے بغیر زندہ نہیں رہ سکتے تھے۔مر جائینگے۔مگر چند دن بعد ہی کھانا پینا، عیاشی اور رنگ رلیاں شروع ہو جاتی ہیں۔ نام بھول جاتے ہیں۔ شکلیں تک بھول جاتے ہیں۔جو ہمیشہ ساتھ رہنے والی چیز ہے وہ بندے کے اعمال ہیں۔نیک ہیں تو بھی ساتھ ہی رہیں گے اللہ عزوجل نہ کرے اگر برے ہیں تو بھی ساتھ ہی رہیں گے۔ دولت ایمان اتنی بڑی دولت ہے کہ ہم اسے اہمیت نہیں دے رہے مگر قرآن اس بارے فرمارہا ہے کہ

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْ اَحَدِهِمْ مِّلْءُ الْاَرْضِ ذَهَبًا وَّلَوِ افْتَدٰى بِهٖ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ وَّمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ۝(ال عمران ۹۱ پارہ نمبر ۳)

ترجمہ کنزالایمان: وہ جو کافر ہوئے اور کافر ہی مرے ان میں سے کسی سے زمین بھر سونا ہر گز قبول نہ کیا جائیگا۔اگر چہ اپنی خلاصی کو دے ان کے لئے دردناک عذاب ہے اور ان کا کوئی یار نہیں۔

یعنی وہ بندہ جس کا انتقال اس حالت میں ہوا کہ وہ کروڑوں اربوں کا مالک ہے اور وہ کفر کی حالت پر مر گیا تو اس کو کوئی فائدہ نہیں۔اور اگر ایک بندہ ایک پائی بھی نہیں رکھتا مگر دولت ایمان سے مالا مال ہے۔اس کا انتقال اسی حالت میں ہوا سمجھو سب کچھ ساتھ لے کر چلا گیا۔جو لوگ ایمان کو چند ٹکوں کی خاطر بیچ رہے ہیں کہ میں وہ ---ہوں میری زکوۃ نہ کاٹنا اور میں وہ---ہوں مجھے باہر کا ویزہ دلا دو۔انکے لئے لمحہ فکر یہ ہے۔گھر والے بھی بخوشی اسے باہر بھیج رہے ہیں کہ چلو صندوق بھر پیسہ بھیجے گا مگر یہ پتہ نہیں کہ آخر خود صندوق میں بند ہو کر آجائے گا۔

پیارے اسلامی بھائیو! اگر ہمارے محلے میں ایک وہ بندہ جس سے ہمیں محبت نہیں۔ وہ چلا جائے اس کے جانے کا ہمیں افسوس نہیں ہوگا۔ مگر اس کے برعکس ایک وہ بندہ جس سے ہمیں بہت محبت ہے وہ چلا جائے تو ہمیں بہت افسوس ہوگا۔ اب آپ خود ہی سمجھ جائیں کہ اگر دولت سے محبت زیادہ ہے تو موت کے وقت دولت کا چھن جانا نظر آتا ہے۔ تو بہت افسوس ہوتا ہے۔ اور یہی نزع کی تکلیف کا باعث بنتا ہے۔ اور اسلام سے محبت نہ ہوئی تو اس کے چھن جانے کا افسوس بھی نہ ہوگا اور احساس بھی نہ ہوگا (اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے)

میرے پیارے اسلامی بھائیو! اگر ایمان ہے تو فائدہ ہے اگر ایمان نہیں تو کچھ بھی نہیں۔ ہمیں دولت کو اتنی اہمیت نہیں دینی چاہیے۔ سب سے زیادہ اہمیت دین اسلام کو دینی چاہیے۔ ایمان ہی آخرت کی کامیابی کی دلیل ہے۔ نمرود اور قارون کی دولت ان کے کام نہ آسکی۔ اس دولت کی حرص میں مبتلاء ہو کر ایمان جیسی لازوال دولت کو کھونا نہیں چاہیے۔ حب دنیا اور حب دین دونوں ضدیں ہیں۔ جس کے دل میں دنیا کی محبت آگئی اس کے دل سے اسلام کی عظمت نکل گئی۔ اور جس کے دل میں اسلام کی محبت آگئی تو اس کے دل سے دنیا کی محبت نکل جائیگی۔ جس طرح ایک میان میں دو تلواریں نہیں آسکتیں اسی طرح ایک دل میں یہ دونوں چیزیں جمع نہیں ہوسکتیں۔

نیکی کی دعوت نہ دینے کے نقصانات

پیارے آقا ﷺ نے فرمایا کہ جب نیکی کا حکم دینا چھوڑ دیں گے اور برائی سے منع کرنا چھوڑ دیں گے تو وحی کی برکات سے محروم کر دیئے جائیں گے۔

پیارے اسلامی بھائیو! آج ہمارے معاشرے میں کئی برائیاں پھیلتی چلی جارہی ہیں۔ مگر ہمارے کان پر جوں تک نہیں رینگتی۔ نیکی کی دعوت میں سستی برتی جارہی ہے۔ آج سینما گھر آباد ہیں جوئے کے اڈے آباد ہیں۔ بدکاری کے اڈے آباد ہیں۔ مسجدیں ویراں نظر آرہی ہیں۔ اتنی بڑی خوبصورت آرائش وزیبائش والی مساجد

موجود ہیں مگر نمازیوں کی تعداد افسوس ناک ہے۔ بلکہ شہروں کے اندر تو پھر بھی کچھ نہ کچھ مساجد کے اندر رونق نظر آتی ہے۔ گاؤں کی مساجد کا حال اس قدر ابتر ہے کہ پانچوں وقت نمازیں نہیں ہوتیں۔ یعنی کئی مساجد میں امام اذان دے کر انتظار کر رہا ہوتا ہے کہ کوئی آ جائے تو نماز با جماعت ادا کر لی جائے۔ اور کئی مساجد میں تو اذان بھی نہیں ہوتی۔ بلکہ ایک گاؤں میں دعوت اسلامی کا قافلہ گیا تو گاؤں والوں نے بتایا کہ ہمارے گاؤں میں ایک گھوڑا گم ہو گیا ہے تین دن تک تلاش کیا مگر گھوڑا نہ ملا۔ تین دن کے بعد کوئی مسجد میں گیا تو پتہ چلا کہ گھوڑا تو مسجد میں ہے۔ اندازہ لگائیں کہ مسلمانوں کی حالت کس قدر بگڑ چکی ہے۔

پیارے اسلامی بھائیو! اگر ہم نیکی کی دعوت نہیں دیں گے بس اپنی نمازوں کی ہی فکر اور اپنی نیکیوں کی ہی فکر میں لگے رہیں گے۔ اور یہ سوچیں کہ چھوڑ دیار اگر کوئی برا ہے تو اپنے گھر میں ہے ہم کیوں اسے نیکی کی دعوت دیں۔ ہمیں کیا ضرورت ہے کہ اسے سمجھائیں۔ یاد رکھو کہ اللہ تعالی کو یہ سوچ پسند نہیں۔

بنی اسرائیل کے عابد کا انجام

حدیث پاک کا مفہوم ہے کہ اللہ رب العزت نے جبرائیل علیہ السلام کو ارشاد فرمایا کہ فلاں بستی پر عذاب نازل کرنا ہے۔ عرض کرتے ہیں کہ اے مالک ومولا! عزوجل اس بستی کے اندر تو ایک ایسا عابد ہے جو ہر وقت تیری عبادت میں مصروف رہتا ہے اس کے بارے میں تیرا کیا حکم ہے؟ رب تعالی نے ارشاد فرمایا۔ سب سے زیادہ عذاب اسی پر نازل کرنا۔ عرض کرنے لگے کہ اے مالک ومولا عزوجل! اس میں حکمت کیا ہے؟ فرمایا اس کے سامنے میرے احکامات کی نافرمانی ہوتی تھی اور وہ انکو نیکی کی دعوت نہیں دیتا تھا اور اپنی ہی عبادت میں لگا رہتا صرف اپنی ہی جنت کے حصول میں لگا رہتا تھا۔ فرمایا مجھے ایسی عبادت کی ضرورت نہیں۔ بستی کو اٹھا اس عابد کے سر پر دے مار۔ اس عابد کی چیخیں میں سنوں۔ آج ہمارے پاس نیکی کی دعوت کے لئے وقت نہیں۔ اگر کہا جائے اپنے گھر میں نیکی کی دعوت دو تو کہا جاتا ہے کہ گھر کے حالات

بڑے خراب ہیں آج کسی کو کچھ کہنے کا زمانہ نہیں ہے۔ ایمان سے بتاؤ کہ اگر آپ کا بیٹا نماز نہیں پڑھتا تو کہتے ہو حالات بہت خراب ہیں۔ اسے کچھ نہ کہو لیکن اگر وہ سکول نہیں جاتا تو پھر بھی حالات خراب ہونے کا بہانہ کر کے اسے کچھ کہنے سے گریز کرتے ہو؟ ہرگز نہیں بلکہ سکول نہ جانے پر ڈانٹ ڈپٹ اور مار پیٹ تک بھی نوبت پہنچ جاتی ہے۔ اگر گھر میں کوئی مرد نہ ہو تو عورت برقع پہن کر بچے کو سکول چھوڑنے چلی جاتی ہے۔ کیا کبھی نماز کے لئے بچے کو مسجد تک چھوڑنے آئی ہے۔ کیا قیامت کے روز یہ بچے ہمیں گریبانوں سے نہیں پکڑیں گے۔ اے مالک ومولا! ہم سکول نہ جاتے تو یہ ہمیں زبردستی چھوڑ کر آتے لیکن اگر ہم نماز نہ پڑھتے تو ان کے کانوں پر جوں تک نہ رینگتی تھی۔

لمحہ فکریہ

ایک عورت اپنے ساتھ سات مردوں یا کئی مردوں کو جہنم میں لے کر جائے گی۔ جب اس عورت کو دوزخ میں ڈالنے لگیں گے تو وہ کہے گی اے مالک ومولا عزوجل! مجھ سے پہلے میرے باپ کو دوزخ میں ڈال کیونکہ اس نے مجھے نیکی کی دعوت نہیں دی تھی۔ لہٰذا میری برائی میں یہ برابر کا شریک ہے۔ پھر کہے گی اے مالک ومولا عزوجل! بڑا بھائی باپ کی جگہ ہوتا ہے اس نے بھی مجھے نہیں کہا تھا اسے بھی جہنم میں ڈال۔ پھر شوہر کی بات آئیگی تو کہے گی اے مالک ومولا عزوجل! اسے بھی جہنم میں ڈال۔ کیونکہ یہ بھی مجھے نیکی کی رغبت نہیں دلاتا تھا۔ اسی طرح درجہ بدرجہ کئی فرد اس میں آتے چلے جائیں گے۔ پیارے اسلامی بھائیو لرز جاؤ! اور نیکی کی دعوت کو عام کرنے کا پختہ عہد کر لو کہیں ایسا نہ ہو کہ اس لسٹ میں ہمارا نام بھی آجائے۔

پیارے اسلامی بھائیو! آج ہم کہتے ہیں کہ حالات خراب ہیں۔ ذرا وہ حالات تو دیکھو جب پیارے آقا ﷺ تن تنہا مکے کے بازاروں میں نیکی کی دعوت دے رہے تھے۔ اور لوگ پتھر مار رہے ہیں۔ راستے میں کانٹے بچھائے جا رہے ہیں۔ گڑھے کھودے جا رہے ہیں آپ کی نعلین پاک خون سے بھر جاتی ہیں۔ آج کل تو نیکی کی دعوت دینے پر کسی کو پتھر مارتے نہیں دیکھا۔ نبی پاک ﷺ غیر مسلموں کو

دعوت اسلام دے رہے ہیں۔ آج ہم مسلمانوں کو نیکی کی دعوت نہیں دے سکتے۔ حضور پاک ﷺ کا نٹوں پر چل کر نیکی کی دعوت دیتے جائیں۔ آج یقین کرو ہم نیکی کی دعوت دینے جائیں تو بعض اوقات لوگ پھول نچھاور کرتے ہیں۔ پھر ہم کہتے ہیں کہ حالات خراب ہیں۔

چائنہ میں صحابی کا مزار

ہمارے ایک اسلامی بھائی چین گئے انہوں نے وہاں حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے مزار شریف پر حاضری دی۔ جو کہ صحابی رسول ﷺ ہیں۔ غور کریں کہ کہاں مدینہ منورہ اور کہاں چین مگر وہ نیکی کی دعوت کیلئے راستے کی تمام صعوبتیں برداشت کرتے ہوئے چین آئے اور اسی قربانی کا صدقہ ہے کہ آج چین میں بھی مسلمان موجود ہیں۔ وہاں بھی مساجد ہیں۔ نیکی کی دعوت میں تکلیفیں بھی آتی ہیں۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا نیکی کی دعوت میں جب تمہیں تکلیفیں آئیں تو میری تکلیفوں کو یاد کر لینا۔ دین کے راستے میں جتنا میں ستایا گیا ہوں کوئی نبی اور رسول بھی نہیں ستایا گیا۔ انبیاء علیہم السلام نے تکلیفوں کے باوجود نیکی کی دعوت کو ترک نہیں کیا۔ ہمیں آسائشیں مہیا کی جارہی ہیں۔ مگر ہم پھر بھی نیکی کی دعوت سے گریز کرتے ہیں۔

نیکی کی دعوت کے فضائل

پیارے اسلامی بھائیو حضرت موسیٰ علیہ السلام رب تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں کہ جو نیکی کی دعوت دیتا ہے اور برائی سے منع کرتا ہے اس کو تو کیا ثواب عطا فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اے موسیٰ علیہ السلام میں اس کو ہر ہر کلمے کے بدلے ایک ایک سال کی عبادت کا ثواب عطا فرماؤں گا۔ اور ایسے بندے کو عذاب دیتے ہوئے مجھے حیاء آتی ہے۔ میں اس کو ویسے ہی معاف کر دیتا ہوں۔ کتنی بڑی سعادت کی بات ہے۔ میں تو اسلامی بھائیوں سے کہتا ہوں نیکی کی دعوت دو۔ فیضان سنت کا درس دو۔ جہاں بھی بن پڑے اور نیت یہ کرو کہ قیامت کے دن نیکی کی دعوت

دینے والوں کی لسٹ میں جہاں سب سے اوپر نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور انبیاء علیہم السلام کے نام ہوں۔ صحابہ اور اولیاء کرام رضوان اللہ علیہم کے نام ہوں کسی کونے میں ہمارا نام بھی آگیا تو بیڑا پار ہو جائے گا۔ آپ نے حضرت یوسف علیہ السلام کا واقعہ تو ضرور سنا ہوگا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے خریداروں میں ایک مفلوک الحال بڑھیا بھی تھی۔ اس کے ہاتھوں میں سوتر کی چند گچھیاں تھیں۔ اس نے وہ گچھیاں مالک بن زعر کے سامنے رکھ دیں اور آپ کی خریداری کی خواہش کی۔ بڑھیا کی اس خواہش پر تمام امراء و رؤسا کھلکھلا کر ہنس پڑے۔ بڑھیا نے قربان ہوتے ہوئے کہا کہ لوگو میں بھی جانتی ہوں کہ ان حقیر چیزوں سے یوسف علیہ السلام نہیں خریدے جاسکتے مگر میں چاہتی ہوں کے قیامت والے دن حضرت یوسف علیہ السلام کے خریداروں میں میرا نام بھی آجائے۔ تاکہ میری مغفرت کا سامان ہو جائے۔

اگر اس نیت سے نیکی کی دعوت دی جائے تو دین و دنیا کی برکات کے حصول کا ذریعہ ہے۔ لیکن یہ بھی یاد رکھو کہ جتنا اہم کام ہو اسے اتنا ہی سیکھ کر کرو تو فائدہ دے گا۔ اور اگر بغیر سیکھے کرو گے تو نقصان کا اندیشہ ہے۔

جیسے ایک بندہ خراد کی مشین پر پرزہ بنانا چاہتا ہے اور بغیر سیکھے کھڑا ہو جائے تو نقصان ہو جائے گا۔ اور اگر سیکھ کر بنائے تو فائدہ ہوگا۔ اسی طرح دین کا کام سب سے اہم کام ہے۔ اور دین سیکھ کر دین کا کام کریں گے تو فائدہ ہوگا۔ اسے سیکھنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ دعوت اسلامی کے مدنی قافلوں میں سفر کریں۔ یقین کریں کہ ان قافلوں میں سفر کرنے سے آپ کے اندر جو جھجک ہے وہ ختم ہو جائے گی۔ آپ اپنے محلے میں نیکی کی دعوت دینے سے گھبراتے ہیں۔ کہ جن کے ساتھ کل تک میں کھیل کود میں مشغول رہتا تھا۔ آج میں ان کے پاس نیکی کی دعوت کیلئے جاؤں گا تو وہ کیا کہیں گے؟ قافلے میں چونکہ تربیت ہوتی ہے اور جس علاقے میں قافلہ جاتا ہے وہ علاقہ اور علاقے کے لوگ نئے ہوتے ہیں۔ جب بندہ وہاں نیکی کی دعوت دیتا ہے جھجک اتر جاتی ہے تو پھر اپنے علاقے میں بے خوف و خطر نیکی کی دعوت دیتا ہے۔ ایک حدیث شریف میں آتا ہے کہ جو قافلے کیلئے اس نیت سے گھر سے نکلے کہ میں وہ نیکیاں گھر میں رہ کر نہیں کر سکتا۔ جو قافلے میں جا

کر کر سکتا ہوں۔ اگر وہ اس نیت سے ایک بالشت بھی گھر سے نکلے تو اللہ تعالی اس پر جنت واجب فرما دیتا ہے۔ میری آپ سے مدنی التجا ہے کہ آپ آج سے ہی نیت کر لیں۔ کہ ہم دعوت اسلامی کے تین روزہ قافلے میں ہر ماہ سفر کریں گے۔ ہو سکتا ہے کہ یہ سوچ ذہن میں آئے کہ ہم غریب آدمی ہیں وہی کماتے ہیں وہی کھاتے ہیں۔ ایمانداری سے بتاؤ کیا غریب آدمی بیمار نہیں ہوتا؟ بیمار ہونے کے بعد بھی تو گھر کا نظام چلتا ہے۔ تو جب وہ دین کے راستے پر نکلے گا اس راستے پر جس کے بارے قرآن یہ کہہ رہا ہے کہ

سورۃ الطلاق پارہ نمبر 28 رکوع نمبر 17 آئت نمبر 2، 3

وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًاۙ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ؕ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ؕ

ترجمہ کنزالایمان: اور جو اللہ سے ڈرے تو اللہ اس کے لئے نجات کی راہ نکال دے گا۔ اور اسے وہاں سے روزی دے گا جہاں اس کا گمان بھی نہ ہو۔ اور جو اللہ پر بھروسہ کرے تو وہ اسے کافی ہے۔

مدنی قافلے کی بہاریں

ایک مرتبہ نیکی کی دعوت دینے کے لئے چند اسلامی بھائی نکلے ایک مزدور آدمی کو بھی نیکی کی دعوت دی وہ کہنے لگا کہ میں قافلے میں جا ہی نہیں سکتا۔ کیونکہ دن بھر میں جو کماتا ہوں اسی سے میری دال روٹی چلتی ہے۔ میں چلا گیا تو گھر کا خرچہ کیسے چلاؤں گا؟ بہر حال انہوں نے کہا کہ تم ایک مرتبہ اللہ عزوجل کے راستے میں نکل کر تو دیکھو پھر دیکھو اللہ عزوجل تمہاری کیسی مدد فرماتا ہے؟ وہ راضی ہو گیا اور قافلے میں چلا گیا۔ جب قافلے سے اپنی دکان پر واپس آیا تو دکان کے مالک نے اسے بلایا اس نے کہا کہ اب تو میری خیر نہیں ہے کیونکہ میں تو قافلے میں چلا گیا تھا۔ لیکن مالک نے ایک ہزار روپے کا نوٹ نکال کر اسکے ہاتھ پر رکھ دیا۔ اس نے سمجھا کہ مالک نے میرا حساب کر دیا ہے اور مجھے نوکری سے خارج کر دیا ہے۔ اس نے کہا جناب یہ ایک ہزار کس چیز کا ہے؟ مجھے بتائیں تو سہی مالک نے کہا یہ تیرا ہے۔ اس نے کہا جناب میں نے کام ہی

نہیں کیا۔ تو میرا کا ہے کا ہوا۔ تو مالک نے کہا تم قافلے میں گئے ہوئے تھے تو میں نے گودام کی صفائی کروائی۔ تو جو کوڑا کرکٹ نکلا۔ اسے بیچ کر اس کی رقم مزدوروں میں تقسیم کردی۔ یہ ایک ہزار تیرے حصے میں آیا ہے۔ یقین کریں کہ وہ اتنا متاثر ہوا کہ ماحول سے وابستہ ہوگیا۔ آپ بھی قافلے میں سفر کریں اللہ تعالیٰ آپ پر بھی کرم فرمائے گا۔

حدیث پاک میں بھی آتا ہے اللہ تعالیٰ مسافر کی دعا قبول فرماتا ہے۔ میری آپ سے مدنی التجا ہے کہ ہر جمعرات ہفتہ وار اجتماع کی حاضری کو لازم کرلو۔ دیکھئے ایک آدمی آپ سے وقت مقررہ پر ملاقات کا ٹائم لیتا ہے۔ اس کے لئے وقت مقرر کرتا ہے۔ اگر اسی وقت کے لئے دوسرا آدمی آئے تو آپ معذرت کرلیتے ہیں۔ جمعرات کا وعدہ آپ پہلے سے ہی کرلیں کوئی کام آپڑے۔ اسے چھوڑ کر پہلے آپ اجتماع کی حاضری کو یقینی بنائیں۔ دوسرا یہ کہ مہینے میں تیس دن ہوتے ہیں۔ آپ یوں سمجھیں کہ دن ہی ستائس ہیں۔ تین دن رب تعالیٰ کے نام ہیں۔ اور اس کا فائدہ قرآن کریم سے سنو۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا (الانعام: ۱۶۰، پارہ ۸)

ترجمہ کنزالایمان: اور جو ایک نیکی لائے تو اس کے لئے اس جیسی دس ہیں۔

جو ایک نیکی کرے اسکو دس گنا ثواب ملے گا۔ تو جو شخص ایک ماہ میں تین دن مدنی قافلے میں سفر کرے گا اسے تیس دن کا ثواب ملے گا۔ اور جو ہر ماہ تین دن مدنی قافلے میں سفر کرے گا تو پورے سال کا ثواب اس کے نامہ اعمال میں لکھا جائے گا۔

اس لئے پیارے اسلامی بھائیو! پہلے سے ہی اپنا جدول بنالو۔ اس کے حساب سے قافلے میں سفر کرو۔

ہم دنیا کے حصول کے لئے سفر کرتے ہیں امریکہ جاتے ہیں۔ انگلینڈ جاتے ہیں مگر دنیا پھر بھی ہاتھ نہیں آتی۔ اور دیکھیں حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ دولت کے لئے نہیں بلکہ دین کی خاطر لاہور آئے۔ انہوں نے دین کی خدمت کی۔ آج کھانے

والے تھک جاتے ہیں۔ مگر حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کا لنگر ختم نہیں ہوتا۔ کتنی دنیا آپکے در سے پل رہی ہے۔

گالی دینے والے کا انجام

تیسرے نمبر پر ارشاد فرمایا جب میرے امتی آپس میں گالی گلوچ کریں گے تو اللہ عزوجل کی نظروں سے ہی گر جائیں گے۔ افسوس آج گالی نکالنا برا نہیں سمجھا جاتا۔ بلکہ گالی نکالنا محبت کی علامت سمجھا جاتا ہے کہ جب دو دوست آپس میں ملتے ہیں تو اکثر اوقات سلام کی بجائے گالیوں سے استقبال کرتے ہیں۔ اور دیکھنے والے سمجھ جاتے ہیں کہ یہ قریبی دوست ہیں اس لئے ایک دوسرے کا گالیوں سے استقبال کر رہے ہیں۔ اسی طرح ایک دکاندار اپنے شاگردوں کا نام لے کر پکارنے کی بجائے گالی دیکر پکارتا ہے۔ گھروں کی یہ حالت ہے کہ بچوں سے یا ان کی ماں سے غلطی ہو جائے تو گالیوں سے تواضع کی جاتی ہے۔

بلکہ بعض ایسے بد بخت ہیں کہ اپنے ماں باپ تک کو گالیاں دیتے ہیں اور بعض ایسے بد بخت ہیں کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان تک کو گالیاں بکتے ہیں۔ جبکہ ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ غلاظت اٹھا کر منہ میں رکھ لینا کوئی پسند نہیں کرتا۔ جبکہ غلاظت منہ میں رکھ لینا بہتر ہے بہ نسبت کسی کو گالی دینے سے۔ اس لئے کہ غلاظت منہ میں رکھنے سے منہ ناپاک ہو جائے گا جب کہ گالی دینے سے ماحول بھی ناپاک ہو جائے گا۔

پیارے اسلامی بھائیو ان کا کیا بنے گا جن کا کلام ہی گالی بن چکا ہے۔ حالانکہ امام غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی اپنی مشہور کتاب کیمیائے سعادت میں نقل کرتے ہیں کہ جو شخص دنیا میں گالی نکالتا ہے قیامت کے روز کتے کی شکل میں دوزخ میں ڈالا جائے گا۔ اس سے بڑی سزا اور کیا ہوگی کہ انسان اللہ عزوجل کی نظروں سے ہی گر جائے۔ لہذا ہمیں گالی نکالنے سے پرہیز کرنا چاہیے۔ اللہ عزوجل ہمیں عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

☆......☆......☆......☆

حقوق زوجین

اَلْحَمْدُلِلّٰہ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ والسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِالْمُرْسَلِیْنَ ؕ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحٰبِکَ یَاحَبِیْبَ اللّٰہ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللّٰہ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحٰبِکَ یَا نُوْرَ اللّٰہ

نسخہ کیمیاء

میرے میٹھے میٹھے اور پیارے پیارے اسلامی بھائیو! حضرت سہیل بن سعد رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ پیارے آقا ﷺ کی بارگاہ بے کس پناہ میں ایک صحابی رضی اللہ عنہ حاضر ہوتے ہیں۔ عرض کرتے ہیں یارسول اللہ ﷺ میں تنگدست بڑا رہتا ہوں کوشش میں نے بڑی کی ہے کہ تنگدستی دور ہو جائے۔ کوشش سے مراد یہ ہے کہ محنت مزدوری زیادہ کرتا مگر دو وقت پیٹ بھر کھانا بھی میسر نہیں آتا۔ جب میں ہر طرف سے مایوس ہو گیا ہوں تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں حاضر ہو گیا ہوں۔ اب آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام مجھے کوئی ایسا وظیفہ بتلا دیں کہ جس پر عمل کرنے سے میری تنگدستی دور ہو جائے۔ سرکار مدینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تین کام تم کر لیا کرو تمہارے گھر میں خیر و برکت کی میں ضمانت دیتا ہوں۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ارشاد فرماتے ہیں کہ ہم نے اس صحابی رضی اللہ عنہ کو بڑا تنگدست دیکھا لیکن جب انہوں نے اس وظیفے پر عمل شروع کر دیا جو سرکار مدینہ راحت قلب وسینہ ﷺ نے انہیں بتایا تھا۔ تو اللہ عزوجل نے انہیں اتنا نوازا کہ وہ مدینہ منورہ میں جھولیاں بھر بھر کر خیرات تقسیم کرنے لگے۔ اور دولت ختم نہیں ہوتی تھی۔ اور یہ وظیفہ ایسا وظیفہ ہے کہ صرف اس صحابی رضی اللہ عنہ کیلئے ہی نہیں بلکہ جو بھی اس پر عمل کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو انعام سے ضرور نوازے گا۔ لہٰذا میں نے بھی اس وظیفے پر عمل شروع کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے میرے اوپر بھی کرم نوازی فرمائی۔ کیونکہ یہ نبی پاک ﷺ کا بتایا ہوا نسخہ ہے کسی ڈاکٹر یا حکیم کا بتایا

ہوا نہیں کہ جس میں کوئی سائیڈ افیکٹ یا نقصان ہوگا۔ کیونکہ سرکار مدینہ ﷺ کی ذات اقدس وہ باکمال ذات ہے کہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں

وہ کمال حسن حضور ہے کہ گمان نقص جہاں نہیں
یہی پھول خار سے دور ہے یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں

بہر حال آپ کے ذہن میں یہ خیال آرہا ہوگا کہ وہ وظیفہ پتہ نہیں کتنا مشکل ہوگا تو پیارے اسلامی بھائیو! وہ نسخہ بالکل آسان ہے۔ پہلا کام یہ بتایا کہ جب تم گھر میں داخل ہوا کرو تو گھر والوں کو سلام کیا کرو یعنی السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہنا ہے کیونکہ سرکار مدینہ راحت قلب وسینہ ﷺ ایک مرتبہ تشریف فرما تھے تو ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے آکر عرض کی السلام علیکم! یارسول اللہ ﷺ تو سرکار ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ رب تعالیٰ نے تجھے 10 نیکیاں عطا فرمائیں، ایک اور صحابی رضی اللہ عنہ آئے تو انہوں نے السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہا۔ تو پیارے آقا ﷺ نے جواب بھی ارشاد فرمایا اور ساتھ فرمایا رب تعالیٰ نے تجھے بیس نیکیاں عطا فرمائیں۔ ایک اور صحابی رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے اور السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہا تو پیارے آقا ﷺ نے جواب بھی عطا فرمایا اور ساتھ ہی ارشاد فرمایا تجھے تیس نیکیوں کا ثواب ملے گا۔ یعنی یہ تھوڑی سی زبان ہلنے سے ہمارے نامہ اعمال میں نیکیاں درج ہوتی ہیں۔ بلکہ ایک حدیث میں آتا ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بازار میں کس نیت سے جاتے تھے ویسے تو بدترین جگہ بازار ہے اور افضل ترین جگہ مسجد ہے۔ مگر صحابہ کرام علیہم الرضوان بازار میں اس نیت سے جاتے تھے کہ ہمیں کوئی مسلمان ملے گا تو ہم اسے سلام کریں گے۔ ہمارے نامہ اعمال میں نیکیاں درج ہوں گی۔ تو پہلا کام یہ بتایا کہ جب بھی گھر میں داخل ہوں سلام کرنا چاہئے۔ اور فرمایا اگر گھر میں کوئی نہ ہو تو خالی گھر کو ہی سلام کر لینا چاہیئے۔

(المستدرک جلد نمبر ۳ صفحہ ۴۰۲، درمنثور جلد نمبر ۵ صفحہ ۵۹، کنز العمال جلد نمبر ۱۵ صفحہ ۳۹۹)

سرکار ﷺ حاضر وناظر ہیں

دوسرا کام یہ بتایا کہ فرمایا مجھ پر بھی سلام بھیج دیا کرو۔ یعنی اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ

اَیُّھَا النَّبِیُّ علیک واحد حاضر کی ضمیر ہے۔ یعنی ایک حاضر کے لئے سلام کیا جاتا ہے۔ اب اگر میں یہ کہتا ہوں کہ اسلم صاحب السلام علیکم! اب اسلم موجود نہیں تو دیکھنے والے کہیں گے یار یہ بے وقوف بندہ ہے۔ کوئی موجود ہی نہیں تو سلام کیسے کر رہا ہے۔ تو السلام علیکم ہم تب کرتے ہیں جب کوئی سامنے موجود ہو۔ سوال پیدا ہوا کہ یہاں جمع کی ضمیر کیوں استعمال کی جاتی ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ علماء کرام فرماتے ہیں کہ ایک بندہ اور دو اس کے ساتھ فرشتے ہوتے عربی میں ایک کے لئے واحد اور دو کے لئے تثنیہ اور دو سے زائد کے لئے جمع کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔ تو یہ حاضر کی ضمیر ہے۔

اور جب ہم نماز پڑھتے ہیں میری تو دعا ہے کہ ہم سب کو نماز کا ترجمہ بھی آجائے۔ تاکہ جب ہم نماز پڑھتے ہیں تو نماز میں ہم کیا پڑھ رہے ہیں یہ معلوم ہونا چاہیے۔ نماز جب ہم پڑھتے ہیں تو اللہ عزوجل کو موجود جانتے ہوئے۔ اس کی عبادت کرتے ہیں آپ دیکھیں سُبْحَانَکَ اللّٰه اس کا ترجمہ ہے کہ اے اللہ تو پاک ہے۔ ک یہ واحد حاضر کی ضمیر ہے۔ اِیَّاکَ نَعْبُدُ اس کی دوسری مثال ہے۔ جو قریب ہو حاضر ہو اس کے لئے واحد حاضر کی ضمیر استعمال کی جاتی ہے۔ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ. اَللّٰھُمَّ نَسْتَعِیْنُکَ وَ نَسْتَغْفِرُکَ وَ نُؤْمِنُ بِکَ

ہم تیری ہی مدد چاہتے ہیں اور تجھ سے ہی استغفار طلب کرتے ہیں اور تجھ پر ایمان لاتے ہیں وغیرہ ان تمام میں واحد حاضر کے ضمائر استعمال ہوئے ہیں۔ جب ہم یہ کہتے ہیں وَ نُؤْمِنُ بِکَ تو حاضر وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْکَ تو حاضر تو جب اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ کہتے ہیں تو یہ بھی حاضر ہی ہوگا۔ نہ کہ غائب کا کیونکہ لغت کسی کی رورعائت نہیں کرے گی۔

جب ہم سبحانک کہتے ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ یا اللہ تو پاک ہے۔ یعنی حاضر اسی طرح اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ جب ہم نماز میں پڑھتے ہیں تو ہمارا عقیدہ یہ ہونا چاہئے کہ نبی پاک ﷺ حاضر بھی ہیں اور ہمارا سلام بھی سن رہے ہیں۔ اور جواب بھی ارشاد فرما رہے ہیں۔ اب کوئی اعتراض کردے کہ بھئی نماز کے اندر جو ہم پڑھتے ہیں وہ تو معراج شریف کے موقع پر جب نبی کریم ﷺ رب ذوالجلال کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو عرض کی اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰهِ وَ الصَّلٰوتُ وَالطَّیِّبٰتُ اور رب کی طرف سے جواب ملا کہ

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَاالنَّبِیُّ وَ رَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ ۔لہٰذا یہ الفاظ تو ہم حکایت دہراتے ہیں۔تو پیارے اسلامی بھائیو! التحیات ہی یا اللہ میری ساری مالی جانی ، بدنی عبادتیں سب تیرے لئے ہیں۔ یہ کون کہہ رہا ہے؟ جب ہم نماز پڑھ رہے ہوتے ہیں تو اپنی طرف سے کہہ رہے ہوتے ہیں۔کہ یا اللہ میری ظاہری ، مالی جانی بدنی سب عبادتیں تیرے لئے ہیں۔ جب یہ ہم نے اپنی طرف سے کہا تو اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَاالنَّبِیُّ بھی اپنی طرف سے کہا تو یہ سب بھی اپنی طرف سے کہا کہ یارسول اللہ ﷺ آپ پر سلام بھیج رہے ہیں۔ یہ اس کا ترجمہ بنتا ہے۔اب آپ دوسری طرف غور فرمائیں ابھی میں نے آپ کو سہیل بن سعد رضی اللہ عنہ والی حدیث پاک سنائی کہ نبی پاک ﷺ نے تین عمل بتائے کہ جو بندہ چاہتا ہے کہ اس کے گھر میں خیر و برکت کا نزول ہو رزق میں فراوانی ہو۔قرضے ختم ہو جائیں اس کو چاہئے کہ تین عمل کرے۔ پہلا یہ کہ گھر میں داخل ہو تو گھر والوں کو سلام کرے۔اگر گھر میں کوئی نہ ہو تو خالی گھر کو سلام کرے۔دوسرا عمل یہ بتایا کہ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَاالنَّبِیُّ ہے۔اس کا کیا مطلب ہوا؟ اب تو نماز نہیں پڑھ رہا۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ مجھ پر سلام بھیجو۔تو نبی پاک پر سلام بھیجنے کا طریقہ یہ ہے کہ یارسول اللہ ﷺ آپ پر سلام ہو۔اس کا مطلب یہ ہوا کہ پیارے آقا ﷺ وہاں پر حاضر ہوتے ہیں۔اس لئے ہم انہیں سلام کرتے ہیں۔اور ہم نے کیا کرنا ہے۔ یہ پیارے آقا ﷺ نے ہمیں حکم فرمایا ہے۔کہ تم مجھ پر بھی سلام بھیجو اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہمارا عقیدہ ہے کہ سرکار ﷺ حاضر ناظر ہیں۔ یہ عین قرآن وحدیث کے مطابق ہے۔اس میں کوئی پریشانی والی بات نہیں۔کسی بھی معمولی لغت کے جاننے والے سے اگر پوچھا جائے کہ سبحانک کا مطلب کیا ہے؟ وہ یہی جواب دے گا''اے اللہ تو پاک ہے۔''تو یہ ک ضمیر حاضر کے لئے بولی جائے گی۔تو پیارے اسلامی بھائیو! اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ اے نبی آپ پر سلام ہو۔تو فرمایا ایک مرتبہ مجھ پر بھی سلام پیش کرو۔اور تیسرا عمل یہ بتایا کہ ایک مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھو۔سورۃ اخلاص کے بارے حدیث شریف میں آتا ہے کہ سورۃ اخلاص تہائی قرآن مجید ہے۔اگر کوئی بندہ تین مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھ لے تو اللہ رب العزت اسے پورے قرآن کی تلاوت کا ثواب عطا فرمائے گا۔تو جب ہم گھر میں داخل ہوں تو اس کا

طریقہ یہ ہوگا کہ پہلے السلام علیکم کہہ دیا پھر آہستہ سے اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ پھر بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ۔۔۔الخ

تبلیغ کے فوائد

پیارے اسلامی بھائیو! یہ تین عمل جو میں نے آپ کو بتائے ہیں عین ممکن ہے کہ آپ کو گھر میں داخل ہوتے ہوئے بھول جائیں۔ابھی تو ذہن میں آتا ہے کہ یار مالی پریشانی ہے اور یہ پریشانی دور ہونی چاہئے۔ممکن ہے کہ آپ گھر میں داخل ہوں تو مذکورہ وظیفہ آپ بھول جائیں۔تو اسے یاد رکھنے کا طریقہ بھی میں آپ کو بتا دیتا ہوں۔اس وظیفے کو یاد رکھنے کا نسخہ یہ ہے کہ جو بھی ملے اسے یہ تین عمل بتاتے جائیں۔اس طرح یہ آپ کو یاد ہو جائیں گے۔تبلیغ دین کا مقصد یہی ہے کہ بھائی میں آپ سے کہتا ہوں کہ بھائی نماز پڑھا کرو۔روزہ رکھا کرو اب آپ عمل کریں نہ کریں۔ اگر میں عمل نہ کروں تو میرا ضمیر مجھے ملامت کرے گا۔تو لوگوں کو تو کہتا ہے کہ نماز پڑھ مگر خود نماز کی پابندی نہیں کرتا۔میں ایک مثال سے واضح کرتا ہوں کہ اگر دائیں ہاتھ پر سیاہی لگ جائے یا نجاست لگ جائے۔تو بائیاں ہاتھ ہی اسے صاف کرے گا۔جب بائیاں ہاتھ دائیں ہاتھ کو دھوئے گا تو اس کی اپنی میل بھی اتر جائے گی۔اسی طرح ایک مسلمان جب دوسرے مسلمان کی اصلاح کرتا ہے تو اس کی اپنی اصلاح خود بخود ہوتی چلی جاتی ہے۔اس لئے دعوت اسلامی ہمیں یہی سکھاتی ہے کہ تم نیکی کی دعوت دیا کرو تم کچھ نہیں کر سکتے تو کم از کم یہ تو کرو کہ فیضان سنت اردو میں لکھی ہوئی ہے وہی پڑھ کر دوسروں کو سنا دیا کرو۔جب سنائیں گے تو پھر دیکھیں کہ آپ کی اصلاح کا عمل خود بخود شروع ہو جائیگا۔تو یہ تین عمل میں نے بتائے نہایت آسان ہیں۔

دین سے دوری کا نتیجہ

اتفاق کی بات ہے کہ ایک جگہ میں یہی حدیث پاک سنا رہا تھا۔میں نے سامعین سے یہ پوچھا کہ یہ عمل آسان ہے کہ مشکل ہے؟ تو ایک خان صاحب بیٹھے ہوئے تھے ویسے تو خان سارے ایک جیسے نہیں ہوتے۔پنجابی بھی سارے ایک جیسے نہیں ہوتے اپنا

اپنا ذہن ہوتا ہے۔ خان صاحب بول اٹھے جناب اس میں ایک عمل بڑا مشکل ہے۔ میں بڑا حیران ہوا میں نے سوچا کہ پتہ نہیں کون سا عمل مشکل ہے؟ کہنے لگا کہ یہ جو پہلا عمل آپ نے بتایا کہ گھر میں داخل ہوتے ہوئے السلام علیکم کہو یہ مشکل ہے۔ میں نے کہا بھئی اس میں کیا مشکل ہے؟ کہنے لگا گھر میں تو بیوی بھی ہوتی ہے تو کیا بیوی کو بھی سلام کر دیں۔ میں نے کہا ہاں بیوی کو بھی سلام کریں۔ کہنے لگا اگر اس کو سلام کر دیا تو سمجھے گی کہ مجھ سے ڈر گیا ہے۔ اور سارا رعب واب ختم ہو جائے گا۔ تو ہم مرد ہو کر بیوی کو سلام کریں۔ یہ مشکل کام ہے۔ پیارے اسلامی بھائیو! خان صاحب نے جو بات کہی اپنی جگہ درست تھی اس لئے آج ہم دین سے بہت دور جا چکے ہیں۔ دین کا علم نہ ہونے کے برابر ہے۔ اور جہالت کا نتیجہ ہے کہ ہم عورت کو اس لائق نہیں سمجھتے کہ اس کو سلام کیا جائے۔ کیا یہ جہالت نہیں کہ بندہ یہ سمجھے کہ میں نے اس کو سلام کر دیا تو میرا رتبہ کم ہو جائے گا۔ ذرا یہ تو دیکھو امام الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ جو کہ اللہ تعالیٰ کے بعد سب سے بزرگ ہستی ہیں حدیث مبارکہ میں آتا ہے کہ جب آپ حجرہ مبارکہ میں داخل ہوتے تو اپنی ازدواج مطہرات کو سلام کرتے تھے۔ اب ان کے مرتبے میں فرق نہیں آیا۔ تو تیرے رتبے میں فرق کیسے آ جائے گا۔

بگڑی بن گئی

بلکہ ایک مرتبہ علامہ اقبال ٹاؤن میں دبئی چوک کی مسجد میں یہی حدیث بیان کی دعائے خیر ہوئی۔ تو سب اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے۔ کچھ افراد مسجد میں ملاقات کر رہے تھے کہ اچانک ایک بندہ واپس آ گیا چہرے پر مسکراہٹ تھی پوچھا کہ کیا ہوا؟ کہنے لگا کہ سرکار ﷺ کی اس حدیث مبارک نے میرے بڑے کام سیدھے کر دیئے ہیں۔ کہنے لگا بڑے عرصے سے میری اپنی بیوی سے رنجش چلی آ رہی تھی۔ آج جیسے ہی میں اپنے گھر میں داخل ہوا حدیث مبارکہ پر عمل کرتے ہوئے میں نے بیوی کو سلام کیا۔ اس نے جواب دیا اور مسکرانے لگی ادھر میں بھی مسکرا دیا۔ اور ہماری پرانی رنجش ختم ہو گئی۔ یقینا میاں بیوی گاڑی کے دو پہیوں کی مثل ہیں۔ اگر یہ صحیح ہیں تو اولاد بھی اچھی

تربیت پاتی ہے۔اگر دونوں میں لڑائی جھگڑے رہیں تو اولاد کا بیڑہ غرق ہوجاتا ہے۔تو ہم نبی پاک ﷺ کے ارشادات نہ پڑھتے نہ سنتے ہیں جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ہم بیوی کو اس قابل نہیں سمجھتے کہ اسے سلام کیا جائے۔اللہ تعالیٰ معاف فرمائے کہ حالات اس قدر خراب ہوگئے ہیں کہ عورت کو پاؤں کی جوتی کے برابر سمجھا جانے لگا ہے۔ٹھیک ہے اچھی لگتی رہے تو صحیح ورنہ اتارو اور دوسری لے آؤ۔

کڑوی بات

اسی مقام پر باتیں تو میں کڑوی کرنے لگا ہوں ذرا توجہ سے سن لینا۔حال یہ ہو چکا ہے کہ بیوی سے اگر تھوڑی سی غلطی ہوجائے تو مار پیٹ گالی گلوچ تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔اگر بیوی نے اتنا کہہ دیا کہ آج گھر میں دودھ خراب ہوگیا ہے۔تو گالیاں نکال کر کہا جاتا ہے کہ اپنے باپ سے کہنا تھا کہ تجھے فریج بھی لے کر دیتا۔یعنی ہر وقت اس پر طعنہ زنی گالی گلوچ اور اگر پھر بھی بات نہ بنے تو مارنے سے بھی دریغ نہ کرنا یہ ہمارا حال ہوچکا ہے۔

جنازے میں ملائکہ کی شمولیت

پیارے اسلامی بھائیو ایک حدیث شریف سنو اور پھر اپنے حال پر غور کرو۔ایک مرتبہ رسول کریم ﷺ ایک جنازہ کے ساتھ تشریف فرما ہیں۔جنازہ ایک صحابی سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا ہے اور دوسرے صحابہ کرام علیہم الرضوان بھی جنازے میں شریک ہیں۔لیکن نبی پاک ﷺ جب جنازہ کے ساتھ تشریف لے جارہے ہیں تو ایڑیوں کو اٹھا کر یعنی پنجوں کے بل چل رہے ہیں۔کسی نے پوچھا یارسول اللہ ﷺ آپ پنجوں کے بل چل رہے ہیں۔اس میں کیا حکمت پوشیدہ ہے؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس صحابی رضی اللہ عنہ کے جنازہ میں فرشتے اتنی کثرت کے ساتھ شریک ہیں کہ میں نہیں چاہتا کہ ان کے پروں پر میرے قدم آجائیں۔اب اس صحابی رضی اللہ عنہ کا مقام کتنا بلند ہوگا کہ فرشتے اور صحابہ کرام علیہم الرضوان ان کے جنازہ میں شامل ہیں۔لیکن

حدیث پاک میں آتا ہے کہ جیسے ہی ان کو قبر میں اتارا گیا اور پھر مٹی دینی شروع کر دی تو سرکار دو عالم نور مجسم ﷺ کے رخ انور پر پریشانی کے اثرات نمودار ہونے لگے۔ اور صحابہ کرام علیہم الرضوان سے فرمایا کہ یہ پڑھو اَللّٰھُمَّ اغْفِرْہٗ اَللّٰھُمَّ ارْحَمْہٗ یا اللہ اس کی مغفرت فرما یا اللہ اس پر رحم فرما۔

(مشکوٰۃ صفحہ نمبر ۲۶ مسند امام احمد جلد نمبر ۳ صفحہ ۳۷۷)

صحابہ کرام علیہم الرضوان نے اونچی اونچی آواز سے پڑھنا شروع کر دیا۔ کچھ دیر کے بعد آپ ﷺ کے چہرہ انور پر سکون اور اطمینان کے اثرات نمودار ہونا شروع ہو گئے۔ پھر دعا مانگ کر واپسی ہوئی۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ہمارے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہمیں سمجھ نہیں آئی کہ ایک طرف آپ ﷺ ان کے جنازہ میں بھی شامل ہیں اور ایڑیاں اٹھا اٹھا کر بھی چل رہے ہیں کہ فرشتے اتنی کثرت سے موجود ہیں اور پھر جب ان کو لحد میں اتارا گیا اور مٹی ڈالنے لگے تو آپ ﷺ کے چہرے پر پریشانی کے اثرات نمودار ہونے شروع ہو گئے تو اس کی وجہ کیا ہے؟ ارشاد فرمایا اے میرے صحابہ علیہم الرضوان یہ بڑا نیک تھا لیکن اپنی بیوی کے حق میں اچھا نہیں تھا۔ لہٰذا جب اسے قبر میں اتارا گیا تو قبر اسے دبانے لگی اور تمہاری استغفار کی وجہ سے اللہ عزوجل نے اس پر کرم فرمایا۔ اور اس کی بخشش ہو گئی۔

(مشکوٰۃ صفحہ ۲۵، بخاری جلد ۱ صفحہ ۱۸۴، مسلم جلد نمبر ۲ صفحہ ۳۸۲ ترمذی جلد نمبر ۱ صفحہ ۲۰۵، نسائی جلد نمبر ۱ صفحہ ۲۳۳ ابوداؤد جلد نمبر ۲ صفحہ ۲۹۷، مسند امام احمد بن حنبل جلد نمبر ۳ صفحہ ۳۷۷، المعجم الکبیر اللطبرانی، جلد نمبر ۲ صفحہ ۱۵، مجمع الزوائد جلد نمبر ۳ صفحہ ۴۶، البدایہ والنہایہ جلد نمبر ۴ صفحہ ۱۲۸)

اب جو بیوی کو ہر وقت گالیاں نکالتے رہتے ہیں ہر وقت طعن و تشنیع کرتے رہتے ہیں۔ اور زرا سی غلطی پر مار پیٹ کر کے یہ سمجھنا کہ یہ عورت بے بس ہے اس نے کون سا مجھ سے انتقام لے لینا ہے۔

عورت کا انتقام

پیارے اسلامی بھائیو! یہ ہماری سوچ غلط ہے۔ یاد رکھو عورت بھی انتقام لیتی

ہے۔اور عورت کا انتقام بہت زبردست ہوتا ہے۔وہ اس طرح کہ آپ کا خون جو اس کی گود میں پل رہا ہے اس کے ذہن میں باپ کے بارے میں نفرت ڈالنا شروع کر دیتی ہے۔کہ تیرا باپ مجھ پر بڑا ظلم کرتا ہے۔اور اب اولاد کے دل میں باپ کے بارے میں نفرت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور ماں کے بارے ہمدردی کے جذبات جنم لینا شروع ہو جاتے ہیں۔ماں مظلوم بن جاتی ہے اور باپ ظالم بن جاتا ہے۔اور ہمدردی ہمیشہ مظلوم کے ساتھ کی جاتی ہے۔ظالم کے ساتھ نہیں۔تو اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جب تک باپ کے ہاتھوں میں طاقت موجود ہے وہ زبردستی بیٹوں پر حکم چلاتا رہتا ہے۔مگر جب اس کی عمر ڈھل جاتی ہے تو اولاد جوان ہو جاتی ہے تو ساری اولاد ماں کی طرف ہو جاتی ہے باپ ایڑیاں رگڑ رہا ہے اس کے منہ میں پانی ڈالنے کے لئے کوئی تیار نہیں۔یہ میں حقائق پر مبنی بات کر رہا ہوں۔یہ تو عورت کا انتقام ہے تو جس نے عورت ہم پر حلال کی یعنی اللہ عزوجل وہ کس قدر ناراض ہوتا ہوگا۔

اگر ہم نبی کریم ﷺ کی تعلیمات پر عمل کریں تو ایسے مسائل پیدا ہی نہ ہوں۔سرکار مدینہ ﷺ کا اپنی ازدواج کے ساتھ برتاؤ کیسا تھا۔آج تو ہم کہتے ہیں کہ بیوی کا جوٹھا میں کھا لوں میری عزت خاک میں مل جائے گی۔ادھر دیکھو حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ عنہا ام المومنین ہیں ارشاد فرماتی ہیں جب کبھی موقع مل جاتا تو سرکار ﷺ اور میں ایک ہی برتن میں کھانا کھایا کرتے تھے اور جب پانی پینے لگتی اور پانی پی کر رکھ دیتی تو سرکار صلی اللہ علیہ وسلم اسی پیالے کو اٹھاتے اور اسی جگہ ہونٹ مبارک لگاتے جہاں میرے لب لگے ہوتے۔فرماتی ہیں کہ سالن میں بعض اوقات گوشت بھی ہوتا تو میں گوشت کی بوٹی لے کر کھاتی تو اس کو برتن میں رکھ دیتی پیارے آقا ﷺ اسی کو اٹھاتے اور وہیں سے تناول فرمانا شروع کر دیتے۔جہاں سے میں نے چھوڑا ہوتا تھا۔(مسلم شریف جلد نمبر ۱ صفحہ ۱۴۳)

یہ محبت اور پیار پیارے آقا ﷺ نے اپنی ازدواج مطہرات کو دیا۔جس کا نتیجہ ہماری آنکھوں کے سامنے ہے کہ جب نبی پاک ﷺ نے اعلان نبوت فرمایا تو سب سے پہلے جو ہستی ایمان لائی وہ آپ کی زوجہ محترمہ حضرت ام المومنین خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا تھیں۔تو پیارے اسلامی بھائیو! ہمیں بھی اپنی بیویوں کے ساتھ حقوق کی پاسداری کرنی چاہیے۔جتنا

الوادع والے دن حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ عورتیں تمہارے پاس امانتیں ہیں ان کے ساتھ خیانت نہ کرنا۔ان پر ظلم اور زیادتی نہ کرنا۔اپنے غلاموں پر ظلم اور زیادتی نہ کرنا۔پیارے اسلامی بھائیو! اسلام ہمیں پیاراور محبت سکھاتا ہے۔اخلاق وکردار کا مظاہرہ کرنے سے لوگ دین کے قریب آتے ہیں۔

تبلیغ دین کا بہترین طریقہ

جس طرح اللہ عزوجل نے لوگوں کی ہدایت کے لئے انبیاء علیہم السلام کو مبعوث فرمایا۔ان کو معجزات عطا فرمائے۔انھوں نے اپنی نبوت کی دلیل میں معجزات دکھائے۔لیکن سرکار دوعالم نور مجسم ﷺ نے اپنی نبوت کی دلیل میں معجزات نہیں دکھائے جبکہ انبیاء کرام علیہم السلام کو تو چند ایک معجزات دیئے گئے اور سرکار دوعالم نور مجسم ﷺ کو تو سراپا معجزہ بنا کر بھیجا گیا۔مگر آپ ﷺ نے معجزہ نہیں دکھایا۔بلکہ کوہ صفا پر کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا کہ میں نے چالیس سال کا عرصہ تمہارے درمیان گزارا۔تم نے مجھے کیسے پایا۔تمام افراد نے یک زبان ہو کر کہا کہ ہم نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو صادق اور امین پایا۔نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا اگر میں تم سے کہوں کہ اس پہاڑ کے پیچھے سے ایک لشکر تم پر حملہ آور ہونے والا ہے۔کیا تم یقین کرلو گے۔حالانکہ وہ پہاڑ اتنا بڑا نہیں تھا۔اگر اس کے پیچھے لشکر ہوتا تو نظر آجاتا۔اس کے باوجود انہوں نے کہا اے محمد ﷺ تم لشکر کی بات کرتے ہو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام اس سے بھی بڑی بات کہیں تو ہم یقین کرلیں گے۔اس لئے کہ ہم نے کبھی آپ ﷺ کی زبان سے جھوٹ نہیں سنا۔یہ تھا کردار جس کو دیکھ کر لوگ دل سے مسلمان ہو جاتے تھے۔پھر اس دین کی خاطر اپنا تن من دھن سب کچھ قربان کرنے کے لئے تیار ہو جاتے تھے۔آج ہمارے کردار کو دیکھ کر غیر مسلم مسلمان ہو جائیں یہ تو بڑی دور کی بات ہے۔اپنے مسلمان بھائی دین سے دور ہوتے جارہے ہیں۔اور کہتے ہیں کہ یہ مسلمانی ہے اپنے سے تو غیر مسلم اچھے ہیں۔حالانکہ ایسا نہیں کہنا چاہیے۔

اسلام نے صرف یک طرفہ گاڑی نہیں چلائی مطلب یہ کہ عورت کے حقوق جو مرد کے ذمے ہیں صرف یہی نہیں بتلائے بلکہ مرد کے حقوق جو عورت کے ذمہ ہیں وہ بھی

بتلائے ہیں۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں جانور حاضر ہوتے تو سجدہ کرتے صحابہ کرام علیہم الرضوان عرض کرنے لگے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی بارگاہ میں جانور حاضر ہوتے ہیں تو سجدہ کرتے ہیں۔ جبکہ ہم انسان ہیں تو ہمیں بدرجہ اولیٰ چاہیے کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ کریں۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ پہلی شریعتوں میں سجدہ تعظیمی غیر خدا کے لئے جائز تھا جبکہ میری شریعت میں حرام ہے۔ اگر میں غیر خدا کے لئے سجدہ جائز قرار دیتا تو بیوی سے کہتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔

اس سے اندازہ لگائیں کہ مرد کا کتنا بلند مقام ہے۔ اسی لئے حکم ہے کہ عورت اپنے خاوند کو خوش رکھے۔ اگر مرد ناراض ہو گیا تو اس عورت پر تمام فرشتے لعنت بھیجتے ہیں۔ عورت کو چاہیے کہ خاوند کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر نہ نکلے۔ کسی غیر مرد کے ساتھ رابطے نہ رکھے شوہر کے مال کو ضائع نہ کرے۔ بلکہ وہ شوہر کے مال کی امین ہے۔

شوہر کے رشتہ داروں سے حسن سلوک کرے۔ اولاد کی صحیح تربیت کرے۔ مرد کی رضا اور خوشنودی کا ہر وقت خیال رکھے۔ اگر مرد بیمار ہو جائے تو اس سے نفرت نہ کرے۔ پورے جسم پر پیپ پڑ جائے اور بیوی اس کو زبان سے چاٹ کر صاف کرے تو بھی مرد کا حق ادا نہیں کر سکتی۔

عورت کے لئے غیروں کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے زیب و زینت حرام ہے۔ اگر ایسا کرے گی تو ہر قدم پر اس کے لئے دوزخ میں ایک گھر تیار کیا جائے گا۔ جبکہ خاوند کی خوشنودی کے لئے زیب و زینت جائز بھی ہے اور باعث ثواب بھی۔ نفلی عبادت اللہ عزوجل کی رضا اور خوشنودی کا سبب ہے۔ لیکن عورت کے لئے حکم ہے کہ مرد کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ نہ رکھے۔ اسی طرح اگر نفل ادا کر رہی ہے اور اس میں شوہر کی رضا شامل نہیں تو بیوی کو ثواب نہیں ملے گا۔

اللہ عزوجل سے دعا ہے کہ ہمیں حقوق اللہ عزوجل اور حقوق العباد کی پاسداری کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ان حقوق کی ادائیگی کے لئے دعوت اسلامی کے مدنی ماحول سے وابستہ ہو جائیں۔ انشاء اللہ عزوجل اخلاق و کردار سنورتے چلے جائیں گے۔

حقوق والدین

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلوٰۃُ والسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِالْمُرْسَلِیْنَ ط

اَمَّابَعْدُ فَاَعُوْذُبِاللہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحٰبِکَ یَاحَبِیْبَ اللّٰہ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَانَبِیَّ اللّٰہ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحٰبِکَ یَانُوْرَ اللّٰہ

درود پاک کی فضیلت

نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص مجھ پر روزانہ پچاس مرتبہ درود پاک پڑھتا ہے کل قیامت کے روز میں اس کے ساتھ مصافحہ فرماؤں گا۔

(القول البدیع صفحہ ۱۳۶)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب

ایک دفعہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی گھر میں دعوت کی جب دستر خوان بچھایا تو وہ میلا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس دستر خوان کو آگ میں ڈال دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد جب باہر نکالا تو میل جل چکی تھی۔ صاف شفاف دستر خوان سامنے موجود تھا۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان پوچھنے لگے یہ ماجرا کیا ہے۔ کپڑے کو تو آگ جلا دیتی ہے۔ مگر اس کو کیوں نہیں جلایا؟

حضرت جابر رضی اللہ عنہ ارشاد فرمانے لگے بے شک کپڑے کو آگ جلا دیتی ہے۔ مگر جس کپڑے کے ساتھ سرکار دو عالم نور مجسم ﷺ کو نسبت ہو جائے اس کپڑے کو دنیا کی آگ تو کیا دوزخ کی آگ بھی جلا نہ سکے گی۔ پھر انہوں نے ارشاد فرمایا ایک دفعہ میں نے سرکار دو عالم نور مجسم ﷺ کی گھر میں دعوت کی تھی اور یہی دستر خوان بچھایا۔ پیارے آقا ﷺ نے کھانا تناول فرمایا اور پھر اسی دستر خوان سے اپنا دست مبارک مس کیا۔ اس دن کے بعد جب بھی دستر خوان میلا ہو جائے میں دھونے کی بجائے اس کو آگ میں ڈال دیتا ہوں۔ میل تو جل جاتی ہے لیکن دستر خوان نہیں

جلنا۔ ان شاء اللہ عزوجل قیامت کے روز سرکار دو عالم نور مجسم ﷺ جس خوش نصیب سے مصافحہ فرمائیں گے۔ اس کو دوزخ کی آگ انشاء اللہ عزوجل نہ جلائے گی۔ اور یہ سعادت حاصل کرنے کا کتنا پیارا اور آسان نسخہ ارشاد فرمایا کہ اے امتیو! اگر یہ سعادت حاصل کرنا چاہتے ہو تو روزانہ دن میں مجھ پر پچاس مرتبہ درود پاک پڑھا کرو۔

(خصائص الکبریٰ جلد دوئم صفحہ ۸۰، تفسیر روح البیان مثنوی شریف)

اللہ عزوجل ہر شئی پر قادر ہے۔

اللہ عزوجل کسی شئی کا محتاج نہیں بلکہ ساری کائنات اس کی محتاج ہے۔ اللہ عزوجل چاہے تو بغیر باپ کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پیدا فرما دے اور چاہے تو بغیر ماں کے حضرت حوا رضی اللہ عنہا کی ولادت فرما دے۔ بلکہ وہ اس بات پر بھی قادر ہے کہ نہ ماں ہو نہ باپ اور حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق فرما دے۔

اس کی شان قرآن میں بیان ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝

بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

وہ ہر چیز پر قادر ہے لیکن اس نے ایک ضابطہ اور قانون بنا دیا ہے نسل انسانی کی بقاء کے لئے مرد و عورت کا ملاپ ضروری ہے۔ اور پھر انسان کی پرورش کے لئے والدین کو وسیلہ بنایا۔

حالانکہ حقیقی پالنے والی ذات اللہ عزوجل کی ہے۔ لیکن اس نے وسیلہ والدین کو ہی بنایا۔ اب اگر کوئی بندہ اس وسیلے کو نہ مانے بلکہ والدین سے کہے کہ مجھے تو اللہ عزوجل نے پیدا کیا۔ اسی نے مجھے پالا ہے میں آپ کا احسان نہیں مانتا۔ تو یاد رکھیں ایسا کہنے والے سے اللہ عزوجل خوش نہیں ہوتا۔ بلکہ ناراض ہو جاتا ہے۔ کیوں کہ۔

مَنْ لَّمْ يَشْكُرِ النَّاسَ لَمْ يَشْكُرِ اللّٰهَ

جو مخلوق کا شکر گزار نہیں وہ اللہ عزوجل کا شکر گزار نہیں۔

(مشکوٰۃ المصابیح، سنن ابوداؤد جلد نمبر۲ صفحہ ۶۶۲ جامع ترمذی جلد نمبر۲

صفحہ ۱۷، مسند امام احمد بن حنبل جلد نمبر ۲ صفحہ ۲۰۳، مجمع الزوائد جلد نمبر ۸ صفحہ ۱۸۰ الترغیب والترہیب جلد نمبر ۲ صفحہ ۷۷ شرح السنۃ جلد نمبر ۱۳، صفحہ ۱۸۷)

والدین بچے کی پیدائش اور پرورش کا ذریعہ بنتے ہیں۔تو ان کا ادب واحترام بہت ضروری ہے۔افسوس آج ہماری اکثریت ان کے منصب اور مقام سے ناواقف ہے۔شاید اسی وجہ سے ہمیں پریشانیوں کا سامنا ہے۔حالانکہ سرکار دو عالم نور مجسم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

کہ والدین تمہارے لئے جنت ہیں اور والدین ہی تمہارے لئے دوزخ ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ اگر والدین راضی ہو گئے تو جنت ہے اور اگر ناراض ہو گئے تو دوزخ کا باعث بنیں گے۔

اللہ تعالی نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا۔

سورۃ بنی اسرائیل آیت 23 پارہ نمبر ۱۵

وَقَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِیَّاہُ وَ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا ؕ اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَکَ الْکِبَرَ اَحَدُھُمَآ اَوْ کِلٰھُمَا فَلَا تَقُلْ لَّھُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْھَرْ ھُمَا وَقُلْ لَّھُمَا قَوْلًا کَرِیْمًا ۝

ترجمہ کنزالایمان: اور تمہارے رب نے حکم فرمایا ہے کہ اس کے سوا کسی کو نہ پوجو۔اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔اگر تیرے سامنے ان میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان سے ہوں نہ کہنا اور انہیں نہ جھڑکنا اور ان سے تعظیم کی بات کہنا۔

جس مالک و مولا نے ہمیں پیدا کیا پھر ہمارے لئے زمین کو بچھونا بنایا۔اور آسمان کو چھت بنایا۔جس نے مردہ زمین کو حیات بخشی اور پھر اسی زمین سے ہمارے لئے طرح طرح کے پھل اور اناج اگائے ہمیں بے شمار نعمتوں سے نوازا بے شک وہی رب العلمین ہے۔اس کے سوا کسی کی پوجا نہیں کی جانی چاہئے۔اللہ عزوجل نے اس آیت مبارکہ میں جہاں اپنی عبادت کا حکم ارشاد فرمایا ہے اسی کے ساتھ والدین کے ساتھ حسن

سلوک کا ارشاد فرمایا ہے۔ اس لئے کہ والدین ہی بندے کے لئے اس دنیا میں تشریف آوری کا ذریعہ بنتے ہیں۔ اس آیت مبارکہ سے خود ہی اندازہ لگا لیں کہ والدین کا مقام کتنا بلند ہے۔ خصوصاً بڑھاپے کی حالت میں ان کی خدمت کرنا تو بہت ہی سعادت کی بات ہے۔ یقیناً وہ بدبخت ہے جو بوڑھے ماں باپ کو گھر سے نکال دیتا ہے۔

تین بدبخت

سرکار دو عالم نور مجسم ﷺ ایک مرتبہ جمعے کا خطبہ ارشاد فرمانے کے لئے ممبر شریف پر جلوہ افروز ہونے لگے۔ ابھی پہلی سیڑھی پر قدم رکھا تو آمین ارشاد فرمایا۔ اسی طرح دوسری اور تیسری سیڑھی پر قدم رکھا تو امین ارشاد فرمایا۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان عرض کرنے لگے یارسول اللہ ﷺ آج خلاف معمول تین مرتبہ آمین ارشاد فرمایا۔ اس میں کیا حکمت ہے۔ پیارے آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا جب میں نے پہلی سیڑھی پر قدم رکھا تو جبریل امین علیہ السلام حاضر ہوئے۔ اور عرض کرنے لگے یارسول اللہ ﷺ وہ شخص اللہ عزوجل کی رحمت سے دور ہو جس کے سامنے آپ ﷺ کا نام نامی اسم گرامی لیا جائے اور وہ آپ ﷺ پر درود پاک نہ پڑھے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا اس پر میں نے امین کہا اور جب دوسری سیڑھی پر قدم رکھا تو جبریل امین علیہ السلام عرض کرنے لگے وہ شخص بھی اللہ عزوجل کی رحمت سے دور ہو جس کی زندگی میں اس کے والدین بڑھاپے کو پہنچ جائیں اور ان کی خدمت کر کے جنت میں مقام نہ حاصل کر لے۔ ارشاد فرمایا اس پر بھی میں نے آمین کہا۔ اور جب تیسری سیڑھی پر قدم رکھا تو جبریل امین عرض کرنے لگے وہ شخص بھی اللہ عزوجل کی رحمت سے دور ہو جس کی زندگی میں رمضان کا مہینہ آئے اور وہ اس میں عبادت کر کے اپنے گناہ نہ بخشوا لے۔ میں نے اس پر بھی آمین کہا۔ پیارے اسلامی بھائیو! جہاں جبریل علیہ السلام دعا کرنے والے ہوں اور پیارے آقا ﷺ آمین کہنے والے تو اس کی قبولیت میں کیسے شک کیا جا سکتا ہے۔ (القول البدیع صفحہ ۱۴۲)

اف تک نہ کہو

والدین کی خدمت کرنا عین سعادت ہے۔ لیکن بوڑھے والدین کی خدمت کرنا جنت کے حصول کا ذریعہ ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ جب والدین جوان ہوتے ہیں تو اولاد ان کی محتاج ہوتی ہے لہٰذا اولاد کو والدین کا کہا ماننا پڑتا ہے۔ اس لئے کہ اگر کہا نہ مانا تو والدین خرچہ پانی بند کردیں گے۔ لیکن جب والدین بڑھاپے کو پہنچ جاتے ہیں اب والدین اولاد کے محتاج ہوتے ہیں۔ اور بظاہر ان کی خدمت سے کوئی دنیاوی فائدہ حاصل ہوتا نظر بھی نہیں آتا۔ اب ایسی حالت میں جوان کی خدمت کرے جب کہ بڑھاپے میں عقل بھی ساتھ چھوڑ جاتی ہے۔ ان سے ایسے اعمال سرزد ہوتے ہیں جو نوجوانوں کے مزاج کے خلاف ہوتے ہیں۔ لیکن اس حالت میں بھی انہیں جھڑکنے سے منع کیا گیا ہے بلکہ کسی کی سرزنش کے لئے عربی میں سب سے ہلکا لفظ ''اف'' بولا جاتا ہے۔ اللہ عزوجل نے اس سے بھی منع فرمادیا۔ بلکہ ایسی حالت میں بھی ان کی تعظیم بجا لائے۔

زبان پر کلمہ جاری ہو گیا

حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ نزع کے عالم میں ہیں۔ زبان پر کلمہ جاری نہیں ہو رہا۔ سرکار دو عالم نور مجسم ﷺ کی بارگاہ میں عرض کی گئی۔ پیارے آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کہیں اس کی والدہ اس سے ناراض تو نہیں۔ عرض کی گئی بے شک۔ یارسول اللہ ﷺ اس کی والدہ ماجدہ اس سے ناراض ہیں۔ نبی پاک ﷺ نے ان کی والدہ کو بلایا۔ اور ناراضگی کی وجہ دریافت کی۔ عرض کرنے لگیں یارسول اللہ ﷺ جب میری اور اسکی بیوی کے مابین کوئی اونچی نیچی بات ہو جاتی۔ تو یہ بیوی کی طرفداری کیا کرتا تھا۔ اس لئے میں اس سے ناراض ہوں۔ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا اپنے بیٹے کو معاف کردے۔ عرض کرنے لگی یارسول اللہ ﷺ میں اس کو معاف نہیں کروں گی۔ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا اے میرے صحابہ لکڑیاں اکٹھی کرو۔ عرض کرنے لگیں یارسول اللہ ﷺ کس لئے۔ فرمایا ان کو جلاؤں گا اور تیرے بیٹے کو اس میں ڈالا

جائے گا۔عرض کرنے لگیں میں اپنے بیٹے کو کیسے جلتا دیکھوں گی۔فرمایا اگر تو اس کو دنیا کی آگ میں جلتا نہیں دیکھ سکتی تو میں اس کو دوزخ کی آگ میں کیسے جلتا دیکھوں گا۔عرض کرنے لگیں یارسول اللہ ﷺ میں آپ ﷺ کو گواہ بنا کر عرض کرتی ہوں کہ میں نے اپنے بیٹے کو دل سے معاف کیا۔بس اتنا کہنے کی دیر تھی کہ پیغام آ گیا حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ کی زبان پر کلمہ جاری ہو گیا۔اور روح بھی پرواز کر گئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن (زواجہ صفحہ ۵۸)

صحابہ کرام علیہم الرضوان کے بارے میں بدگمانی نہ کرو

نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ لا تسبو صحابی میرے صحابہ کو برا نہ کہو۔

بلکہ یہ سمجھو کہ یہ سب کچھ ہمارے سمجھانے کے لئے تھا۔کہ اگر ایک بندہ صحابیت کے مقام تک بھی پہنچا ہوا ہے۔اگر وہ بھی اپنے والدین کو پریشان کرے گا تو اسے بھی پریشانی کا سامنہ کرنا پڑے گا۔اور ہم جیسے بدکاروں کا کیا حال ہو گا ہمیں تو بہت زیادہ محتاط رہنا چاہئے۔

گدھے کے چلانے کی آواز

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ مکاشفۃ القلوب میں نقل فرماتے ہیں ایک بزرگ نماز عصر کے وقت قبرستان سے گزر رہے تھے کہ انہوں نے ایک دل ہلا دینے والا منظر دیکھا کہ ایک قبر شق ہوئی اس میں سے گدھے کے چلانے کی آوازیں آئیں۔آپ پریشان ہو گئے۔اور سوچنے لگے کہ یہ کس بدبخت کی قبر ہے۔جس کو اتنا شدید عذاب ہو رہا ہے۔جاننا چاہئے کہ یہ دنیا میں کون سا برا عمل کرتا تھا۔جس کی اس کو سزا مل رہی ہے۔لہٰذا تلاش کرتے کرتے وہ ایک گھر پہنچ گئے۔وہاں ایک عورت نے بتلایا کہ وہ قبر میرے شوہر کی ہے۔اور وہ شراب پیا کرتا تھا۔تو اس کی والدہ اس کو منع کرتی کہ بیٹا شراب نہ پیا کر اس سے اللہ عزوجل اور اس پیارے حبیب ﷺ ناراض ہوتے ہیں۔یہ منع ہونے کی بجائے الٹا ماں سے کہتا ماں تو تو گدھے کی طرح چلاتی رہتی ہو۔ماں جب بھی منع کرتی وہ آگے سے یہی جواب دیتا۔جب سے اس کا انتقال ہوا

ہے عصر کے وقت اس کی قبر شق ہوتی ہے اور اس میں سے گدھے کے چلانے کی آوازیں آتی ہیں۔ (زواجر حصہ دوئم صفحہ ۵۸)

پاؤڈر پینے والے کا انجام

دعوت اسلامی کا قافلہ اندرون سندھ ایک مسجد میں تربیت کیلئے قیام پذیر تھا۔ کہ نماز ظہر سے پہلے ایک جنازہ آیا۔ نماز ظہر کے بعد اعلان ہوا کہ جنازہ تیار ہے شرکت فرما کر ثواب دارین حاصل کریں۔ قافلے میں شرکاء بھی جنازہ میں شرکت کے لئے باہر آگئے۔ یہ دیکھ کر حیران ہو گئے کہ جنازہ میں شرکت کرنے والے چند افراد موجود ہیں۔ بہر حال نماز جنازہ ادا کی گئی اور لوگوں نے اسرار کیا کہ قافلے والے قبرستان بھی چلیں۔ چند اسلامی بھائی جنازہ کے ساتھ روانہ ہو گئے۔ جب میت کو قبر میں اتارا گیا تو شرکا کی چیخیں نکل گئیں۔ کہ میت قبر سے باہر پڑی ہے۔ یعنی قبر نے میت کو قبول نہیں کیا۔ اتفاق کی بات ہے کہ وہاں ایک اور میت کو دفن کرنے کے لئے لوگ آئے ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک اللہ عزوجل کا نیک بندہ بھی تھا چیخ و پکار سن کر لوگ اکٹھے ہو گئے۔ اس بندے نے آگے بڑھ کر قریب ہو کر کچھ پڑھا پھر پوچھا اس کا والد کہاں ہے۔ لوگوں نے بتلایا وہ جنازہ میں شریک نہیں ہوا۔ فرمانے لگے اس کو بلاؤ۔ جب بلایا گیا تو پوچھنے پر اس نے بتلایا کہ میرا بیٹا پاؤڈر پیا کرتا تھا۔ (نشے کی قسم ہے) اور جب اس کے پاس رقم نہیں ہوتی تھی یہ مجھ پر تشدد کیا کرتا تھا۔ یہ میرے جسم پر ابھی تک تشدد کے نشانات موجود ہیں۔ اسی لئے میں اس کے جنازہ میں بھی شریک نہیں ہوا۔ بہر حال لوگوں نے بہت منت سماجت کی کہ اس کو معاف کر دو۔ بوڑھے باپ نے اس کو معاف کر دیا پھر نیک بندے نے کہا کہ اس کی والدہ کو بھی بلایا جائے۔ والدہ بھی سخت ناراض تھی اس نے بھی ویسی ہی کہانی سنائی جو میت کے والد نے بتلائی تھی۔ والدہ سے بھی معافی کیلئے اسرار کیا گیا تو آخر والدہ تھی اس نے بھی معاف کر دیا۔ اب میت کو قبر میں اتارا گیا۔ جب مٹی ڈال کر واپس ہوئے تو قبر میں سے زوردار دھماکے کی آواز آئی۔ لوگ گھبرا کر جلدی سے قبرستان سے باہر آ گئے۔

اے ماں باپ کو ستانے والو۔ والدین کو گالیاں دینے والو۔ والدین کو گھر سے باہر نکالنے والو۔ اے نشہ کرنے والو۔ لرز جاؤ اور جلدی سے توبہ کرلو۔ اور اپنے روٹھے ہوئے والدین کو راضی کرلو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ قبر و حشر میں رسوائی ہو۔

والدہ کی اجازت کے بغیر سفرِ حج کا انجام

بڑھیا کا ایک ہی بیٹا تھا جو کہ اس کی تیمار داری بھی کرتا اور اس کا سہارا بھی تھا۔ حج کا موسم آیا۔ بیٹے نے والدہ سے اجازت چاہی۔ والدہ نے کہا بیٹا تو ہی میرا سہارا ہے۔ اگر تو حج پر چلا گیا تو میرا پرسان حال کون ہوگا۔ بیٹے نے حج کا ارادہ ترک کر دیا پھر دوسرا سال آ گیا۔ بیٹے نے پھر اجازت چاہی والدہ نے پھر وہی جواب دیا۔ یہاں تک کہ تیسرا سال آ گیا۔ بیٹے نے پھر اجازت چاہی والدہ نے پھر وہی جواب دیا۔ اب کی مرتبہ بیٹا غصے میں آ گیا اور کہنے لگا ماں نہ تو نے مرنا ہے نہ میں نے حج کرنا ہے۔ لہٰذا میں حج پر جا رہا ہوں یہ کہہ کر ماں کو بے آسرا چھوڑ کر بیٹا حج کے لئے روانہ ہو گیا۔ پہلے وقتوں میں لوگ قافلوں کی شکل میں حج کے لئے روانہ ہوتے تھے۔ اس کو پتہ چلا کہ فلاں شہر میں حج کا قافلہ تیار ہو رہا ہے۔ لہٰذا اس شہر کی طرف روانہ ہوا۔ راستے میں ایک سایہ دار درخت تھا سوچا تھوڑی دیر یہاں آرام کر لیتا ہوں پھر آگے چلوں گا۔ اس ارادے سے وہ لیٹ گیا۔ ادھر بادشاہ کے خزانے سے چوروں نے مال چوری کر لیا۔ اطلاع ہو گئی پہرے داروں نے پیچھا شروع کیا۔ جب چوروں کو یقین ہو گیا کہ ہم پکڑے جائیں گے مال بھی جائے گا اور جان کو بھی خطرہ ہوگا۔ بھاگتے ہوئے جب اس آدمی کو سوئے دیکھا۔ چوروں نے مال اس کے قریب رکھا اور خود بھاگ گئے۔ پہرے داروں نے سمجھا یہی چور ہے۔ پکڑ کر عدالت میں پیش کر دیا۔ قاضی نے فیصلہ کیا اس کا منہ کالا کر کے گدھے پر بٹھا کر شہر میں گھمایا جائے۔ اور اعلان کیا جائے جو شاہی خزانے میں چوری کرے اس کو ایسے سزا دی جائے گی۔ جب اس کو گدھے پر بٹھایا گیا اور اعلان کرنے لگے تو اسنے اشارہ کیا اور اعلان کرنے والے سے کہا کہ اعلان یہ کرو کہ جو ماں کی اجازت کے بغیر حج کے لئے

جاتا ہے اس کو یہ سزا دی جاتی ہے۔
ماں باپ کو ایذا دینے والوں کو دنیا میں بھی رسوائی ہوتی ہے قبر و حشر میں اس کا کیا بنے گا اس کا اندازہ آپ خود لگالیں۔

جنت میں موسیٰ علیہ السلام کا پڑوسی

حضرت موسیٰ علیہ السلام رب تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں۔ اے مالک و مولا عزوجل جنت میں میرا پڑوسی کون ہوگا۔ بتلایا گیا کہ فلاں بازار میں ایک قصاب ہے۔ دل میں تڑپ پیدا ہوئی کہ جاننا چاہئے وہ کونسا خاص عمل کرتا ہے۔ جس کی بدولت اس کو جنت میں نبی علیہ السلام کا پڑوس مل رہا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام اس کی دکان پر تشریف لے گئے اور سارا دن نوٹ کرتے رہے۔ لیکن اس کے اندر کوئی خاص بات نہ دیکھی۔ جس سے پتہ چلتا ہو کہ اس عمل کی بدولت رب تعالیٰ نے اسے نوازا ہے۔

پھر خیال آیا کہ شاید راستے میں کوئی کام کرتا ہوگا۔ آپ علیہ السلام اس کے پیچھے چل دیئے۔ لیکن راستے میں بھی کوئی خاص کام نظر نہ آیا۔ پھر سوچا شائد گھر میں کوئی خاص عبادت کرتا ہوگا۔ آپ اس کے گھر تشریف لے گئے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دیکھا کہ اس کے والدین بوڑھے ہیں اور معذور بھی ہیں۔ اس نے اپنی اولاد کی پرواہ نہیں کی سب سے پہلے ان کے ہاتھ منہ دھلائے۔ پھر دیگر ضروریات سے فراغت دلانے کے بعد ان کو کھانا کھلایا۔ جب قصاب کھانا کھلا رہا تھا۔ تو اس کے والدہ کے منہ سے دعا نکلی بیٹا جا اللہ تعالیٰ تجھے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا جنت میں پڑوسی بنائے۔ آپ علیہ السلام سمجھ گئے کہ والدین کی خدمت کا یہ صلہ ہے۔ کہ اللہ عزوجل نے اس کو جنت میں میرا پڑوسی بنایا۔
(نزہۃ المجالس صفحہ ۱۶۸)

پیارے اسلامی بھائیو! اللہ عزوجل کا جلیل القدر پیغمبر حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ

السلام اور کہاں ایک گناہگار قصاب والدین کی خدمت کے نتیجے میں جنت میں نبی علیہ السلام کا پڑوس حاصل کر رہا ہے۔

مقبول حج کا ثواب

نبی پاک صاحب لولاک ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو بندہ اپنے والدین کے چہرہ کو محبت اور پیار کی نگاہ سے دیکھے گا۔ اللہ عزوجل اس کو ایک مقبول حج کا ثواب عطا فرمائے گا۔ ایک صحابی عرض کرتے ہیں یارسول اللہ ﷺ اگر بندہ دن میں سو مرتبہ دیکھے تو فرمایا اللہ عزوجل کے ہاں ثواب کی کمی نہیں یعنی جتنی مرتبہ دیکھو گے اللہ عزوجل اتنے ہی حجوں کا ثواب عطا فرمائے گا۔ ایک اور صحابی رضی اللہ عنہ عرض کرتے ہیں یارسول اللہ ﷺ میں تو محروم رہ گیا پوچھا کیسے عرض کی میرے والدین انتقال کر چکے ہیں۔ وہ بھی زندہ ہوتے تو ان کا دیدار کر کے حج کا ثواب کما لیتا۔ پیارے آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا اے میرے صحابی رضی اللہ عنہ جمعے کے دن والدین کی قبر کی زیارت کر لیا کر و اللہ عزوجل تجھے پھر بھی مقبول حج کا ثواب عطا فرمائے گا۔

ماں کے قدموں تلے جنت

نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جنت ماں کے قدموں تلے ہے۔ یعنی ماں کی رضا اور خوشنودی حاصل کر کے جنت حاصل کرنے کا آسان طریقہ ہے۔

(السنن ابن ماجہ جلد نمبر ۲ صفحہ ۲۰۵، المعجم الکبیر جلد نمبر ۸ صفحہ ۲۷۲، کنز الاعمال جلد نمبر ۱۶ صفحہ ۴۶۲)

نفل نماز توڑ دو

اگر بندہ نفل نماز ادا کر رہا ہے اور اس کی والدہ اس کو آواز دے تو حکم یہ ہے کہ نفل نماز توڑ کر ماں کی بات سنے اور بعد میں نفل دوبارہ ادا کرے۔ نفل نماز اللہ عزوجل کا قرب حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔ لیکن ماں کا مقام دیکھو کہ ماں کی آواز پر نماز توڑنے کا حکم ہے جبکہ سرکار ﷺ کے بلانے پر فرض نماز کو بھی توڑنے کا حکم ہے۔ سرکار ﷺ کا ارشاد

سننے کے بعد نماز کو نئے سرے سے ادا کرنے کی بجائے جہاں سے نماز چھوڑی تھی۔ وہیں سے شروع کرنے کا حکم ہے۔

جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ ایک مرتبہ نبی پاک ﷺ نے سعید بن معلی رضی اللہ عنہ اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو آواز دی وہ نماز ادا کر رہے تھے۔ انہوں نے نماز کو مختصر کیا اور جلدی سے سرکار ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے۔ نبی پاک ﷺ نے دیر سے آنے کی وجہ دریافت فرمائی۔ انھوں نے عرض کی میں نماز ادا کر رہا تھا۔ پیارے آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا کیا تو نے یہ آیت مبارکہ نہیں پڑھی۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَ لِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ ج

(الانفال ۲۴ پارہ ۹)

ترجمہ کنزالایمان: اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول کے بلانے پر حاضر ہو جب رسول تمہیں اس چیز پر بلائیں جو تمہیں زندگی بخشے گی۔

عرض کرنے لگے یارسول اللہ ﷺ آیت تو پڑھی تھی مگر سمجھ آج لگی ہے۔

افسوس کی بات ہے کہ آج ماں چلاتی رہتی ہے اولاد کھیل نہیں چھوڑتی۔ دوستوں کی محفل نہیں چھوڑتے۔ لغو کاموں میں مشغول رہتے ہیں جبکہ حکم ہے کہ نفل نماز بھی ادا کر رہے ہوں تو چھوڑ کر ماں کی بات سنو۔ یاد رکھیں آج اگر ہم اپنے والدین کی خدمت کریں گے تو ہماری اولاد بھی ہماری خدمت کرے گی۔ اور اگر ہم نے اپنے والدین کی خدمت نہ کی تو پھر اپنی اولاد سے بھلائی کی توقع نہ رکھیں۔ اللہ عزوجل ہمیں والدین کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

مسافر کی دعا

نبی پاک ﷺ کا فرمان عالی شان ہے کہ سفر عذاب کے ٹکڑوں میں سے ایک ٹکڑا ہے۔ جب کام ختم کر لو تو جلد گھر واپس آ جاؤ۔ (مشکوۃ المصابیح)

سلطان العارفین سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں۔

شالا مسافر کوئی نہ تھیوے تے ککھ جنہاں تے بھاوے ہو۔

مسافر اپنے گھر سے باہر ہوتا ہے۔ پریشانیوں میں مبتلا ہوتا ہے۔ ظاہر بات ہے جو سکون اور اطمینان انسان کو اپنے گھر میں میسر ہے۔ وہ سفر کی حالت میں ہرگز نہیں ہوسکتا۔ ایسی حالت میں جو کوئی مسافر کی مدد کرے تو اس کے دل سے دعا نکلے گی بندے کی دنیا اور آخرت سنور جائے گی۔

نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ کہ تین ایسے افراد ہوں گے جن کو اللہ عزوجل اپنے عرش کے سایہ عطا فرمائے گا۔ جبکہ سورج تقریباً سو میل سے آگ برسا رہا ہوگا۔ اور زمین تانبے کی بنی ہوگی۔ اس وقت سوائے عرش کے کسی شئی کا سایہ نہ ہوگا۔ ان خوش نصیب افراد میں ایک وہ بھی ہوگا جو کہ مصیبت میں مسلمان کی مدد کرنے والا ہوگا۔

تو مسافر بھی مصیبت زدہ ہوتا ہے۔ لہٰذا اس کی مدد کرنا سعادت مندی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ لوگ لاکھوں روپے خرچ کر کے مسافروں کے لئے سرائے تعمیر کرواتے ہیں۔ حالانکہ ان سے دنیاوی طور پر نفع حاصل ہوتا نہیں دکھائی دیتا۔ لیکن ان کا مقصد مسافروں سے دعا لینا ہوتا ہے۔

جہاں تک ممکن ہو مسافروں سے بھلائی کرنی چاہئے۔ مثلاً ان کے لئے کھانے پینے کا بندوبست کرنا ان کی رہائش کا بندوبست کرنا۔ اگر راستہ بھول جائیں تو ان کی رہنمائی کرنا۔ بلکہ ممکن ہو سکے تو ان کو منزل مقصود تک پہنچا کر آئیں۔ ورنہ کم از کم ان کو درست راستہ ہی بتلا دیں۔ جب آپ ان کی خدمت کریں گے تو ان کے دل سے دعا نکلے گی جو کہ رد نہیں کی جائے گی۔

(شعب الایمان جلد نمبر ا صفحہ ۴۸۷)

ان لوگوں کا کیا بنے گا جو مسافروں کو لوٹ لیتے ہیں۔ ان کو دھوکہ دے کر دولت اور مال سے محروم کر دیتے ہیں۔ بعض تو گن پوائنٹ پر ڈکیتی کرتے ہیں۔ ظاہر ہے ایسی صورت میں مسافروں کے منہ سے بددعائیں ہی نکلتی ہوں گی۔ جو کہ رد نہیں کی جاتیں۔ یہی وجہ ہے کہ ایسوں کا انجام دنیا میں بھی برا ہوتا اور آخرت میں آپ خود ہی اندازہ لگالیں۔

نسخہ کیمیاء

ایک اللہ عزوجل کا نیک بندہ جب مصیبت میں گرفتار ہو جاتا اور چھٹکارے کی کوئی صورت نہیں دکھائی دیتی تو اپنے پیرومرشد کی بارگاہ میں حاضر ہو جاتا۔ پیر صاحب دعا کرتے اللہ عزوجل مشکل حل فرما دیتا۔

لیکن پیر صاحب تک پہنچنا بہت دشوار تھا۔ پہاڑی علاقہ سفر بھی پرخطر۔ ایک دن پیر صاحب نے مرید سے اشارہ فرمایا۔ کیا میں تجھے ایک نسخہ نہ بتلاؤں کہ تیرے گھر بیٹھے ہی سارے کام حل ہو جایا کریں۔ تجھے میرے پاس آنے کی مشقت برداشت نہ کرنی پڑے۔ مرید بڑا خوش ہوا اور کہنے لگا۔ حضرت صاحب اگر یہ کرم فرما دیں تو میرے لئے بڑی آسانی ہو جائے گی۔ پیر صاحب نے ارشاد فرمایا۔ آج کے بعد لوگوں سے دعائیں کروانے کی بجائے دعائیں لیا کرو۔

پیارے اسلامی بھائیو! دعا کروانے اور دعا لینے میں بڑا فرق ہے۔ دعا کے لئے ہم کسی سے بھی کہہ سکتے ہیں۔ کہ ماں میرے لئے دعا کرنا۔ بزرگو میرے لئے دعا کرنا جبکہ دعا لینے سے مراد ہے کہ ان کی اتنی خدمت کرنا کہ تجھے کہنا نہ پڑے ان کے منہ سے خود ہی دعا نکلے۔ جا اللہ عزوجل تیرا بھلا کرے۔ بس اسی سے تیرے سارے کام سنور جائیں گے۔

حدیث قدسی ہے کہ اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا۔ کہ ساری مخلوق میرا کنبہ ہے۔ اور میرے نزدیک وہ بندہ بڑا ہے۔ جو میرے کنبہ کے ساتھ بھلائی کرتا ہے۔ یعنی یہ نہ دیکھا جائے کہ یہ غریب ہے یا امیر۔ کالا ہے یا گورا۔ بلکہ یہ دیکھو کہ یہ مخلوق خدا کا کنبہ ہے اس کے ساتھ بھلائی کرو۔

کرو مہربانی تم اہل زمین پر   خدا مہربان ہوگا عرش بریں پر

مظلوم کی بددعا سے بچو

اکثر اوقات دیکھنے میں آیا ہے جب اللہ عزوجل کسی کو دولت یا عہدہ عطا فرمادے تو دل میں غرور اور تکبر آ جاتا ہے۔ کوئی مائی کا لعل ہوگا جو اس مرض سے بچتا ہوگا۔ ورنہ

دولت اور عہدے کے نشے میں مست ظلم وستم کا بازار گرم کرتے ہیں۔ بہادر شاہ ظفر کا ایک شعر مجھے بڑا پسند ہے وہ لکھتے ہیں۔

ظفر آدمی اس کو نہ جانئے   چاہے وہ کیسا ہی فہم وذکاء

جسے عیش میں یاد خدا نہ رہی   جسے طیش میں خوف خدا نہ رہا

مطلب یہ ہے کہ جب اللہ عزوجل بندے کو دولت عطا فرمائے اور جو دولت کے نشے میں اسی کو بھول جائے۔ تو وہ بھی آدمی کہلانے کا حقدار نہیں۔ اور جس کو رب تعالی طاقت عطا فرمائے اور وہ بھول ہی جائے کہ مجھ سے بھی زیادہ طاقت والی ذات موجود ہے۔

حالانکہ ہونا یہ چاہے کہ جس طرح ایک شاخ پر پھل لگ جائے تو وہ شاخ جھک جاتی اسی طرح جب بندے پر اللہ عزوجل کا کرم ہو جائے تو اس کو مزید جھک جانا چاہئے۔ لوگ پھر پتھر ماریں اور یہ پھل گرائے۔ اللہ عزوجل کرم فرمائے ہم بھی سرکار دو عالم نور مجسم ﷺ کے نقش قدم پر چلنے والے بن جائیں جن کی شان یہ ہے۔

سلام اس ذات پر جس نے گالیاں سن کر دعائیں دیں

سلام اس ذات پر جس نے بے کسوں کی دستگیری کی۔

مظلوم کی آہ عرش الٰہی کو ہلا دیتی ہے

جب بندہ کسی پر ظلم کرتا ہے مثلاً یتیم۔ مسکین۔ غریب۔ کمزور جس کے بارے میں پتہ ہوتا ہے کہ اس کا پرسان حال کوئی نہیں میں اس پر جتنا مرضی ظلم وستم کرلوں۔ اس نے کون سا مجھ سے بدلہ لینا ہے۔ یاد رکھیں جس کا کوئی نہیں اس کا اللہ عزوجل سہارا ہوتا ہے۔ جب مظلوم کے دل سے آہ نکلتی ہے وہ عرش الٰہی کو ہلا کر رکھ دیتی ہے۔ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے اے بندے میں اس ظالم کو دنیا سے اتنی دیر تک نہیں اٹھاؤں گا۔ جب تک میں اس کو دنیا ہی میں ظلم کی سزا نہ دے لوں۔

یہی وجہ ہے کہ بڑے بڑے بدمعاش ظالم اور ان کا انجام کتنا بھیانک ہوتا ہے۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں۔ کہ ظالم نہ بنو مظلوم چاہے بن جاؤ اس لئے کہ ظالم کے ساتھ

اللہ عزوجل کی حمایت نہیں ہوتی۔جبکہ مظلوم کے ساتھ اللہ عزوجل کی حمایت ہوتی ہے۔ظاہر ہے جس کے ساتھ اللہ عزوجل کی حمایت ہوتی ہے وہی کامیاب ہوگا۔ارشاد رب العلمین ہے۔

وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ○

ترجمہ کنزالایمان شریف: اور اللہ ظالموں کو راہ نہیں دکھاتا۔

کسی پر ظلم کرنے سے پرہیز کرو۔اللہ عزوجل نے قرآن مجید میں ظالموں کا ذکر جابجا کیا ہے۔فرعون، نمرود، شداد غرور و تکبر کا شکار ہوئے۔اللہ عزوجل نے ان کی ڈوری ڈھیلی چھوڑ دی۔وہ یہ سمجھے کہ ہم حق پر ہیں۔لیکن جب اللہ عزوجل کی گرفت ہوئی تو ان کا مال اولاد اور عہدہ ان کو بچا نہ سکا۔اللہ عزوجل سے دعا ہے ہم سب کو غرور تکبر سے بچائے اور کسی پر ظلم کرنے سے بھی بچائے۔

آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

نسخہ کیمیاء

نیکی کی دعوت عام کرنے کا ایک یہ بھی انداز ہے کہ اسلامی کتب عام کی جائیں۔کہ جب تک یہ کتب باقی رہیں گی لوگ پڑھ کر فائدہ حاصل کرتے رہیں گے۔ہمارے نامہ اعمال میں نیکیاں درج ہوتی رہیں گی۔اور اگر انتقال بھی کر گئے تو مرنے کے بعد بھی نیکیوں میں اضافہ ہوتا ہی رہے گا۔اگر آپ سمجھتے ہیں کہ اس پرفتن دور میں جبکہ بدعقیدگی کا سیلاب بڑھتا ہی چلا جا رہا ہے۔اس کتاب کا عام ہونا بہت ضروری ہے۔تو آیئے اس سلسلے میں ہم آپ سے تعاون کرنے کے لئے تیار ہیں۔(۱) مخیر حضرات (۲) دینی محافل کا انعقاد کرنے والے افراد۔اسکول و کالج۔دینی مدارس۔ایصال ثواب کی محافل پر تقسیم کرنے والے رعایتی قیمت پر کتاب خریدنے کیلئے درج ذیل نمبروں پر رابطہ کریں۔

0300-9461943,0313-4018936, 0321-4027626

جلدی کرنے والے کام

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ والسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِالْمُرْسَلِیْنَ ؕ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحٰبِکَ یَاحَبِیْبَ اللّٰہ
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللّٰہ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحٰبِکَ یَا نُوْرَ اللّٰہ

فضائل درود شریف

حضرت ابوعبداللہ بن سلمان الجزولی رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ سفر میں تھے۔ پانی ختم ہوگیا۔ نماز عصر کے لئے پانی کی تلاش میں نکلے۔ تلاش کرتے کرتے ایک کنویں کے قریب پہنچے۔ اس میں پانی تو موجود تھا لیکن پانی نکالنے کے لئے ڈول اور رسی موجود نہ تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ پریشان حال کھڑے تھے۔ کہ اتنے میں قریبی مکان سے ایک لڑکی جس کی عمر غالباً دس بارہ سال ہوگی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے قریب آئی۔ اور پریشانی کی وجہ دریافت کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا۔ کہ کنویں میں پانی تو موجود ہے لیکن پانی نکالنے کے لئے ڈول اور رسی موجود نہیں۔ لڑکی نے آپ کا نام پوچھا آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا نام بتلایا۔ لڑکی بڑی حیران ہوئی اور عرض کرنے لگی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ تو بہت بڑے بزرگ ہیں اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نام بھی بڑا مشہور ہے۔ اتنے بڑے بزرگ ہونے کے باوجود آپ کو ڈول اور رسی کی کیا ضرورت ہے۔ اتنے میں لڑکی آگے بڑھی اور کنویں میں تھوک دیا۔ تھوک کی برکت سے پانی کناروں سے باہر آنے لگا۔ محمد بن سلمان الجزولی رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے ساتھیوں نے وضو کیا اور نماز ادا کی۔ پھر اس لڑکی کے گھر تشریف لے گئے۔ اور لڑکی کو اللہ عزوجل اور سرکار ﷺ کا واسطہ دے کر پوچھا تو کون سا عمل کرتی ہے۔ جس کی بدولت اللہ عزوجل نے تجھے یہ کرامت بخشی۔ اس لڑکی نے بتلایا کہ اگر آپ اتنے واسطے نہ

دیتے تو میں آپ کو ہرگز نہ بتلاتی۔ مجھے یہ کرامت ملی ہے تو سرکار دو عالم، نور مجسم ﷺ کی ذات بابرکات پر درود و سلام پڑھنے کی بدولت ملی ہے۔ پھر اس لڑکی نے وہ درود شریف بھی بتلا دیا آپ رحمۃ اللہ علیہ نے وہ درود پاک یاد کرلیا۔ تاکہ اپنے شہر پہنچ کر میں تحریر کر کے عام کروں گا۔ تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ اس درود پاک سے فائدہ اٹھا سکیں۔ لیکن جب اپنے شہر پہنچے تو بھول گئے کون سا درود شریف اس لڑکی نے بتلایا تھا۔ اس لئے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اور بھی بہت سارے درود پاک یاد کئے تھے۔ پھر اچانک آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں خیال آیا کہ مجھے جتنے بھی درود پاک یاد ہیں میں سارے کے سارے لکھ دیتا ہوں۔ لہٰذا آپ رحمۃ اللہ علیہ نے درود پاک تحریر کر دیئے۔ (سعادۃ الدارین صفحہ ۱۴۴)

دیدار مصطفیٰ ﷺ

رات جب سوئے تو قسمت کا ستارہ جاگ اٹھا خواب میں نبی کریم ﷺ کی زیارت ہوئی۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے محمد بن سلمان الجزولی رحمۃ اللہ علیہ اس بچی نے جو درود پاک تمہیں بتلایا تھا وہ ان تحریر شدہ درودوں میں شامل ہے۔ اور یہ تمام کے تمام درود پاک بڑے فضیلت والے ہیں۔ لہٰذا اس درود پاک کی برکت حاصل کرنے کے لئے بقایا درود پاک بھی پڑھنے کی لوگ سعادت حاصل کرلیں گے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان تمام تحریر شدہ درودوں کو ایک کتاب کی شکل میں شائع کر دیا۔ اور اس کتاب کا نام دلائل الخیرات شریف رکھا۔ آج بھی وہ کتاب بازار سے مل سکتی ہے۔

بہت سے ایسے افراد ہیں جن کو پڑھتے پڑھتے سرکار ﷺ کا دیدار نصیب ہوا۔ اور بیشمار مشکلیں حل ہوگئیں۔

لاش محفوظ رہی۔

صاحب دلائل الخیرات حضرت شیخ الجزولی رحمۃ اللہ علیہ کا جب انتقال ہوا۔ تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی قبر سے کستوری کی خوشبو آتی تھی۔ آپ کے وصال کے 77 سال

بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کے جسد مبارک کو مقام ''سوس'' سے مراکش منتقل کرنے کے لئے قبر سے نکالا گیا۔ تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کا کفن بھی بوسیدہ نہ ہوا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا جسم مبارک صحیح وسالم تھا وصال سے قبل آپ کی داڑھی کا خط بنا ہوا تھا۔ اب بھی یوں محسوس ہوتا تھا۔ جیسے ابھی خط بنوایا ہوا ہے۔ بلکہ آپ کے رخسار مبارک پر انگلی رکھی گئی تو خون اپنی جگہ سے ہٹ گیا۔ اور جب انگلی اٹھا لی گئی تو خون پھر اپنی جگہ پر واپس آ گیا۔ جیسے زندوں کا ہوتا ہے۔ (مطالع المسرات صفحہ ۴)

بے شک یہ ساری برکتیں درود پاک کی کثرت سے حاصل ہوئیں۔۔ اللہ عزوجل ہمیں بھی کثرت کے ساتھ درود پاک پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

پانچ کاموں میں جلدی کرنی چاہئے

امیر اہلسنت حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری رضوی مدظلہ العالی نے اپنی شہرہ آفاق کتاب فیضان سنت میں کیمیائے سعادت کے حوالے سے حضرت حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل فرمایا ہے کہ جلد بازی شیطان کا کام ہے۔ یعنی جلد بازی میں عموماً نقصان ہوتا ہے۔ لہٰذا یہ معقولہ مشہور ہے کہ جلدی کے کام شیطان کے کام ہیں۔ لیکن یہ معقولہ ہر کام کے لئے درست نہیں۔ چند ایسے کام بھی ہیں جن میں تاخیر بہت نقصان دہ ہے۔ ان کو جلدی ہی کیا جائے تو بہتر ہے۔ جیسے درج ذیل پانچ کاموں میں جلدی کرنی چاہئے۔

(۱) مہمان کو کھانا کھلانے میں (۲) میت کو دفن کرنے میں (۳) لڑکیوں کے نکاح میں (۴) قرض ادا کرنے میں (۵) گناہوں سے توبہ کرنے میں اس کے علاوہ ولیمہ کرنے میں بھی جلدی کرنا سنت ہے۔

مہمان کو کھانا جلدی دو

کھانا ہمارے جسم کی غذا ہے۔ دوران سفر انسان کو وہ سہولیات میسر نہیں ہوتیں جو اس کو گھر میں میسر ہوتی ہیں۔ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ ''سفر عذاب کے ٹکڑوں میں سے ٹکڑا ہے۔ جب تم اپنا کام مکمل کر چکو تو جلدی گھر لوٹو ایسی صورت

میں انسان کو طرح طرح کی پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ جس میں ایک بڑی پریشانی غذا کی ہوتی ہے۔ اگر منزل مقصود تک پہنچنے پر غذا میں تاخیر ہو تو ذہن میں طرح طرح کے خدشات جنم لے سکتے ہیں۔ لہٰذا ان خدشات کو رفع کرنے میں اگر کھانا جلد پیش کر دیا جائے ایک تو خدشات دور ہو جائیں گے دوسرا جب جسم کو غذا میسر آئے گی تو اس کے دل سے دعا نکلے گی۔ جو بندے کی دنیا اور آخرت کو سدھارنے میں کام آئے گی۔

میت کو دفن کرنے میں تاخیر نہ کرو

سرکار مدینہ راحت قلب وسینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس طرح انسان کو اپنے گھر میں پہنچ کر سکون ملتا ہے اسی طرح میت کا گھر اس کی قبر ہے۔ لہٰذا میت کو جتنی جلدی ممکن ہو اس کے گھر پہنچانا چاہئے۔ مگر افسوس ہم اس میں جان بوجھ کر تاخیر کرتے ہیں۔ خصوصاً جب کوئی بیرون ملک فوت ہو جاتا ہے تو اس کی میت کو وطن لانے میں بعض اوقات کئی ہفتے لگ جاتے ہیں۔ اس کے بے شمار نقصانات دیکھنے میں آئے ہیں۔ پہلے نمبر پر میت میں سے بدبو کا آنا خارج از امکان نہیں۔ بدبو آنے کی صورت میں لوگوں کے تاثرات میت کے بارے میں کیسے ہوں گے۔ جبکہ حدیث پاک میں ہے کہ اگر میرا امتی انتقال کر جائے تو مرنے کے بعد بھی اسکو عزت بخشی جائے جو کہ اور مذاہب میں ایسا نہیں۔

شکر خدا محمدی ﷺ ہم کو بنایا امتی

ہمارے پڑوسی ملک میں دیکھو ہندوؤں کی میتوں کے ساتھ کیسا سلوک کیا جاتا ہے۔ مجوسی اپنی میتوں کو جنگل میں پھینک آتے ہیں جہاں چیل کوے اس کو نوچ نوچ کر کھا جاتے ہیں۔

جبکہ ہندو اپنی میتوں کو جلاتے ہیں اور پھر اس میں بھی امتیاز رکھا جاتا ہے۔ امیر مرے تو اس کے لئے صندل کی لکڑی اور دیسی گھی جبکہ غریب کے لئے عام لکڑی اور تیل ڈال کر جلایا جاتا ہے۔

جبکہ سرکار ﷺ کا امتی غریب ہے یا امیر اللہ عزوجل نے اس کو کیسی عزت بخشی فرمایا سب کو سفید لباس یعنی کفن پہناؤ۔ اس کو غسل دو خوشبو لگاؤ۔ اور پھر اس کو اپنے کندھوں پر اٹھاؤ۔ پہلے یہ پیچھے ہوتا تھا مگر اب سب پیچھے ہوں گے اور میت سب سے آگے جائے گی۔ نماز جنازہ میں سب سے آگے ہے اور امام اور مقتدی سب پیچھے ہیں۔ جبکہ ہر نماز میں امام آگے ہوتا اور مقتدی پیچھے پھر ارشاد فرمایا اس کو ادب سے قبر میں اتار دو۔ آگے میں جانوں میرا امتی جانے۔ تم دفن کرنے کے بعد بغیر شرعی عذر کے اس کی قبر مت کھولو۔ نہ جانے اس کے ساتھ کیا بیت رہی ہو یعنی میرے امتی کا پردہ چاک نہ ہو جائے۔

میت کو کافور اس لئے لگایا جاتا ہے کہ یہ تمام بوؤں پر غالب آجاتا ہے۔ اگر اللہ عزوجل نہ کرے میت میں سے بدبو آنے لگے تو کافور کی وجہ سے محسوس نہ ہو۔

میت کو دفن کرنے میں جتنی تاخیر ہو گی بو کے آنے کے اتنے ہی امکانات بڑھتے چلے جائیں گے۔ دوسری طرف میت کے ورثاء اور عزیز و اقارب کی کیا حالت ہو رہی ہوتی ہے۔ یہ وہی جانتے ہیں جن پر یہ واقعہ بیتا ہو۔

میت کا چہرہ دیکھنا

بیرون ملک فوت ہو جانے والوں کے علاوہ اندرون ملک فوت ہو جانے والوں کے ساتھ بھی ہم ایسا ہی سلوک کرتے ہیں۔ کہ میت کو دفن کرنے میں عموماً تاخیر اس وجہ سے کی جاتی ہے۔ کہ اس کا فلاں رشتہ دار ابھی نہیں آیا وہ اس کا چہرہ دیکھے گا تو پھر دفن کیا جائے گا۔ حالانکہ دیکھا جائے تو اس رشتہ دار کے دیکھنے سے میت کو کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا بلکہ ایسا کرنے سے میت کو تکلیف پہنچنے کے امکانات زیادہ ہیں۔ لہٰذا افضل یہی ہے کہ جیسے ہی بندہ فوت ہو اس کی میت کو دفن کرنے میں تاخیر نہ کی جائے۔ اسی میں ہماری بھلائی ہے۔

شادی میں جلدی کرو

لڑکی یا لڑکا بالغ ہو جائے تو اس کی شادی میں تاخیر نہیں کرنی چاہئے ورنہ بڑے

گھناؤنے نتائج برآمد ہوتے ہیں۔لہٰذا اس نازک مسئلے کو دو حصوں میں بیان کیا جائے گا۔

(۱) تاخیر کی وجوہات (۲) تاخیر کے نقصانات

تاخیر کی وجوہات

شادی میں تاخیر کی سب سے بڑی وجہ مروجہ تعلیم ہے۔ ہر بندے کی خواہش ہے کہ میری لڑکی زیادہ سے زیادہ تعلیم حاصل کرے۔اس کی دو وجوہات ہیں نمبر ایک زیادہ تعلیم یافتہ ہوگی تو رشتہ اچھا ملے گا۔نمبر ۲ ناسازگار حالات میں بچی اپنے پاؤں پر کھڑی ہوسکے گی۔

جہاں تک رشتے کا تعلق ہے تو جب لڑکی میں حسن و جمال ہوتا ہے رشتے آتے ہیں۔لیکن ہم کہتے ہیں ابھی ہماری لڑکی پڑھ رہی ہے۔ جب لڑکی زیادہ پڑھ جاتی ہے تو اس کی جوانی ڈھل چکی ہوتی ہے۔اور اس کے ساتھ ساتھ ہمارا معیار بھی بلند ہو چکا ہوتا ہے۔اس معیار کا رشتہ ملنا مشکل ہو جاتا ہے۔اس کی ایک وجہ یہ بھی ہوتی ہے کہ لڑکیوں میں پڑھنے کا رجحان زیادہ ہے۔جبکہ لڑکوں میں کم۔

دوسری خرابی کی وجہ یہ ہے کہ جس لڑکی کے ذہن میں یہ بات سما جائے کہ میں شوہر کی محتاج نہیں۔ میں تو خود کمائی کرسکتی ہوں۔تو دیکھا گیا ہے کہ عموماً وہ لڑکی شوہر کی عزت نہیں کرتی۔جس کی وجہ سے ناچاکی اور بعض اوقات طلاق تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔

ایک اسلامی بھائی اپنی روئیداد سنا رہا تھا کہ بے چارہ یونیورسٹی میں گیٹ کیپر کے طور پر کام کرتا تھا۔ محلے میں ایک چھوٹا سا گھر جس میں وہ رہائش پذیر تھا کہنے لگا میں نے رشتہ داروں کے کہنے پر لڑکیوں کو ایم اے تک تعلیم دلائی اب اس معیار کا رشتہ ملتا نہیں۔اگر کوئی رشتہ ملتا بھی ہے تو وہ ہمارا چھوٹا سا گھر دیکھ کر واپس چلے جاتے ہیں۔اگر کوئی کم پڑھے لڑکے کا رشتہ آ جائے تو لڑکیاں خود انکار کر دیتی ہیں۔ کہنے لگا میں بہت پریشان ہوں۔سوچتا ہوں کہ میں نے رشتہ داروں کی باتوں میں آ کر لڑکیوں کو

کیوں اعلیٰ تعلیم دلائی ؟ اب ان کی جوانی ڈھل چکی ہے اور رشتہ آنا بھی بند ہو چکے ہیں۔

بے حیائی کا دور

معاشرے میں بدکاری بڑھانے میں موجودہ بے حیائی کا دور سونے پہ سہاگے کا کام کر رہا ہے۔ ایک تو عمریں زیادہ ہو جاتی ہیں۔ دوسری طرف دین سے دوری کی وجہ پھر فلمیں ڈرامے۔ وی سی آر۔ کیبل نے نوجوان نسل میں بدکاری کا رجحان بڑھا دیا ہے۔ ایک اطلاع کے مطابق ہر ضلع میں تقریباً سینکڑوں لڑکے لڑکیاں بھاگ کر کورٹ میرج کر لیتے ہیں۔

ان تمام پریشانیوں کی وجہ دامن مصطفیٰ ﷺ سے دوری ہے۔ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مولانا الشاہ امام احمد رضا خان صاحب علیہ الرحمۃ الرحمٰن لکھتے ہیں۔

ٹھوکریں کھاتے پھرو گے ان کے در پہ پڑ رہو
قافلہ تو اے رضا اول گیا آخر گیا

ایک اور شاعر لکھتا ہے کہ

وہ معزز تھے زمانے میں مسلمان ہو کر
آج ہم خوار ہوئے تارک قرآن ہو کر

سرکار دو عالم نور مجسم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ کہ جب لڑکی جوان ہو جائے تو اس کی شادی میں تاخیر نہ کی جائے۔ اگر ہم اس پر عمل کریں تو ہماری بہت ساری پریشانیاں دور ہو سکتیں ہیں۔ بلکہ معاشرہ امن کا گہوارہ بن سکتا ہے۔

قرض ادا کرنے میں جلدی کرو

آج کل یہ بات مشہور ہے کہ کسی سے دشمنی مول لینی ہو تو اس کو قرض دے دو۔ کیونکہ جب مطالبہ کیا جائے گا۔ تو لڑائی شروع ہو جائے گی۔ قرض لے کر یہی سمجھتے ہیں کہ یہ ہمارا حق تھا ہمیں مل گیا۔ اب اس کا مطالبہ کرو تو ناراضگی شروع ہو جاتی ہے۔ حالانکہ ایسا کرنے سے مستحق افراد کو بھی قرض دینے سے بندہ ڈرتا ہے۔ یہ سب دین سے دوری کا نتیجہ ہے۔ اگر دین کا علم ہوتا تو ایسا ہرگز نہ کرتے۔ کیونکہ نبی پاک

ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ کہ شہادت پانا بہت بلند مرتبہ ہے۔ حدیث پاک کا مفہوم ہے کہ شہید کے خون کا قطرہ زمین پر بعد میں گرتا ہے اس کے تمام گناہ پہلے ہی معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ مگر قرض جو کہ شہید کو بھی معاف نہیں۔ اس لئے پیارے آقا ﷺ نے مقروض موت سے پناہ مانگی ہے۔

نبی پاک ﷺ کی بارگاہ بے کس پناہ میں جب جنازہ لایا جاتا تو پیارے آقا ﷺ پوچھتے کہ کیا مرنے والے کے ذمہ کوئی قرض تو نہیں۔ اگر بتایا جاتا کہ قرض ہے تو پیارے آقا ﷺ ارشاد فرماتے تم اس کی نماز جنازہ پڑھو میں اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھوں گا۔ یہ سن کر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی چیخیں نکل جاتیں۔ اور عرض کرتے یارسول اللہ ﷺ اگر آپ اس کا جنازہ نہیں پڑھائیں گے تو اس کا کیا بنے گا۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

قرض ادا نہ کرنے والے کی عبرت کے لئے یہی واقعہ کافی ہے۔ کہ سرکار دو عالم نور مجسم ﷺ کی شان ہے کہ وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ کہ ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا۔ سرکار ﷺ بے شک رحمۃ اللعالمین ہیں مگر قرض ادا نہ کرنے والوں سے سرکار ﷺ اس قدر ناراض ہوتے ہیں کہ ان کی نماز جنازہ پڑھانا پسند نہ فرمایا۔ پھر صحابہ کرام علیہم الرضوان آپس میں مشورہ کرتے اور مرنے والے کا قرض اپنے ذمے لے لیتے ہیں۔ پھر سرکار ﷺ کی بارگاہ میں عرض کرتے تو سرکار ﷺ اس کا جنازہ پڑھاتے۔

اس لئے تو قرض لینے سے جہاں تک ممکن ہو بچنا چاہئے۔ اور اگر قرض لے لیا تو پھر اس کو مقررہ وقت پر ادا کرنا واجب ہو جاتا ہے۔ اور وقت سے پہلے ادا کرنا سنت ہے۔ یہاں سنت کا اجر واجب سے زیادہ ہے۔ اس لئے کہ اگر قرض لے لیا ہے تو ادائیگی میں جلدی کرنی چاہئے۔ اس میں بھلائی ہے۔

قرض دینے کے فضائل

موجودہ حالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے اہل ثروت کو قرض دینے میں کوتاہی نہیں

کرنی چاہئے۔اس لئے کہ قرض دینے کی بہت فضیلت ہے۔سرکار دو عالم نور مجسم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔صدقہ کرنے میں دس گنا اجر ہے۔اور قرض دینے میں اٹھارہ گنا اجر۔صحابہ کرام علیہم الرضوان عرض کرنے لگے یارسول اللہ ﷺ صدقہ دینے سے تو ہمیں بظاہر واپسی ممکن نظر نہیں آتی۔جبکہ قرض دینے سے واپسی ممکن نظر آتی ہے۔پھر بھی قرض دینے میں صدقہ دینے کی نسبت زیادہ اجر کس وجہ سے ہے؟ تو پیارے آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا صدقہ کبھی غیر مستحق کے پاس بھی چلا جاتا ہے۔جبکہ قرض مستحق ہی کے پاس جاتا ہے۔اگر مقروض وقت پر ادا نہ کر پائے اور قرض دینے والا اس کو مہلت دے دے تو جتنے پیسے اس نے قرض دیا ہے۔اتنے پیسے روزانہ صدقہ دینے کا اجر دیا جائے گا۔قرآن مجید میں ارشاد ہے

وَاِنْ كَانَ ذُوْا عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ ؕ وَاَنْ تَصَدَّقُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○ (البقرہ: ۲۸۰ پارہ ۳)

ترجمہ کنزالایمان شریف :اور اگر قرضدار تنگی والا ہے تو اسے مہلت دو آسانی تک۔اور قرض اس پر بالکل چھوڑ دینا تمہارے لئے اور بھلا ہے اگر جانو

اور اگر آپ سمجھتے ہیں کہ اس بندے کے حالات ایسے ہیں ہی نہیں کہ قرض ادا کر سکے۔یاد رکھیں اگر دنیا میں کسی کا قرض معاف کر دو گے تو اللہ عزوجل سے امید ہے کہ قیامت کے روز اللہ عزوجل تمہاری بخشش فرما دے گا۔

کرو مہربانی تم اہل زمیں پر   خدا مہرباں ہوگا عرش بریں پر

گناہوں سے توبہ کرنے میں جلدی کرو

اللہ عزوجل نے حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق فرمائی۔اور ساتھ علم کی دولت سے بھی نوازا۔جب فرشتے اشیاء کے نام نہ بتلا سکے اور حضرت آدم علیہ السلام نے نام بھی بتلا دیئے۔اور ساتھ ساتھ ان اشیاء کے اوصاف بھی بیان کر دیئے۔تو اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا۔

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ (البقرہ: ۳۴ پارہ ۱)

اور جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو تو سب نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے۔

رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ ۝ وَاِنَّ عَلَيْكَ اللَّعْنَةَ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ (الحجر ۳۴-۳۵)

ترجمہ کنزالایمان: فرمایا تو جنت سے نکل جا تو مردود ہے اور بے شک قیامت تک تجھ پر لعنت ہے۔

شیطان لعین اللہ عزوجل کی نافرمانی کی وجہ سے لعنت کا مستحق ہوا۔

لمحہ فکریہ اللہ عزوجل کی نافرمانی کرتے ہوئے شیطان لعین نے ایک سجدہ حضرت آدم علیہ السلام (جو کہ اس کی مخلوق میں سے ہیں) کو نہ کیا۔ جنت سے نکالا گیا اور دائمی لعنت کا مستحق ہوا۔ اور ہمیں اللہ عزوجل نے حکم دیا کہ میرے پیارے حبیب ﷺ کے امتیو تم نے انبیاء علیہم السلام یا اولیاء کرام رحمہم اللہ یا مخلوق میں سے کسی کو سجدہ نہیں کرنا۔ بلکہ تم نے مجھے ہی سجدہ کرنا ہے۔ اب غور طلب بات یہ ہے جس نے ایک سجدہ آدم علیہ السلام کو نہ کیا۔ اس کا انجام ہمارے سامنے ہے۔ اور جو آدم علیہ السلام کے خالق یعنی اللہ عزوجل کو سجدہ نہیں کرتا۔ اور دن میں کتنے ہی سجدے نہیں کرتا۔ اس کا انجام کیا ہوگا۔ اللہ عزوجل ہمیں پنجگانہ نماز باجماعت ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

تو میں عرض کر رہا تھا کہ شیطان غرور اور تکبر کی وجہ سے لعنت کا مستحق ہوا۔ مگر اس نے سمجھا کہ میری تباہی کا سبب انسان ہے۔ نہ یہ بنتا اور نہ مجھے ذلت اور رسوائی کا سامنا کرنا پڑتا تو شیطان نے اللہ عزوجل سے قیامت تک کے لئے مہلت مانگی اللہ عزوجل نے قیامت تک عذاب میں گرفتار نہ کرنے کی مہلت عطا فرمائی۔ تو اس نے قسم کھائی کہ میں انسان کو گمراہ ضرور کروں گا۔ شیطان کو تو مہلت مل گئی اس کے مقابلے میں اللہ عزوجل نے انسان کو توبہ کا انعام عطا فرمادیا۔ کہ شیطان جتنا بھی گمراہ کرے سرکار ﷺ کا امتی ایک مرتبہ سچے دل سے توبہ کرے اللہ عزوجل اس کے گناہوں کو معاف فرمادے گا۔ بلکہ ایک مقام پر ارشاد فرمایا۔

اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِکَ یُبَدِّلُ اللّٰہُ سَیِّاٰتِھِمْ حَسَنٰتٍ ط وَکَانَ اللّٰہُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا○(الفرقان ۷۰ پارہ ۱۹)

ترجمہ کنزالایمان: مگر جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور اچھا کام کرے تو ایسوں کی برائیوں کو اللہ بھلائیوں سے بدل دے گا۔ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

توبہ کا مطلب یہ نہیں کہ انسان توبہ توبہ کرتا رہے تو توبہ قبول ہو جائے گی۔ بلکہ توبہ کی کچھ شرائط ہیں۔

شرائط توبہ

امام غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی کیمیائے سعادت میں ارشاد فرماتے ہیں کہ توبہ کی تین شرائط ہیں۔

(۱) اقرار جرم (۲) احساس ندامت (۳) آئندہ گناہ نہ کرنے کا پختہ ارادہ کرنا اس کے علاوہ اگر کسی کا حق دبایا ہے تو اس کا حق واپس کرے۔ مثلاً اگر کسی کے ایک لاکھ روپیہ دبا کر توبہ توبہ کرتا رہے تو توبہ قبول نہیں ہوگی۔ جب تک اس کا مال واپس نہیں کرے گا۔ یا معاف نہ کروالے۔

اقرار جرم

پہلی شرط تو یہ ہے کہ بندہ اقبال جرم کرے کہ میں نے گناہ کیا ہے۔ کیونکہ توبہ وہی کرے گا جو سمجھے گا کہ مجھ سے غلطی ہوئی ہے۔ جو اپنی غلطی تسلیم ہی نہیں کرے گا۔ تو وہ توبہ کیسے کرے گا۔ افسوس آج ہم توبہ کی اس پہلی شرط میں پورا نہیں اتر رہے۔ آج دن بھر گناہ کرتے رہتے ہیں۔ مگر کیا مجال اپنی غلطی کو تسلیم کریں۔

گناہ کے درجے

مسلمان کے لئے سب سے افضل درجہ تو یہ ہے کہ گناہ کے قریب بھی نہ جائے جسے اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا۔

وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَاظَهَرَ مِنْهَا وَ مَا بَطَنَ (انعام ۱۵۱ پارہ ۸)

ترجمہ کنزالایمان: گناہ پوشیدہ ہو یا ظاہر۔ بندہ اس کے قریب بھی نہ جائے۔

دوسرا درجہ ہے کہ گناہ سرزد ہو گیااور احساس ندامت ہوا۔ اور یہ بھی اللہ عزوجل کا بہت بڑا انعام ہے کہ بندے کے اندر احساس ندامت پیدا ہو جائے۔

تیسرا درجہ ہے کہ گناہ سرزد ہوا۔ مگر احساس ندامت نہیں ہوئی۔ ایسے بندے کے لئے توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا۔ اس لئے کہ جب گناہ کو تسلیم ہی نہیں کرے گا تو توبہ کیسے کرے گا۔

چوتھا درجہ ہے کہ گناہ سرزد ہوا احساس ندامت کی بجائے گناہ پر فخر محسوس کر رہا ہے۔ یہ بدترین درجہ ہے۔ ایسا بندہ اللہ عزوجل کے غضب کو دعوت دے رہا ہوتا ہے۔

جیسا کہ ایک سیاسی لیڈر نے ایک بڑے مجمع میں فخریہ طور پر اعلان کیا کہ میں شراب پیتا ہوں۔ مگر تھوڑی سی۔ اللہ عزوجل کو یہ پسند نہ آیا اور پھانسی کے تختہ پر لٹکا دیا گیا۔

افسوس آج ہم عبرت نہیں پکڑتے بلکہ اپنے گناہوں کا فخریہ طور پر اعلان کرتے ہیں۔ مثلاً کوئی فخریہ طور پر کہہ رہا ہوتا ہے کہ میری شادی پر ناچ گانا ہوا۔ اور شراب کے جام بھی چلے۔ کوئی کہتا ہے کہ ہم نے رات اتنی فلمیں دیکھیں۔ کوئی کہتا ہے کہ ہم نے رات فلاں غریب کے ساتھ زیادتی کی۔ یعنی اپنی بدکاری کا فخریہ طور پر اعلان کر رہا ہوتا ہے۔ حالانکہ وہ اللہ عزوجل کے غضب کو دعوت دے رہا ہوتا ہے۔ اور جب اللہ عزوجل کی طرف سے گرفت آتی ہے تو کوئی انہیں بچانے والا نہیں ہوتا۔

احساس ندامت

حدیث مبارکہ کا مفہوم ہے کہ جب بندے سے گناہ سرزد ہو جائے تو اس کے دل میں ندامت پیدا ہو تو وہ ندامت اس کے ساتھ چمٹ جاتی ہے اور اس وقت تک اس سے جدا نہیں ہوتی جب تک اسے جنت میں داخل نہ کروا لے۔

روایت میں آتا ہے کہ ایک بندہ جب اس کے انتقال کا وقت قریب آیا تو اس نے

اپنے گھر والوں کو وصیت کی جب میرا انتقال ہو جائے مجھے دفن کرنے کی بجائے میری لاش کو جلا دینا جو راکھ بچے آدھی سمندر میں بہا دینا اور آدھی جب آندھی آئے تو اس میں اڑا دینا۔ لہٰذا جب اس کا انتقال ہو گیا گھر والوں نے اس کی لاش کو جلایا۔ جو راکھ بچی آدھی آندھی میں اڑا دی اور آدھی سمندر میں بہا دی۔ اللہ عزوجل نے سمندر کو حکم دیا۔ اس راکھ کو اکٹھی کرو اور اسی طرح آندھی کو حکم دیا کہ اس کی راکھ کو اکٹھی کرو۔ جب راکھ اکٹھی ہو گئی۔ اللہ عزوجل نے اس کو زندہ فرمایا۔ پھر پوچھا تو نے ایسا کیوں کیا۔ اس نے عرض کی اے مالک ومولا! عزوجل میں نے ساری زندگی کوئی نیکی نہ کی بلکہ گناہوں میں ساری زندگی بسر کر دی۔ اب میں نے سوچا کون سا منہ لے کر تیری بارگاہ میں حاضر ہوں گا۔ لہٰذا میرے ذہن میں ایسی ترکیب آئی کہ اپنی لاش کو جلوا کر سمندر میں بہا دیا جائے اور آندھی میں اڑا دیا جائے۔ نہ راکھ اکٹھی ہو سکے نہ میں تیری بارگاہ میں شرمسار ہو سکوں اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے بندے تو نے جو کچھ بھی کیا احساس ندامت کی وجہ سے کیا۔ جا میں نے تیرے سارے گناہ معاف کر دیئے۔

اسی طرح حدیث مبارکہ میں آتا ہے کہ ایک بندہ جس نے ننانوے افراد کو قتل کیا۔ پھر دل میں احساس ندامت پیدا ہوا کہ میں کون سا چہرہ لے کر اللہ عزوجل کی بارگاہ میں حاضر ہونگا۔ لہٰذا توبہ کرنی چاہیے۔ یہ سوچتے ہوئے ایک بندہ جس نے بظاہر علم کا لبادہ اوڑھا ہوا تھا اپنی کہانی سنائی اور پوچھا کہ میری بخشش کی کوئی صورت نکل سکتی ہے اس نے جواب دیا کہ کوئی صورت نہیں اس نے سوچا میری بخشش تو نہیں ہو سکتی میں سو پورا کیوں نہ کر دوں۔ اس نے اس کو بھی قتل کر دیا۔ پھر بھی سو آدمی کو قتل کرنے کے بعد احساس ندامت پیدا ہوا تو بہ کیلئے روانہ ہوا۔ کسی نے نیک لوگوں کی بستی کا پتہ بتلایا۔ یہ اس بستی کی طرف روانہ ہوا راستے ہی میں موت آ جاتی ہے۔ اب دوزخ کے فرشتے بھی آ جاتے ہیں اور جنت کے فرشتے بھی۔ دوزخ کے فرشتے کہتے ہیں کہ اس نے سو افراد قتل کیے ہیں۔ لہٰذا اس کو دوزخ میں لے کر جائیں گے۔ جنت کے فرشتے کہتے ہیں کہ اس کے دل میں احساس ندامت تھا۔ اور توبہ کی نیت سے جا رہا تھا۔ لہٰذا ہم اس کو جنت میں لے کر جائیں گے۔ اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا کہ پیائش کرو۔ اگر یہ

گھر کے قریب ہے تو دوزخ میں لے جاؤ۔ اگر نیک بندوں کی بستی کے قریب ہے تو جنت میں لے جاؤ۔ ادھر زمین کو حکم دیا کہ تو سکڑ جا تا کہ گھر دور ہو جائے اور نیک لوگوں کی بستی قریب ہو جائے۔ اس طرح سو بندے کا قاتل جنتی ہو گیا۔ (کتاب التوابین صفحہ ۸۵، مشکوٰۃ شریف صفحہ ۲۰۳)

حدیث مبارکہ میں ہے کہ خوف خدا عزوجل اور ندامت سے نکلا ہوا آنسو اللہ عزوجل کی بارگاہ میں اس قدر اہمیت کا حامل ہے کہ ارشاد ہوتا ہے کہ جس کی آنکھ سے ندامت کی وجہ سے ایک آنسو نکل آئے اللہ عزوجل اس کی آنکھ پر دوزخ کی آگ کو حرام کر دیتا ہے۔ (شعب الایمان جلد ا صفحہ ۴۹۰)

انیس الواعظین میں حدیث پاک نقل ہے کہ قیامت کے روز دوزخ میں سے ایک بہت بڑا شعلہ نکلے گا اور سرکار ﷺ کے امتیوں کی طرف رخ کرے گا نبی پاک ﷺ یہ منظر دیکھ کر پریشان ہو جائیں گے۔ اتنے میں جبریل امین علیہ السلام ایک پانی سے بھرا پیالہ پیش کریں گے۔ اور عرض کریں گے یا رسول اللہ ﷺ اس پیالے میں سے ایک چلو بھر کر اس شعلے پر ڈال دیں۔ نبی پاک ﷺ ایک چلو بھر کر پانی اس شعلے پر ڈالیں گے تو اتنا بڑا شعلہ پانی کے ایک چلو سے ٹھنڈا ہو جائے گا۔ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا میں پوچھوں گا اے جبرائیل علیہ السلام یہ پانی کہاں سے لائے جس نے اتنے بڑے شعلے کو بجھا دیا۔ عرض کریں گے یا رسول اللہ ﷺ آپ کے امتی جب خوف خدا عزوجل اور احساس ندامت کی وجہ سے رویا کرتے تھے میں نے ان کے آنسوں کو اکٹھا کر لیا۔ جس نے اتنے بڑے شعلے کو بجھا دیا۔

احساس ندامت اسی وقت پیدا ہوگا جب خوف خدا ہوگا۔ ایک طرف قبر کا ہولناک گڑھا۔ پھر اس کی تاریکی اور تنہائی۔ پھر بدکاریوں کی سزا کے لئے سانپ اور بچھو۔ مزید قیامت کی ہولناک گرمی۔ پھر دوزخ کا عذاب جب پیش نظر ہوگا۔ تو خود بخود ندامت کے آنسو گریں گے۔

آئندہ گناہ نہ کرنے کا پختہ عہد

جب بندہ اقبال جرم کر لیتا ہے۔ اور دل میں ندامت بھی پیدا ہو جائے۔ اور یہ

بھی پتہ چل جائے کہ اللہ عزوجل تیرے اس عمل سے سخت ناراض ہے۔ تو پھر توبہ کرے اور آئندہ گناہ نہ کرنے کا پختہ عہد کرے۔ ایسا نہ ہو کہ چلو اب تو توبہ کرلو پھر گناہ کرکے توبہ کرلیں گے۔ اس لئے کہ توبہ کی امید پر گناہ کرنا بڑی نادانی ہے۔ کیا پتہ تجھے توبہ کرنے کا موقع ملے یا نہ ملے۔ یعنی گناہ کرتے ہی موت واقع ہوجائے۔ تو کیا بنے گا؟ بلکہ بندہ یہ سمجھے کہ جلتی ہوئی سیگرٹ پر ننگا پاؤں آجائے تو ایک دم اچھل پڑتا ہے۔ یعنی سیگرٹ کی آگ جو کہ دنیا کی گرم ترین آگ کی قسموں میں ہلکی سی آگ ہے اگر میرا بدن یہ آگ برداشت نہیں کرپاتا تو دوزخ کی آگ جو کہ دنیا کی گرم ترین آگ سے 69 گنا زیادہ گرم ہے۔ میرا بدن اس کو کیسے برداشت کرے گا۔

علماء کرام ارشاد فرماتے ہیں کہ گناہوں سے ایسی سچی توبہ کرلے جس طرح بھینس کے تھنوں سے دودھ نکل آئے تو دوبارہ داخل ہونا ناممکن ہوتا ہے۔ بالکل بندے کا گناہوں کے سمندر سے نکل کر دوبارہ گناہوں میں داخل ہونا ایسے ہی ناممکن ہوجائے۔ اسی طرح قرآن مجید فرقان حمید میں اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْۤا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا۔ (التحریم: ۸ پارہ ۲۸)

ترجمہ کنزالایمان: اے ایمان والو! اللہ کی طرف ایسی توبہ کرو جو آگے کو نصیحت ہوجائے۔

اس سے مراد سچی توبہ ہے۔ اور اس کا پتہ انسان کے عمل سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ اس کی زندگی میں انقلاب برپا ہوجائے۔ گناہوں سے رخ مڑجائے اور نیکیوں کی طرف ہوجائے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ توبہ النصوح سے مراد ہے کہ بندہ دوبارہ گناہوں کی طرف نہ لوٹے۔

حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کی توبہ کا واقع بڑا مشہور ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ شراب کے نشے میں مست جارہے تھے۔ اچانک کاغذ کے پرزے پر نظر پڑی۔ جس پر اللہ عزوجل کا نام لکھا ہوا تھا۔ جلدی سے اسے اٹھایا۔ چوما۔ گرد صاف کیا اور معطر کرکے اونچی جگہ رکھ دیا۔ اللہ عزوجل کو یہ عمل پسند آیا۔ اللہ عزوجل نے اپنے ایک نیک بندے

کو حکم ارشاد فرمایا اس کو میرا اسلام پہنچادو اور بتادو کہ اس نے میرے نام کو بلند کیا ہے میں اس کا نام ولیوں کی صف میں بلند کروں گا۔

جب اس نیک بندے نے پیغام پہنچایا۔ تو بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ اس وقت ننگے پاؤں تھے اسی وقت توبہ کی اور پھر ساری زندگی پاؤں میں جوتا نہ پہنا۔ کسی نے پوچھا جناب آپ جوتا کیوں نہیں پہن لیتے۔ جواب ارشاد فرمایا جب میں نے توبہ کی تھی تو ننگے پاؤں تھا۔ اگر میں نے جوتا پہن لیا تو میرا ظاہر بدل جائے گا۔ اگر ظاہر بدل لیا تو پھر باطن کو بھی بدلنے کا خیال آئے گا۔ لہٰذا میں اپنے ظاہر کو بھی نہیں بدلوں گا۔ اور باطن کو بھی نہیں بدلوں گا۔ (کتاب التوابین صفحہ ۲۱۰)

اللہ عزوجل کی بارگاہ میں ان کی توبہ کیسی قبول ہوئی۔ اور ان کو کتنا بلند مقام حاصل ہوا۔ آپ صرف اسی سے اندازہ لگالیں کہ ایک مرتبہ کسی نے جانور کو سرراہ غلاظت کرتے دیکھا تو فرمانے لگے لگتا ہے کہ بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کا آج انتقال ہو گیا ہے۔ اس لئے کہ جتنی دیر تک وہ زندہ تھے۔ کسی جانور کی یہ مجال نہیں تھی کہ راستے میں بول و براز کرے۔ بعد میں معلوم ہوا کہ ان کا انتقال ہو چکا ہے۔ اللہ عزوجل سے دعا ہے کہ ہمیں بھی ایسی سچی توبہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

حقوق العباد کا خیال رکھو۔

اس کے علاوہ اگر کسی کا حق دبایا ہوا ہے اسے ادا کرے اس کا یہ مطلب نہیں کہ لوگوں کے پیسے دبالے ان کی زمینوں پر قبضہ جمائے رکھے اور میری توبہ توبہ کہنے سے بات بن جائے گی، ہرگز نہیں۔ یاد رکھیں ایسے توبہ قبول نہیں ہوگی۔

توبہ کرنے سے لوگوں کے حقوق معاف نہیں ہوں گے۔ بلکہ ان کو ادا کریں یا پھر ان سے معاف کروائیں۔ اگر بندہ فوت ہو چکا ہے تو اس کے ورثہ کو ادا کرو یا ان سے معاف کرواؤ۔ پھر توبہ کریں گے تو بات بنے گی۔ ورنہ حشر میں پریشانی ہوگی۔

اللہ عزوجل کے نزدیک مفلس

حدیث مبارکہ کا مفہوم ہے قیامت کے روز ایک بندہ حاضر ہوگا جس کے پاس

پہاڑوں کے برابر نیکیاں ہوں گی۔ اللہ عزوجل اسے جنت میں جانے کا حکم ارشاد فرمائے گا۔ راستے میں قرض دار پکڑ لیں گے۔ بیوی کہے گی میرا حق مہر ادا کرو۔ وہاں دنیا کا سکہ تو چلے گا نہیں۔ نیکیوں والا سکہ چلے گا۔ لہٰذا یوں سمجھیں کہ ایک بنڈل نیکیوں کا تو اس کو دے دے گا۔ پھر آگے جائے تو ایک اور بندہ پکڑ لے گا کہ تو نے میرے ساتھ زیادتی کی تھی۔ اس کو بھی نیکیاں دے گا۔ یہاں تک کہ ساری نیکیاں بانٹ دے گا۔ مگر حق دار ابھی بھی باقی رہیں گے پھر ان کے گناہ اس کے نامہ اعمال میں ڈالے جائیں گے۔ جب یہ جنت میں داخل ہونے لگے گا۔ تو روک دیا جائے گا۔ اور بتلایا جائے گا کہ تجھے نیکیوں کے سبب جنت میں جانے کا حکم ملا تھا۔ تو راستے میں تقسیم کر آیا ہے۔ تیرے پاس گناہ ہی باقی ہیں جس کے سبب تجھے دوزخ میں بھیجا جا رہا ہے۔ تو ایسا بندہ جس کو جنت میں جانے کا حکم بھی ملا پھر وہ دوزخ کا حقدار بن گیا۔ یہ اللہ عزوجل کے نزدیک مفلس ہوگا۔ لہٰذا ہمیں حقوق العباد کا خیال رکھنا چاہیے۔ کہ کہیں قیامت میں پریشانی کا باعث نہ بن جائے۔

توبہ کے فوائد

قرآن مجید فرقان حمید میں اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا

اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلاً صَالِحًا فَاُولٰٓئِکَ یُبَدِّلُ اللّٰہُ سَیِّاٰتِہِمْ حَسَنٰتٍ ؕ وَکَانَ اللّٰہُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ○ (الفرقان ۷۰ پارہ ۱۹)

ترجمہ کنزالایمان: مگر جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور اچھے کام کرے تو ایسوں کی برائیوں کو اللہ بھلائیوں سے بدل دے گا۔ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا

اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَا ذَنْبَ لَہٗ

ترجمہ: توبہ کرنے والا ایسا ہے کہ جیسے اس نے گناہ کیا ہی نہیں

(مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۲۰۶، سنن ابن ماجہ جلد نمبر ۲ صفحہ ۳۱۳، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد نمبر ۱۰ صفحہ ۱۵۴، کنز الاعمال جلد نمبر ۴ صفحہ ۲۰۷)

امام غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی منھاج العابدین میں نقل کرتے ہیں گناہ ایک زہر ہے بندے کے اندر چلا جائے تو سکون برباد کر دیتا ہے۔اسی طرح گناہوں کا زہر بندے کو پریشان کرتا ہے۔جب بندہ توبہ کرتا ہے اللہ عزوجل اس کے گناہوں کو نیکیوں میں تبدیل فرما دیتا ہے۔قرآن مجید میں ارشاد رب العالمین ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَ یُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِیْنَ. (البقرہ:۲۲۲ پارہ۲)

ترجمہ کنزالایمان: بے شک اللہ توبہ کرنے والوں اور پاک رہنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

مزید ارشاد فرماتا ہے۔

قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰۤی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ۝ (الزمر ۵۳ پارہ ۲۱)

ترجمہ کنزالایمان: تم فرماؤ اے میرے وہ بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔بے شک اللہ سب گناہ بخش دیتا ہے۔بے شک وہ بخشنے والا مہربان ہے۔

اللہ عزوجل کی رحمت سے مایوس نہیں ہونا چاہیے۔مایوسی گناہ ہے۔بندہ جتنا بھی بڑا گنہگار ہے۔لیکن اللہ عزوجل کی رحمت اس کے گناہوں سے بڑی ہے۔بلکہ جب بندہ معافی طلب کرتا ہے۔اللہ عزوجل بندے سے بہت خوش ہوتا ہے اور فرشتوں سے ارشاد فرماتا ہے۔دیکھو میرے سوا اس کے گناہ بخشنے والا کوئی نہیں یہ مجھ سے مغفرت طلب کر رہا ہے۔تم گواہ ہو جاؤ کہ میں نے اس کے سب گناہ معاف فرما دیئے۔

گناہوں کی نحوست سے دعائیں قبول نہیں ہوتیں

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم قحط سالی کا شکار ہو گئی۔سبھی اکٹھے ہو کر بارش کے لئے دعا کرنے لگے۔مگر بارش نہ ہوئی۔حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ عزوجل کی بارگاہ میں عرض کرنے لگے۔اے مالک و مولا عزوجل بارش نازل فرما دے۔اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا۔اس مجمع میں ایک شخص بڑا گناہگار ہے جب تک وہ اس مجمع میں ہے

دعا قبول نہیں ہوگی اور بارش نہیں ہوگی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اعلان فرمایا کہ ایک بندے کے گناہوں کے سبب بارش نہیں ہو رہی۔ لہٰذا وہ نکل جائے۔ بارش شروع ہو جائے گی۔ اب لوگ ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے کہ کون نکلتا ہے۔

لیکن نکلا کوئی نہیں بارش شروع ہو گئی۔ سب حیران ہیں یہ ماجرا کیا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر اللہ عزوجل سے ہم کلام ہوئے اور عرض کرنے لگے اے مالک ومولا عزوجل نکلا تو کوئی نہیں بارش کیسے ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ علیہ السلام جب تو نے اعلان کیا وہ بندہ سن رہا تھا۔ اس نے میری بارگاہ میں عرض کی اے مالک ومولا عزوجل اگر میں باہر نکل جاتا ہوں تو میرا پردہ چاک ہو جائے گا۔ اور تو عیبوں پر پردہ ڈالنے والا ہے۔ بے شک میرے گناہوں کے سبب بارش نہیں ہو رہی۔ اگر تو میرے گناہوں کو معاف فرما دے میرا پردہ رہ جائے گا۔ اور بارش بھی ہو جائے گی۔ میں تیری بارگاہ میں سچی توبہ کرتا ہوں کہ آئندہ گناہ نہیں کروں گا۔

اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا۔ میری رحمت کو یہ گوارا نہ ہوا کہ اس کا پردہ چاک کیا جائے۔ اور معاف نہ کیا جائے۔ میں نے اس کے گناہ معاف فرما دیئے۔ اب گناہوں کی نحوست ختم ہوگئی اور بارش شروع ہو گئی۔

شراب سرکے میں تبدیل ہوگئی

مکاشفۃ القلوب میں امام غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی نقل فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک بندہ شراب کی بوتل لئے جا رہا تھا کہ اچانک حضرت عمر رضی اللہ عنہ سامنے سے آتے دکھائی دیئے۔ یہ دیکھ کر ایک دم ڈر گیا اور دل ہی دل میں ایک دم توبہ کی اور عرض کرنے لگا اے مالک ومولا عزوجل اگر تو آج مجھے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے بچا لے میں تیرے ساتھ پختہ عہد کرتا ہوں کہ آئندہ کبھی شراب نہیں پیوں گا۔ بلکہ اس کو ہاتھ بھی نہیں لگاؤں گا۔ اور ساتھ ہی بوتل چادر کے اندر چھپالی۔ اتنے میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس کے پاس پہنچ گئے اور ارشاد فرمانے لگے تیرے ہاتھ میں کیا ہے۔ عرض کرنے لگا بوتل ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا بوتل میں کیا ہے۔ عرض کرنے لگا

سرکہ ہے۔آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا دکھاؤ۔

اللہ عزوجل کی شان دیکھو جب اس نے بوتل باہر نکالی تو شراب سرکے میں تبدیل ہو چکی تھی۔قربان جایئے کہ اللہ عزوجل کی شان بے نیازی پر ایک بندہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ڈر کر توبہ کرے تو شراب سرکے میں تبدیل ہو جائے تو جو اللہ عزوجل سے ڈر کر توبہ کرے تو اللہ عزوجل سے امید ہے کہ وہ ہماری گناہوں کی شراب کو نیکیوں کے سرکے میں بدل دے گا۔(مکاشفۃ القلوب ۲۸،۲۷)

سرکار دوعالم نور مجسم ﷺ جو کہ گناہوں سے پاک ہیں بلکہ معصوموں کے سردار ہیں۔اس کے باوجود تعلیم امت کے لئے ارشاد فرمایا۔کہ میں روزانہ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں 70 مرتبہ توبہ کرتا ہوں۔بعض احادیث مبارکہ میں سو مرتبہ بھی ذکر آتا ہے۔

پیارے آقا ﷺ گناہوں سے پاک ہونے کے باوجود روزانہ توبہ کر رہے ہیں۔تو ہم تو سرتاپا خطا کار ہیں ہمیں تو اس سے بھی زائد مرتبہ توبہ کرنی چاہیے۔بہرحال اگر ستر مرتبہ بھی توبہ کریں تو سرکار ﷺ کی سنت بھی ادا ہو جائے گی۔اور انشاء اللہ عزوجل توبہ بھی قبول ہو جائے گی۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ الْاَحْيَاءِ مِنْهُمْ وَالْاَمْوَاتِ

ترجمہ:اے اللہ عزوجل مومن مرد اور مومن عورتوں کو مسلمان مرد اور مسلمان عورتوں کو بخش دے جو زندہ ہیں ان کو بھی اور جو انتقال کر گئے ان کو بھی بخش دے۔

حدیث مبارکہ میں آتا ہے جو بندہ روزانہ انتیس مرتبہ مندرجہ بالا دعا پڑھے اللہ تعالی اس کا شمار ان لوگوں میں فرمادے گا جن کے صدقے رب تعالی بارش برساتا ہے۔دعائیں قبول فرماتا ہے اور رزق تقسیم کرتا ہے۔

دعوت اسلامی کے مدنی ماحول میں فکر مدینہ کی سعادت حاصل کرنے والے خوف خدا عزوجل اور عشق مصطفیٰ ﷺ حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔آپ بھی ہر دم دعوت اسلامی کے مدنی ماحول سے وابستہ رہیں۔

☆......☆......☆......☆......☆

ایمان اور نفاق

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ والسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِالْمُرْسَلِیْنَ ؕ
اَمَّابَعْدُ فَاَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحٰبِکَ یَاحَبِیْبَ اللّٰہ
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللّٰہ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحٰبِکَ یَا نُوْرَ اللّٰہ

فضائل درود شریف

سرکار دو عالم نور مجسم ﷺ نے ارشاد فرمایا جو میرا امتی جمعہ کے دن مجھ پر اسی مرتبہ درود پاک پڑھتا ہے اللہ عزوجل اس کے اسی سال کے گناہ معاف فرما دیتا ہے۔ (سعادۃ الدارین صفحہ ۸۲)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد (ﷺ)

اسلام اور کفر

عالم ارواح میں اللہ عزوجل نے تمام ارواح انسانی کو اکٹھا فرمایا اور ان سے پوچھا اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ کیا میں تمہارا رب نہیں۔ تمام ارواح نے جواب دیا بے شک اے مالک و مولا تو ہمارا رب ہے۔ پھر باری باری وہ ارواح اس دنیا میں لباس بشری میں آرہی ہیں۔ دنیا میں آ کر یہ ارواح اپنا وعدہ بھول گئیں۔ اسی لئے اس کا نام انسان رکھا گیا۔ جو نسیان سے نکلا ہے یعنی بھولنے والا۔

اللہ عزوجل نے انسانوں کو وعدہ یاد دلانے کے لئے اور ان کا اس دنیا میں آنے کا مقصد بتلانے کے لئے ایک وسیلہ بنایا۔ جن کو ہم انبیاء کرام علیہم السلام کہتے ہیں۔ کیونکہ عام انسان بلا واسطہ اللہ عزوجل سے فیض حاصل نہیں کر سکتا۔ اس کے لئے انبیاء کرام علیہم السلام کو چنا گیا۔ انسانوں کی ہدایت کے لئے وقتاً فوقتاً انبیاء کرام علیہم السلام تشریف لاتے رہے۔ اور راستے سے بھٹکے ہوئے انسانوں کو سیدھے راستے پر

گامزن کرنے کی کوشش کرتے رہے۔

جس انسان نے جس نبی علیہ السلام کا زمانہ پایا اس نے اسی نبی علیہ السلام کے وسیلہ سے اللہ عزوجل کو مانا۔ اس کو دولت اسلام حاصل ہوگئی۔ اور جس نے اس دعوت حق کو قبول نہیں کیا۔ ٹھکرا دیا اس نے کفر کیا۔ کفر کا مطلب ہے چھپانا۔ جس نے حق کو چھپایا۔ اس کو کافر کہا جائے گا۔ جس نے قبول کیا اس کو مسلمان کہا جائے گا۔

شئی اپنی ضد سے پہچانی جاتی ہے۔ اسلام کی ضد کفر ہے۔ جو مسلمان ہے وہ کافر نہیں۔ اور جو کافر ہے وہ مسلمان نہیں۔

انبیاء کرام علیہم السلام کی تعلیمات میں شرعی احکام تو تبدیل ہوتے رہے۔ لیکن ایمانیات سب میں یکساں رہے۔ ان کی تبلیغ کا مرکز محور ان سات باتوں پر ہی رہا۔

اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَمَلٰئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْقَدْرِ خَیْرِہٖ وَشَرِّہٖ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰی وَالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْت

میں ایمان لایا اللہ پر اس کے فرشتوں پر اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر اور قیامت کے دن پر اور اس پر کہ اچھی اور بری تقدیر اللہ کی طرف سے ہے۔

اللہ عزوجل پر ایمان لانا کہ وحدہ لاشریک ہے۔ خالق ہے مالک ہے۔ اس کی ذات میں اور اس کی صفات جو کہ ازلی اور ابدی اور ذاتی ہیں۔ ان میں کوئی شریک نہیں۔ نہ اس کی کوئی اولاد ہے نہ وہ کسی کی اولاد ہے۔ ہمیشہ سے ہمیشہ ہی رہے گا۔ ساری کائنات اس کی محتاج ہے وہ کسی کا محتاج نہیں۔ حقیقی کارساز وہی ہے۔

ملائکہ جمع ہے ملک کی اس کا مطلب ہے فرشتہ۔ اللہ عزوجل کے فرشتوں پر ایمان لانا۔ کہ یہ نوری مخلوق ہے۔ گناہوں سے پاک ہیں۔ ان کی غذا اللہ عزوجل کی حمد وثنا ہے۔ اللہ عزوجل ان فرشتوں کو مختلف کاموں پر معمور فرماتا ہے۔ جن میں چند ملائکہ قابل ذکر ہیں۔ جیسے جبریل علیہ السلام وحی پہنچانے پر۔ حضرت میکائیل علیہ السلام رزق تقسیم کرنے پر۔ حضرت عزرائیل علیہ السلام روح قبض کرنے پر اور حضرت اسرافیل علیہ السلام کی ڈیوٹی صور پھونکنے پر ہے۔

تمام آسمانی کتابوں اور صحیفوں پر ایمان رکھنا۔ کہ یہ سب اللہ عزوجل کی طرف

سے انبیاء علیہم السلام پر نازل کیے گے۔ یہ سب حق ہیں ہم ان پر ایمان رکھتے ہیں۔ لیکن ہمارے لئے قابل عمل قرآن مجید فرقان حمید ہے۔ جو اللہ عزوجل نے اپنے پیارے حبیب ﷺ پر نازل فرمایا۔

آخرت کے دن پر ایمان لانا۔ کہ ہم اس دنیا میں سدا رہنے کے لئے نہیں آئے۔ بلکہ یہ دنیا دارالعمل ہے۔ مرنے کے بعد عالم برزخ میں جائیں گے۔ پھر قیامت کے روز قبروں سے اٹھایا جائے گا۔ اس دن ذرے ذرے کا حساب لیا جائے گا۔ جس کی نیکیاں زیادہ ہوں گی۔ وہ جنت میں جائے گا۔ اور جس کی بدیاں زیادہ ہوں گی۔ اس کو دوزخ میں ڈالا جائے گا۔ کفار ہمیشہ ہمیشہ کیلئے دوزخ میں رہیں گے۔ جبکہ مسلمان چاہے کتنا بھی گنہگار ہو اللہ عزوجل چاہے اپنی رحمت سے یا شفاعت سے معاف فرما دے ورنہ اپنے گناہوں کی سزا بھگت کر ایک نہ ایک دن وہ جنت میں ضرور داخل ہو جائے گا۔

تقدیر پر ایمان رکھنا۔ بندہ جو بھی اچھے برے اعمال کرتا ہے وہ اللہ عزوجل کے علم میں ہے۔ اور وہ لوح محفوظ پر لکھ دیا گیا ہے۔ لیکن اس کو یہ سمجھنا کہ جو کچھ ہماری تقدیر میں لکھ دیا گیا ہے۔ ہم اس کے مطابق عمل کرتے ہیں۔ یہ غلط ہے۔ اس لئے کہ اگر ایسا ہے تو پھر انسان کو جزاء اور سزا کا ہے کی۔ بلکہ یوں سمجھیں کہ بندے نے اس دنیا میں آکر جو کچھ کرنا تھا۔ اللہ عزوجل نے اس کو اپنے علم ازلی کے تحت اس کو تحریر فرما دیا ہے۔ جس طرح ایک بچہ سکول میں پڑھتا ہے۔ مگر محنت نہیں کرتا۔ کھیلوں میں دلچسپی لیتا ہے۔ اور پڑھائی کی طرف توجہ نہیں دیتا۔ ایسے بندے سے اگر کہہ دیا جائے کہ بھائی تم امتحان میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔ اور پھر وہ امتحان میں فیل ہو جائے۔ اور وہ یہ کہے کہ آپ نے کہا تھا۔ اس لئے میں فیل ہوا ہوں۔ تو اس کا کہنا مناسب نہیں ہوگا۔ کیونکہ ہم نے اس کے حالات دیکھ کر آنے والے وقت کا اندازہ لگا لیا۔ تو اللہ عزوجل کا علم تو ازلی اور ابدی ہے۔ رب تعالیٰ کے علم میں ہے کہ اس بندے نے کیا کیا گل کھلانے ہیں۔ لہٰذا انہیں کو لوح محفوظ میں تحریر فرما لیا۔ اب اس کے مطابق بندہ کام کر رہا ہے۔ تقدیر کی تین قسمیں ہیں۔ اول مبرم اور دوسری معلق اور

تیسری معلق مشابہ مبرم ہے۔ایک تو صدقہ خیرات کرنے سے ٹل جاتی ہے۔جیسے حدیث شریف میں آیا ہے کہ صدقہ بلا کو کھا جاتا ہے۔اور ایک اللہ عزوجل کے نیک بندوں کی دعا سے ٹل جاتی ہے۔

لَا یَرُدُّ الْقَضَاءَ اِلَّا الدُّعَاءُ

قضا نہیں بدلتی مگر دعا سے۔

اَکْثِرُوْا مِنَ الدُّعَاءِ فَاِنَّ الدُّعَاءَ یَرُدُّ الْقَضَاءَ الْقَضَاءَ الْمُبْرَمَ

ترجمہ: دعا بکثرت مانگ کہ دعا تقدیر مبرم کو ٹال دیتی ہے۔(الجامع الصغیر صفحہ ۲۵۹)

نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں
اگر ذوق یقین پیدا ہو تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

اور ایک تقدیر ہے جو بدلتی نہیں وہ اللہ عزوجل ہی چاہے تو بدل جائے گی۔کیونکہ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے پر ایمان رکھنا

کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ کے تحت ہر ایک نفس کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔کفار یہ سمجھتے ہیں کہ جب انسان مرجائے گا مٹی میں مل جائے گا۔تو بات ختم ہو جائی گی۔لیکن انبیاء کرام علیہم السلام نے ہمیں یہ درس دیا کہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کیا جانا حق ہے۔جب انسان کے دل میں یہ یقین پیدا ہو جائے گا کہ مجھے مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کیا جائے گا۔حساب کتاب لیا جائے گا۔اور جزاء اور سزا حق ہے۔تو پھر انسان اسی دنیا میں محتاط ہو کر زندگی بسر کرے گا۔کسی کے ساتھ ظلم وزیادتی نہیں کرے گا۔

پیارے اسلامی بھائیو! جو بندہ ان باتوں پر ایمان لے آتا ہے وہ مسلمان ہو جاتا ہے۔اور جو ان کا انکار کرتا ہے وہ کافر ہو جاتا ہے۔

انسانوں کے تین گروہ

اس طرح انسانوں کے تین گروہ بن جاتے ہیں۔جس نے نہ تو زبان سے اقرار

کیا اور نہ ہی دل سے تصدیق کی وہ تو کافر ہو گیا۔ اور جس نے یہ اقرار صرف زبان سے کیا دل سے نہیں کیا۔ وہ منافق کہلائے گا۔ جس نے زبان سے اقرار کر لیا اور دل سے تصدیق بھی کر لی۔ یعنی اس کا دل مطمئن ہو گیا۔ ظاہر و باطن ایک ہو گیا وہ مومن کہلائے گا۔ زبان سے اقرار بندہ کسی مجبوری کے تحت بھی کر سکتا ہے۔ یا کوئی دنیاوی فائدہ اٹھانے کے لئے۔ لیکن دل اس کا مطمئن نہیں تو یہ بندہ منافق کہلائے گا۔

منافقت کی ابتداء مدینہ منورہ میں رہنے والے بعض لوگوں سے ہوئی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مکہ مکرمہ میں جو بھی مسلمان ہوتا اس پر کفار کی طرف سے ظلم و ستم کے پہاڑ توڑ دیئے جاتے تھے۔ لہٰذا یہاں کوئی دنیاوی نفع کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ تو جو بھی کلمہ پڑھتا وہ دل سے ہی پڑھتا تھا۔ لہٰذا مکہ معظمہ میں مسلمان سارے مومن ہی تھے۔ لیکن جب سرکار دو عالم نور مجسم ﷺ ہجرت فرما کر مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ تشریف لائے تو اس وقت علاقے کا چیف بننے کی باری یعنی چوہدری بننے کی باری عبداللہ بن ابی کی تھی۔ سرکار دو عالم نور مجسم ﷺ کی تشریف آوری سے لوگوں کا رجحان سرکار ﷺ کی طرف ہو گیا۔ کیونکہ پیارے آقا ﷺ کا اخلاق اور فیصلہ فرمانے کا انداز۔ آپ کی شرافت امانت اور دیگر کمالات کے سامنے عبداللہ بن ابی کی دال نہیں گلتی تھی۔ لوگ جوق در جوق اسلام میں داخل ہونے لگے۔ یہاں تک کہ عبداللہ بن ابی کا بیٹا بھی مسلمان ہو گیا۔

عبداللہ بن ابی کے لئے ایک مسئلہ کھڑا ہو گیا۔ کہ اگر وہ مسلمان ہو جاتا تو اس کی چودھراہٹ ختم ہو جاتی ہے۔ وہ تو سرکار ﷺ کے غلاموں میں شمار ہونے لگے گا۔ حالانکہ وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ

محمد کی غلامی ہے سند آزاد ہونے کی
خدا کے دامن توحید میں آباد ہونے کی

ان کے جو غلام ہو گئے وقت کے وہ امام ہو گئے
اس گلی کا گدا ہوں میں جس میں مانگتے تاجدار پھرتے ہیں

دوسری صورت یہ ہے کہ اگر وہ انکار کرتا تو الگ تھلگ رہ جائے گا۔ یہ بھی اس کو

منظور نہیں تھا۔ دل سے وہ سخت خلاف تھا اور دشمن تھا۔ کہ سرکار دو عالم نور مجسم ﷺ کے آنے سے میری نمبرداری ختم ہوگئی۔ تو اس نے ایک درمیانہ راستہ اختیار کیا۔ کہ میں زبان سے کلمہ پڑھ لیتا ہوں کہ میرے اوپر مسلمانوں کا لیبل لگ جائے۔ اور دل سے میں اسلام کی جڑیں کاٹوں گا۔ اسلام کو نقصان پہنچانے کی کوشش کروں گا۔ تو اس نے ایسا ہی کیا بظاہر کلمہ پڑھ لیا۔ مگر دل سے اسلام کی مخالفت اور جڑیں کاٹنے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہ دیتا تھا۔ اس مقصد کے لئے اس نے لوگوں کو اپنے ساتھ ملانا شروع کردیا۔ یہاں تک کہ انہوں نے اپنی علیحدہ مسجد جس کا نام مسجد ضرار رکھا بنائی۔ تاکہ اس میں بیٹھ کر اسلام کے خلاف پروگرام بنائے جائیں۔ اللہ عزوجل نے ایسے لوگوں کے لئے ارشاد فرمایا۔

اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْکِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ (النساء ۱۴۵ پارہ ۵)

ترجمہ کنزالایمان: بے شک منافق دوزخ کے سب سے نچلے طبقے میں ہیں۔

کافر مرتد مشرکین یہ سب دوزخ میں ہونگے لیکن منافقین کا گروہ ان سب سے نچلے طبقے میں ہوگا۔ ان کے حق میں قیامت کے روز شفاعت بھی قبول نہ کی جائے گی۔ بے شک یہ کلمہ گو ہیں۔ نبی پاک ﷺ کے پیچھے نمازیں پڑھتے رہے۔ سرکار دو عالم نور مجسم ﷺ کے ساتھ جہاد میں شریک ہوتے رہے۔ اور دیگر نیک کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے رہے۔ لیکن اس کے باوجود اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا کہ وہ دوزخ میں سب سے نچلے طبقے میں ہوں گے۔ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ ان کے دل میں ادب مصطفیٰ ﷺ نہیں تھا۔ سرکار دو عالم نور مجسم ﷺ کی ذات میں عیب تلاش کرتے رہتے تھے۔ نبی پاک ﷺ کو اپنے جیسا بشر جانتے تھے۔ اگر کوئی ان کی شان بیان کرتا تو روک دیتے۔ دین اسلام کو نقصان پہنچانے کے منصوبے بناتے رہتے۔

قران مجید میں ارشاد رب العالمین ہوتا ہے۔

اِذَا جَآءَکَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّکَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ۘ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ اِنَّکَ لَرَسُوْلُهٗ ؕ وَاللّٰهُ یَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ لَکٰذِبُوْنَ ۝ (سورۃ المنافقون: ۱ پارہ ۲۸)

ترجمہ کنزالایمان: جب منافق تمہارے حضور حاضر ہوتے تو کہتے ہیں کہ حضور بے شک یقیناً اللہ کے رسول ہیں۔ اور اللہ جانتا ہے کہ تم رسول ہو۔ اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ منافق ضرور جھوٹے ہیں۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَ بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَاهُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ ٥(سورة البقره : ٨ پاره ١)

ترجمہ کنزالایمان: اور کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ہم اللہ اور پچھلے دن پر ایمان لائے۔ اور وہ ایمان والے نہیں۔

سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ اَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ اَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْلَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَايَهْدِى الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ٥ (سورة المنافقون:٦ پاره ٢٨)

ترجمہ کنزالایمان: ان پر ایک سا ہے تم ان کی معافی چاہو یا نہ چاہو اللہ انہیں ہرگز نہیں بخشے گا۔ بے شک اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا۔

ایسے افراد کے لئے شفاعت بھی قبول نہیں کی جائیگی۔ اس لئے کہ ایمان نام ہے سات چیزوں پر ایمان کے ساتھ ساتھ محبت مصطفیٰ ﷺ کا۔ اگر اس میں کمی رہ گئی تو ایمان مکمل نہیں ہوگا۔

اَلَا لَا اِيْمَانَ لِمَنْ لَا مَحَبَّةَ لَهٗ (دلائل الخیرات)

ترجمہ: خبردار جس کے دل میں محبت نہیں اس کے دل میں ایمان نہیں۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ. (بخاری ،مسلم)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اس کے ماں باپ بیٹے اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

(مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۱۲' بخاری شریف جلد نمبر ا صفحہ ۷' مسلم شریف جلد نمبر ا صفحہ ۴۹' سنن نسائی جلد نمبر ۲ صفحہ ۲۳۲' سنن ابن ماجہ جلد نمبر ۲ صفحہ ۸' مسند امام احمد جلد نمبر ۳ صفحہ ۱۷۷' سنن دارمی جلد نمبر ۲ صفحہ ۳۰۸' شرح السنۃ جلد نمبر ا صفحہ ۵۰' المستدرک جلد نمبر ۲ صفحہ ۴۸۶' الجامع الصغیر جلد نمبر ۲ صفحہ ۵۸۶)

یہ بھی یاد رکھیں کہ محبت کا دعوئی کر دینا ہی کافی نہیں ہے بلکہ اس کا اظہار ہونا ضروری ہے۔ مثلاً (۱) جس کے ساتھ محبت ہوگی اس کا نام ادب سے لیا جائے گا۔(۲) اس کی اداؤں سے بھی محبت ہوگی۔(۳) اس کی اطاعت کی جائیگی (۴) اس کے ساتھ جس شئی کو نسبت ہو جائے اس کا بھی ادب واحترام کیا جائے گا۔(۵) اس کا حکم ماننا آسان ہو جائے گا (۶) اس کا ذکر کثرت کے ساتھ کیا جائے گا (۷) اس کا ذکر سن کر بندہ جھوم اٹھے گا (۸) اس کے قرابت داروں سے محبت اور اس کے دشمنوں کے ساتھ دشمنی رکھی جائیگی (۹) جس سے محبت ہو اس میں عیب نظر نہیں آتا جہاں عیب نظر آئے وہاں محبت نہیں۔

نماز اچھی روزہ اچھا زکوٰۃ اچھی مگر
باوجود اس کے میں مسلمان ہو نہیں سکتا
نہ جب تک کٹ مروں خواجہ بطحا کی عظمت پر
خدا شاہد کامل میرا ایمان ہو نہیں سکتا

اس سے پتہ چلا کہ سات چیزوں پر ایمان رکھنے کے باوجود ہم کامل مسلمان نہیں ہو سکتے کامل مومن نہیں ہو سکتے۔ جب تک دل میں سرکار دو عالم نور مجسم ﷺ کی عظمت نہ ہو محبت نہ ہو۔

منافق کی دو قسمیں

۱) عقیدے کا منافق ۲) عمل کا منافق

عقیدے کے منافق کے بارے میں تو اوپر بیان ہو چکا ہے کہ جن کے دل میں ادب مصطفیٰ ﷺ نہیں دنیا کی لالچ اور دنیا کو دھوکہ دینے کی خاطر تو کلمہ پڑھ لیتا ہے۔

لیکن دل اس سے بیزار رہتا ہے۔ایسا بندہ قیامت کے روز دوزخ کے سب سے نچلے طبقے میں ہوگا۔

دوسری قسم ہے عمل کا منافق۔اس سے مراد وہ شخص ہے جو زبان سے اقرار کرتا ہے۔دل سے تصدیق بھی کرتا ہے۔دل میں محبت رسول ﷺ بھی موجود ہے۔اسلام کے احکامات کو مانتا بھی ہے۔لیکن عمل میں سستی کرتا ہے۔یعنی سمجھتا ہے کہ نماز مومن کی معراج ہے۔نماز جنت کی کنجی ہے۔قیامت کے روز سب سے پہلے مسلمان سے سوال نماز کا ہی ہوگا۔لیکن عمل میں سستی کر جاتا ہے۔نماز پڑھنے کو دل نہیں چاہتا۔ اسی طرح خیرات کرنے زکوٰۃ دینے اور دیگر نیک کام کرنے کو جی نہیں چاہتا۔ایسے بندے کو عمل کا منافق کہیں گے۔جس طرح دودھ میٹھا ہے پانی کڑوا نہیں۔لیکن جب بندے کو بخار آجائے تو اس کے منہ کا ذائقہ تبدیل ہو جاتا ہے۔اب اس کو دودھ بھی کڑوا لگتا ہے پانی بھی کڑوا لگتا ہے۔کھانا کھانے کو دل نہیں چاہتا۔بالکل اسی طرح نفاق بھی ایک بیماری ہے۔جب یہ لگ جائے تو بندے کا نماز پڑھنے قران پاک کی تلاوت کرنے خیرات کرنے اور دیگر نیک کاموں میں دل نہیں لگتا۔اور یہ بیماری عموماً لگ جاتی ہے۔اس کا خیال کرتے رہنا چاہئے۔اس لئے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بھی خطرہ لاحق ہوتا تھا کہ کہیں ہمارے اندر نفاق کی بیماری تو نہیں آ گئی۔وہ فکر مند رہتے تھے

جس طرح حدیث مبارکہ کا مفہوم ہے کہ ایک صحابی حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دوسرے سے کہنے لگے۔میں تو منافق ہو گیا۔اس لئے کہ جب سرکار دوعالم نور مجسم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوتا ہوں تو جو ایمان کی کیفیت وہاں ہوتی ہے گھر میں آکر جب بیوی بچوں میں مشغول ہو جاتا ہوں تو پھر ویسی کیفیت نہیں رہتی۔دوسرے صحابی رضی اللہ عنہ کہنے لگے بھائی یہ کیفیت تو میری بھی ہے۔چلو اس کے بارے سرکار ﷺ سے پوچھتے ہیں۔(احیاء العلوم جلد نمبر ۴ صفحہ ۲۰۱)

جب نبی پاک ﷺ کی بارگاہ میں مسئلہ پیش کیا گیا۔تو نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا۔اگر وہ کیفیت جو تمہاری میرے پاس ہے اگر وہی کیفیت گھر میں رہے تو فرشتے

مصافحہ کرنے کیلئے آیا کریں۔ (مسلم شریف)

اس سے پتہ چلا کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کو بھی خطرہ لاحق ہوتا تھا۔ اور یہ نفاق کی بیماری ہے بڑی خطرناک۔ جس طرح لکڑی کو گھن لگ جائے بظاہر لکڑی ٹھیک نظر آتی ہے لیکن جیسے ہی تھوڑا سا بوجھ ڈالو ٹوٹ جاتی ہے۔

جسم کو بیماری لگے تو جسم کمزور ہو جاتا ہے۔ جیسے بخار آ جائے تو انسان کے جسم میں کمزوری آ جاتی ہے۔ اسی طرح نفاق ایک روحانی مرض ہے۔ جس کو یہ لگ جائے اس کا ایمان کمزور ہو جاتا ہے۔ جس طرح ہم جسم کے بارے میں پریشان رہتے ہیں کہ اس کو کوئی مرض نہ لگ جائے۔ چیک کرواتے رہتے ہیں۔ جسم سے ایمان بہت درجے افضل ہے۔ ایمان کا چیک اپ بھی کرواتے رہنا چاہیے۔

جس طرح بیماری معلوم کرنے کیلئے ٹیسٹ کروائے جاتے ہیں۔ کروڑوں درود کروڑوں سلام اس پیارے آقا ﷺ پر جس نے ہمارا پردہ رکھا۔ اگر یہ ٹیسٹ کسی سے کرواؤ گے تو تمہارا راز فاش ہو جائے گا۔ سرکار ﷺ نے طریقہ بتلا دیا۔ چیک آپ خود ہی کر لیا کرو۔

روحانی مرض کی چیکنگ

جو اپنی مرض کو چیک کرنا چاہتا ہے۔ وہ مسجد میں آ جائے۔ اگر مسجد میں اس کا دل لگ جائے تو سمجھو ایمان موجود ہے۔ کیونکہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

مومن مسجد میں ایسے ہے جیسے مچھلی پانی میں۔ اور منافق مسجد میں ایسے ہے جیسے پرندہ قید میں۔

مچھلی کو پانی میں ہی سکون ملتا ہے۔ اگر باہر نکالو تو تڑپے گی۔ اس طرح مومن کو مسجد میں ہی سکون ملتا ہے مسجد سے باہر وہ بے چین رہتا ہے۔ دنیا کا کام کرتا تو ہے لیکن توجہ مسجد ہی کی طرف رہتی ہے۔ جیسے ہی اذان ہوتی ہے جلدی سے مسجد میں پہنچ جاتا ہے۔ مسجد میں آ کر ایسے سکون ملتا ہے جیسے مچھلی کو پانی میں تو سمجھ جاؤ کہ دل میں ایمان موجود ہے۔ اور اگر مسجد میں آ کر خود کو قیدی محسوس کر رہا ہے تو جس طرح آزاد

پرندے کو قید میں ڈال دو تو وہ پھڑ پھڑاتا ہے نکلنے کی کوشش کرتا ہے تھوڑا سا سوراخ مل جائے جلدی سے رہائی حاصل کرے گا۔ اسی طرح اگر بندہ مسجد میں آ کر پریشانی محسوس کر رہا ہے۔ تو جلدی جلدی نماز ادا کرتا ہے رکوع و سجود بھی جلدی میں جیسے کوئی بندوق لئے پیچھے کھڑا ہے۔ اور کہتا ہے اگر تو نے دو سیکنڈ زیادہ لگا دیئے تو اڑا دیئے جاؤ گے۔ اگر امام صاحب قرأۃ لمبی کر دی تو جھگڑنے لگتا ہے۔ جس طرح پرندہ ٹھونگے مارتا ہے ایسے ٹھونگے مار کر بھاگ جاتا ہے۔ اگر یہ کیفیت ہے تو سمجھ جاؤ کہ اندر نفاق ہے۔

سرکار دو عالم ﷺ نے منافق کی علامتیں بتائی ہیں۔

(۱) امانت میں خیانت کرے گا (۲) وعدہ خلافی کرے گا (۳) بات بات پر گالی گلوچ پر اتر آئے گا۔ اگر یہ علامتیں پائی جاتی ہوں تو سمجھ لو کہ نفاق کی بیماری موجود ہے۔ (بخاری شریف جلد نمبر ا صفحہ ۱۰، مسلم شریف جلد نمبر ا صفحہ ۵۶)

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ارشاد فرماتے ہیں کہ ہمیں اپنی صفوں میں منافق پہچاننے میں دشواری پیش نہیں آتی تھی۔ ہم آسانی سے پہچان لیتے تھے۔ کہ جو کوئی نماز فجر اور عشاء میں حاضر نہیں ہوتا تھا۔ ہم سمجھ جاتے تھے کہ یہ منافق ہے۔ کیونکہ سرکار دو عالم نور مجسم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ نماز فجر اور نماز عشاء باجماعت ادا کرنا منافق کے لئے بھاری ہے۔ اگر نماز عشاء اور نماز فجر باجماعت ادا کرنے میں سستی آ رہی ہے تو سمجھ جاؤ کہ دل میں نفاق پیدا ہو گیا ہے۔

لمحہ فکریہ

مندرجہ بالا حدیث کی روشنی میں پتہ چلا کہ جس کا دل مسجد میں لگتا ہے۔ اس کے اندر ایمان کی دولت موجود ہے۔ اور جو مسجد میں آئے اور دل نہ لگے اس کے اندر نفاق پایا جاتا ہے۔ اور جو مسجد میں آتا ہی نہیں اس کے اندر کیا موجود ہے؟

اسی طرح حدیث شریف کا مفہوم ہے جس کے سامنے برائی ہو وہ اس کو ہاتھ سے روک دے تو یہ ایمان کا افضل ترین درجہ ہے اور اگر اس کی قدرت نہیں رکھتا تو زبان

سے منع کرے۔ یہ ایمان کا کمزور درجہ ہے اگر اس کی بھی طاقت نہیں رکھتا تو اس کو دل سے برا جانے۔اور وہاں سے ہٹ جائے یہ ایمان کا سب سے کمزور ترین درجہ ہے۔اور جو دل سے برا نہیں جانتا اور وہاں بیٹھا بھی رہتا ہے۔اس کے اندر ایمان کا کون سا درجہ پایا جاتا ہوگا؟

سرکار دو عالم نور مجسم ﷺ سے ایک مرتبہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ ہمیں کیسے پتہ چلے کہ ہمارے اندر ایمان موجود ہے یا نہیں۔قربان جائیں کہ یہ سوال وہ کررہے ہیں کہ جن کے بارے میں قرآن مجید فرقان حمید میں ارشاد ہوتا ہے۔

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ (التوبہ:١٠٠ پارہ ١١)

ترجمہ کنزالایمان: اور سب میں اگلے پہلے مہاجر اور انصار اور جو بھلائی کے ساتھ ان کے پیرو ہوئے اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی اور ان کیلئے تیار کررکھے ہیں ایسے باغات جن کے نیچے نہریں بہیں ہمیشہ ہمیشہ ان میں رہیں۔یہی بڑی کامیابی ہے۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان کا مقام کیا پوچھنا جو ان کے بھی نقش قدم پر چلے گا اللہ عزوجل اس سے بھی راضی ہوگیا۔اور ان کے لئے جنت کا وعدہ ہے جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔اور نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

اَصْحَابِيْ كَالنُّجُوْمِ فَبِاَيِّهِمْ اِقْتَدَيْتُمْ اِهْتَدَيْتُمْ (مشکوۃ المصابیح باب فضائل الصحابہ)

میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں جو ان کی پیروی کرے ہدایت یافتہ ہو جائے گا۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان ہدایت کے ستارے ہیں جو بھی ان کے نقش قدم پر چلے گا ہدایت یافتہ ہو جائے گا۔

نکتہ

غیر صحابی کے لئے رضی اللہ عنہ کا لفظ استعمال کرنا جائز ہے۔بعض اس کی مخالفت

کرتے ہیں۔ کہ یہ صرف صحابہ کیلئے ہی مخصوص ہے۔ غیر صحابی کے لئے رضی اللہ عنہ کا لفظ استعمال نہیں کر سکتے۔ جبکہ اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا جو صحابہ کرام علیہم الرضوان کے نقش قدم پر چلے گا اللہ اس سے راضی ہو جائے گا۔ علمائے کرام فرماتے ہیں کہ ایسا ولی اللہ جس کا صحابی ہونا مشہور ہے۔ اس کے لئے رضی اللہ عنہ کا لفظ استعمال کر سکتے ہیں۔ اور جن کا صحابی نہ ہونا مشہور ہو اس کیلئے رضی اللہ عنہ کا لفظ استعمال کرنے سے گریز کرنا چاہئے۔ مبادا کہ یہ لوگ اس کو بھی صحابی سمجھنے لگ جائیں۔

تو میں عرض کر رہا تھا کہ اتنے بلند مقام پر فائز ہونے کے باوجود ایمان کی فکر ہے۔ اور ایک ہم ہیں کہ جن کو دن رات مال کی فکر نے پاگل بنایا ہوا ہے۔

حدیث مبارکہ میں ہے کہ وہ بندہ جو رات مال کی فکر میں اور اپنی صبح بھی مال کی فکر میں ہی کرتا ہے۔ ایسے بندے کے جہنمی ہونے میں شک نہیں کرنا چاہئے۔ بلکہ جو مارکیٹ میں سب سے پہلے دکان کھولتا ہے اور سب سے آخر میں بند کرتا ہے اس بندے کے جہنمی ہونے کے بارے میں شک نہیں کرنا چاہئے۔ اور جو بندہ سب سے پہلے مسجد میں داخل ہو اور سب سے آخر میں آئے۔ اس بندے کے جنتی ہونے میں شک نہیں کرنا چاہئے۔ (کیمیائے سعادت)

قربان جائیں سرکار نور مجسم ﷺ کے کہ انھوں نے اتنے بڑے سوال کا جواب چند الفاظ میں عطا فرما دیا۔ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت پروانہ شمع رسالت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ الرحمٰن نے کیا خوب لکھا ہے کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

تیرے آگے یوں ہیں دبے لچے فصحاء عرب کے بڑے بڑے
کوئی جانے منہ میں زباں نہیں نہیں بلکہ جسم میں جاں نہیں
میں نثار تیرے کلام پر ملی یوں تو کسی کو زبان نہیں
وہ سخن ہے جس میں سخن نہ ہو وہ بیان ہے جس کا بیاں نہیں

پیارے آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ اے میرے صحابہ جب تمہیں نیکی اچھی لگے اور گناہ برا محسوس ہونے لگے تو سمجھ جانا دولت ایمان موجود ہے۔ پتہ چلا کہ اگر اچھائی برائی میں تمیز مٹ جائے تو سمجھ جاؤ کہ ایمان والا خانہ خالی ہے۔ کیا آج ہمیں جھوٹ

غیبت چغلی وعدہ خلافی جواء رشوت۔ سودی کاروبار۔ والدین کی نافرمانی۔ نماز ترک کرنا وغیرہ وغیرہ گناہ برے لگتے ہیں؟ کیا ہمیں نماز روزہ حج زکوۃ حلال روزی کمانا سنت پر عمل کرنا وغیرہ وغیرہ نیکیاں اچھی لگتی ہیں؟

حدیث مبارکہ کا مفہوم ہے کہ جب بندہ گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ نکتہ لگ جاتا ہے۔ اگر توبہ کر لے تو سیاہی دھل جاتی ہے۔ اور اگر توبہ نہ کرے تو وہی سیاہی پھیلتی چلی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ سارے دل کو سیاہ کر دیتی ہے۔ جب دل سیاہ ہو جاتا ہے۔ اب مزید گناہ کرنے سے احساس ختم ہو جاتا ہے۔ مثلاً ایک نمازی کی نماز چھوٹ جائے کتنے دن افسوس کرتا رہتا ہے۔ اور ایک بے نمازی مسلسل نمازیں چھوڑ رہا ہے۔ اس کو احساس تک نہیں ہوتا جبکہ ہیں دونوں مسلمان وجہ یہ ہے کہ نمازی کا دل صاف ہے۔ ایک داغ لگ گیا برا محسوس ہو رہا ہے۔ اور جس کا دل سیاہ ہو چکا ہے۔ یوں سمجھیں جیسے سیاہ چادر پر داغ محسوس نہیں ہوتے۔ میاں محمد رحمۃ اللہ علیہ اس کو اپنے الفاظ میں اشعار کی صورت میں بیان کرتے ہیں۔

چٹی چادر عملاں والی داغ نہ لائیں او جنیاں
حشر دیہاڑے فیر نہ آکھیں ہائے ربا اے کی بنیاں

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ بیماریوں کا تو پتہ چل گیا اب ان کا علاج بھی تو ہونا چاہئے۔

روحانی امراض کا علاج

کسی بھی مرض کا علاج انسان خوشی سے نہیں بلکہ زبردستی ہی کرواتا ہے۔ مثلاً ایک بندے کو بخار ہو گیا ہے۔ اس کے علاج کے لئے دوائی کھانی پڑے گی۔ انجیکشن لگوانا پڑے گا۔ جو کہ بندہ خوش دلی سے نہیں بلکہ زبردستی لگواتا ہے۔ آپریشن بھی خوشی نہیں بلکہ زبردستی کروانا پڑتا ہے۔

بالکل اسی طرح سمجھ لیں کہ روحانی امراض کا علاج بھی زبردستی ہی کروانا پڑے

گا۔لہٰذا اس سلسلے میں جو بھی علاج کروانا پڑے نفس مانے یا نہ مانے بندے کو زبردستی ہی کرنی پڑے گی۔

نفاق کی بیماری کا علاج یہ ہے کہ جس نیک کام میں سستی ہو رہی ہے یا دل نہیں چاہتا اس کام کو اتنا ہی زیادہ کرو۔ چاہے اس سلسلے میں زبردستی ہی کرنی پڑے ضرور کریں۔انشاء اللہ عزوجل چند دنوں میں مرض دور ہو جائے گا۔مثلاً نماز پڑھنے کو جی نہیں چاہتا زبردستی پڑھیں اس طرح روزہ رکھنا، زکوٰۃ ادا کرنا۔سنت پر عمل کرنا وغیرہ وغیرہ ان کاموں کو کرنے میں سستی ہو رہی ہے یا دل نہیں چاہتا تو زبردستی کریں۔ بلکہ نماز ظہر کی بارہ رکعتیں ہیں۔اگر پڑھنے کو جی نہیں چاہتا تو زبردستی پڑھیں۔اور ساتھ بارہ نفل بھی پڑھیں۔فرض روزے کے ساتھ نفل روزے بھی رکھیں۔زکوٰۃ کے ساتھ خیرات بھی کریں۔سنت پر بھی زبردستی عمل کریں۔اس طرح مرض دور ہو جائے گا۔

ہمارے ہاں دستور ہے کہ شیطان تھوڑی سی سستی دلائے تو ہم اس کے پیچھے چلنا شروع کر دیتے ہیں۔یا یوں سمجھیں کہ ہم اس کو لفٹ کروانا شروع کر دیتے ہیں۔ اس طرح وہ ہمارے پاس بار بار آتا ہے۔ہمیں گناہوں کی ولدل میں مزید پھنساتا چلا جاتا ہے۔جبکہ اللہ عزوجل نے قرآن مجید فرقان حمید میں ارشاد فرمایا۔

لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ اِنَّ الشَّیْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ

اور شیطان کے نقش قدم پر نہ چلو بے شک یہ انسان کا کھلا دشمن ہے۔مطلب یہ ہے کہ شیطان انسانوں کا کھلا دشمن ہے۔ظاہر ہے کہ شیطان کی دوستی ہمیشہ نقصان میں پہنچائے گی۔اس کی دشمنی میں ہی دنیا اور آخرت کی بھلائی ہے۔

لہٰذا اگر ہم شیطان کو لفٹ کروانا چھوڑ دیں۔اس کی مخالفت کرنا شروع کر دیں۔یہ فرائض میں سستی دلائے تو ہم فرائض کے ساتھ ساتھ نفلی عبادت بھی شروع کر دیں۔تو یہ پچھتاوے گا میں نے اس کو نیکی سے روک کر نقصان اٹھایا۔اس نے تو اور زیادہ نیکیاں کرنی شروع کر دی ہیں۔جیسا کہ ایک مقام پر یہ بھی آتا ہے۔

کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سلطنت کے امور میں مشغول تھے۔رات تاخیر سے سوئے صبح اٹھنے میں تاخیر ہو گئی۔جلدی سے نماز ادا کی اور پھر رونا شروع

کر دیا۔ بہت دیر تک ندامت کے آنسو بہاتے رہے۔

اگلی صبح کسی نے نماز فجر کے لئے اٹھا دیا۔ آپ نے نماز فجر ادا کی اور شکر خداوندی بجالائے۔ اسی طرح روزانہ صبح کے وقت کوئی ان کو اٹھا جایا کرتا تھا۔ ایک دن خیال آیا کہ وہ کون ہے جو مجھے روزانہ نماز فجر کیلئے اٹھاتا ہے۔ لہذا اگلے دن جیسے ہی اس نے اٹھایا۔ جلدی سے اس کو پکڑ کر کہنے لگے کہ تم کون ہو۔ جو روزانہ میری خدمت کرتے ہو۔ اور نماز کیلئے جگاتے ہو۔ اس نے بتلایا کہ مجھے شیطان کہتے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ حیران ہو گئے۔ اور کہنے لگے شیطان کا کام تو نماز سے روکنا ہے۔ تو مجھے نماز کے لئے اٹھا رہا ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟

شیطان نے جواب دیا کہ میں نے آپ کی ایک نماز قضا کروائی۔ آپ ندامت سے آنسو بہاتے رہے۔ اللہ عزوجل نے اس رونے کے سبب جنت میں آپ کے لئے ایک محل بنا دیا ہے۔ اب میں نہیں چاہتا کہ جنت میں آپ کا مزید محل بنے۔ لہذا وقت پر ہی اٹھا دیتا ہوں۔ اللہ عزوجل اپنے پیارے حبیب ﷺ کے صدقے ہمیں بھی ایسی پیاری سوچ عطا فرمائے۔

بعض مریضوں کے لئے ڈاکٹر تجویز کرتے ہیں کہ ان کی آب وہوا تبدیل کروائی جائے۔ یعنی صحت افزا مقام پر مریضوں کو بھیجا جاتا ہے۔ جس سے مریض کو کافی افاقہ ہوتا ہے۔ بالکل اسی طرح روحانی امراض کیلئے بھی آب وہوا کی تبدیلی خاصا اثر کرتی ہے۔ لہذا اپنے مریضوں کو گناہوں والے ماحول سے نکال کر نیکیوں والے ماحول میں بھیجا جائے۔ اس سلسلے میں دعوت اسلامی کا مدنی ماحول بہت سازگار ثابت ہوگا۔ خصوصاً مدنی قافلے ان امراض کے لئے تریاق کا کام کریں گے۔

قرآن مجید فرقان حمید میں ارشاد رب العالمین ہے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ۝

(سورۃ التوبہ: ۱۱۹ پارہ ۱۱)

ترجمہ کنزالایمان: اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو۔

یعنی ایمان والوں کو اللہ عزوجل سے ڈرنے اور نیک لوگوں کی صحبت کی تلقین کی

گئی ہے۔جس طرح ایک بکری ریوڑ کے اندر ہو تو محفوظ ہوتی ہے۔اور اکیلی ہوگی تو بھیڑیا جلد شکار کرلے گا۔انسان تو انسان جانوروں پر بھی صحبت کا بہت اثر ہوتا ہے۔

حکایت

ایک ہندو نے طوطا پالا جو کہ باتیں بھی کرتا تھا۔ہندو صبح صبح اس کے قریب جاتا اور اسے کہتا کہو رام رام ستیارام طوطے کی زبان پر جاری ہوگیا جب اس کے قریب کوئی آتا تو فوراً پکار اٹھتا رام رام ستیارام۔اتفاق کی بات کہ ہندو کو اچانک اپنے گاؤں جانا پڑا۔اس نے اپنا طوطا اپنے پڑوسی جو کہ مسلمان تھا۔اس کے حوالے کیا۔کہ اس کو دانا وغیرہ ڈال دیا کرے۔مسلمان جب صبح صبح طوطے کے پاس پہنچا تو طوطا پکار اٹھا رام رام ستیارام مسلمان پریشان ہوگیا کہ ہمارے گھر میں رام رام ستیارام پکارا جارہا ہے۔مسلمان نے کہا چپ کر کہہ لا الہ الا اللہ جب بار بار مسلمان نے یہ کلمے دہرائے تو طوطے کی زبان پر جاری ہوگیا۔چپ کر کہہ لا الہ الا اللہ۔چپ کر کہہ لا الہ الا اللہ

جب چند دنوں کے بعد ہندو واپس آیا اس نے طوطا لیا۔صبح صبح اس کے پنجرے کے قریب گیا۔خلاف توقع آج طوطا خاموش تھا۔اس نے سوچا کہ شاید اتنے دن گزرنے کے بعد طوطا بھول گیا ہوگا۔اس نے قریب جا کر کہا رام رام ستیارام طوطا آگے سے بولا چپ کر کہہ لا الہ الا اللہ دیکھو ایک پرندہ چند دن ہندو کی صحبت میں رہا اس کی زبان پر رام رام آگیا۔اور جب چند دن مسلمان کی صحبت ملی تو زبان پر کلمہ شریف جاری ہوگیا۔

بالکل اسی طرح وہ مسلمان جو گناہوں کی دلدل میں پھنسا ہوا ہے۔یہاں تک کہ گناہوں سے لطف اندوز ہورہا ہے۔جب اس کو نیکیوں والا ماحول ملتا ہے پھر اصل سکون کی دولت ملتی ہے۔تو زندگی کا رخ بدل جاتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ بڑے بڑے بدکار گناہوں کی دلدل میں پھنسے ہوئے جب مدنی ماحول سے وابستہ ہوجاتے ہیں تو ان کے اندر ایسی تبدیلی آتی ہے کہ دیکھنے والے حیران رہ جاتے ہیں۔جیسے ایک مرتبہ مدنی قافلہ مری جارہا تھا۔اتفاق سے اسلامی بھائیوں نے دو ڈاکوں کو بھی دعوت دی۔وہ بھی شریک ہوگئے تین دن کے مدنی قافلے کا اثر دیکھو۔حجام کی دکان پر گئے مونچھیں کٹوا کر داڑھی کا خط بنوایا۔اور سر پر عمامہ کا تاج بھی

سجالیا۔ پورے علاقے والے اس قدر متاثر ہوئے کہ پوچھنے لگے کہ آپ نے کیا کیا ہے۔ وہ بندہ جس کے پیچھے ہر وقت پولیس لگی رہتی تھی۔ اب مسجد سے نکلنے کا نام نہیں لے رہا۔ دعا ہے کہ اللہ عزوجل اپنے پیارے حبیب ﷺ کے صدقے ہمیں برے بندوں کی صحبت سے بچائے۔ اور نیک لوگوں کی صحبت عطا فرمائے۔

چنگے بندے دی صحبت یارو جیویں دکان عطاراں
سودا پاویں مل نہ لئے ہلے آون ہزاراں
برے بندے دی صحبت یارو جیویں دکان لوہاراں
کپڑے بھاویں کنج کنج بے چنگاں پین ہزاراں
نیچاں نال آشنائی لاکے فیض کسے نہ پایا
کِکر تے انگور چڑھایا ہر گچھا زخمایا

☆......☆......☆......☆

ایصال ثواب

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ عرض کرتے ہیں۔ یارسول اللہ ﷺ میری والدہ ماجدہ انتقال کرچکی ہیں۔ اَیُّ الصَّدَقَۃُ اَفْضَلُ اس کے لئے کونسا صدقہ افضل ہے؟ پس دائمی ثواب کی کیا صورت ہے۔ اس وقت وہاں پانی کی قلت تھی۔ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا "پانی"۔ اسی طرح آج کل علم کا بڑا فقدان ہے۔ لہٰذا اگر کوئی اس کتاب کو علم دین عام کرنے کی غرض سے تقسیم کرے بلکہ اپنے آباؤ اجداد اور دیگر رشتہ داروں کے ایصال ثواب کی نیت سے مفت تقسیم کریں تو انشاء اللہ عزوجل بہت فائدہ ہوگا۔

برائے رابطہ: 0300/0321-9461943

دعوت اسلامی کی بہاریں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ والسَّلامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ط
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحٰبِکَ یَاحَبِیْبَ اللّٰہ
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللّٰہ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحٰبِکَ یَا نُوْرَ اللّٰہ

فضائل درود شریف

حدیث شریف میں ہے کہ جب تم کوئی چیز بھول جاؤ تو درود پاک پڑھ لیا کرو انشاء اللہ عزوجل گم شدہ چیز مل جائیگی۔ (سعادۃ الدارین صفحہ ۵۷)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب

پیارے پیارے اسلامی بھائیو اللہ عزوجل ہمیں قرآن مجید فرقان حمید پڑھنے سمجھنے اور اس پر عمل کر کے دوسروں تک پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے۔ دنیا کی کوئی کتاب لے لیں چند مرتبہ پڑھنے سے دل اکتاہٹ محسوس کرے گا۔ جب کہ قرآن مجید فرقان حمید کو جتنا زیادہ پڑھا جائے۔ اتنا ہی قلبی سکون حاصل ہوتا ہے۔ بے شک اس کو مکمل ہوئے کئی سو سال گزر گئے ہیں۔ لیکن پھر بھی جب کوئی مسئلہ پیش ہو اس کی تلاوت کریں۔ یوں لگتا ہے کہ جیسے قرآن مجید اس موقع کے لئے اترا تھا۔ اسی طرح سرکار دو عالم نور مجسم ﷺ کی حیات طیبہ ہمارے لئے کامل نمونہ ہے۔ جب بھی کوئی مسئلہ پیش ہو حدیث مبارکہ کا مطالعہ کریں یوں لگتا ہے جیسے سرکار دو عالم نور مجسم ﷺ کے پیش نظر یہ مسئلہ پہلے سے ہی تھا۔ اسی لئے اس کا حل پیش فرما دیا۔ جیسے سرکار دو عالم نور مجسم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ قیامت کے روز سات ایسے افراد ہوں گے جن کو اللہ عزوجل اپنی رحمت میں جگہ عطا فرمائے گا۔

(۱) امام عادل (۲) وہ افراد جو اللہ عزوجل کی خوشنودی کیلئے ملتے ہیں اور اسی کی خاطر جدا ہوتے ہیں۔ (۳) جس کا دل مسجد میں لگے (۴) چھپ کر خیرات کرنے

والا (۵) تنہائی میں خوف خدا کی وجہ سے رونے والا (۶) جوانی اللہ عزوجل کی عبادت میں صرف کرنے والا (۷) جس کو کوئی خوبصورت عورت بدکاری کی دعوت دے یہ خوف خدا عزوجل کی وجہ سے انکار کردے۔

پیارے اسلامی بھائیو! وقت سدا ایک سا نہیں رہتا۔ کبھی بندہ تندرست رہتا ہے تو کبھی بیمار بھی ہو جاتا ہے۔ کبھی غریب تو کبھی امیر۔ کبھی جوان تو کبھی بڑھاپے کا منہ بھی دیکھنا پڑتا ہے۔ اسی طرح کبھی سردی ہوتی ہے تو کبھی گرمی۔ پیارے اسلامی بھائیو! جب سخت گرمی ہو دوپہر کے وقت فرش پر ننگے پاؤں کھڑا ہونا مشکل لگے تو میدان محشر کی گرمی کو یاد کر لینا چاہئے۔ کہ ابھی سورج ہم سے ہزاروں میل کے فاصلے پر ہے۔ اور اس نے اپنی پشت ہماری جانب کی ہوئی ہے۔ اور زمین بھی مٹی کی ہے اس وقت کیا عالم ہوگا جب سورج زمین کے اتنا قریب آجائے گا۔ کہ زمین اور سورج کے درمیان تقریباً سوا میل کا فاصلہ رہ جائے گا۔ پھر سورج اپنا چہرہ ہماری جانب کرلے گا اس وقت زمین بھی تانبے کی بن جائے گی۔

ایسے وقت بندہ سائے کی تلاش میں ہوگا۔ لیکن سوائے رب تعالیٰ کے عرش کے کسی اور شئی کا سایہ نہیں ہوگا۔ اس مشکل ترین وقت میں جس کو رب تعالیٰ کی رحمت کی آغوش میں جگہ مل گئی وہ کامیاب ہوگا۔

قربان جائیں سرکار دوعالم نور مجسم ﷺ کے جنہوں نے پہلے ہی پرچہ آؤٹ کر دیا۔ کہ میرے امتیو تم دنیا کی گرمی برداشت نہیں کر سکتے تو میدان محشر کی گرمی کیسے برداشت کرسکو گے۔ میں تمہیں پہلے ہی بتلادوں کہ اس سے نجات حاصل کرنے والے کون کون لوگ ہوں گے۔ اگر تمہارا شماران خوش نصیب افراد میں ہوتا ہے تو شکر ادا کریں۔ اور استقامت کی دعا کریں۔ اور اگر تمہارا شمار ایسے افراد میں نہیں ہوتا تو مرنے سے پہلے فکر کرلیں۔

۱۔ امام عادل

عدل وانصاف کرنے والا اللہ عزوجل کو بہت پسند ہے۔ یہ کام ہے بڑا مشکل مگر اس پر اجر بھی بہت زیادہ ہے۔ کہ قیامت کے روز اللہ عزوجل کی رحمت کے سایہ میں جگہ ملے گی۔ اور اگر کوئی یہ سمجھے کہ نہ تو میں نے بادشاہ بننا ہے اور نہ ہی مجھے اس کی

ضرورت ہے۔تو پیارے اسلامی بھائیو! نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا تم میں سے ہر بندہ حاکم ہے۔قیامت کے روز اس سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہوگا۔مثلاً کیا آپ اپنی اولاد میں عدل وانصاف کرتے ہیں۔کہیں ایسا تو نہیں ہو رہا کہ لڑکے کو زیادہ پیار کر رہے ہیں۔اس کیلئے اچھے لباس اور خوراک کا اہتمام کیا جا رہا ہے۔جبکہ بیٹی کو اہمیت نہیں دی جا رہی۔لڑکے کی پیدائش پر خوشی اور لڑکی کی پیدائش پر صف ماتم۔اسی طرح اگر ایک سے زائد بیویاں ہیں۔تو کیا ان میں عدل وانصاف کیا جا رہا ہے۔اسی طرح اگر آپ ملازم ہیں یا فیکٹری کے مالک ہیں تو کیا آپ اپنے ماتحتوں کے ساتھ انصاف کرتے ہیں۔اسی طرح اگر آپ کے پاس کوئی کیس آجائے تو کیا آپ رشوت لیتے ہیں۔یا سفارش کی وجہ سے غیر مستحق کو چن لیتے ہیں۔جبکہ مستحق بندہ رہ جاتا ہے۔

سرکار دوعالم نور مجسم ﷺ کی بارگاہ میں ایک چوری کا کیس آیا۔اس میں ایک عورت جس کا نام فاطمہ تھا اور معزز قبیلے سے تعلق رکھنے والی تھی۔قبیلے والوں نے اپنی عزت کی خاطر سرکار دوعالم نور مجسم ﷺ کی خدمت میں سفارش کی کہ عورت سے رعائت برتی جائے۔

نبی پاک ﷺ کے رخ انور پر جلال آگیا اور فرمایا کہ تم جانتے نہیں کہ تم سے پہلی قوموں پر اس لئے عذاب آئے کہ اگر کوئی غریب آدمی جرم کرتا تو اس کو سزا دی جاتی اور جب کوئی امیر آدمی جرم کرتا تو اس چھوڑ دیا جاتا۔خدا عزوجل کی قسم اس فاطمہ کی جگہ میری بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی ہوتی تو میں اس کے بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔

اس سے معلوم ہوا کہ بندہ جس مقام یا منصب پر فائز ہے۔اس کو ہر مقام پر عدل وانصاف سے کام لینا چاہئے۔یہ کام ہے تو بڑا مشکل لیکن اس کا انعام بھی بہت بڑا ہے۔قرآن مجید فرقان حمید میں اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا

اِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ ۝ (البقرہ: ۴۵ پارہ ۱)

ترجمہ کنزالایمان: بے شک نماز ضرور بھاری ہے مگر ان پر (نہیں) جو دل سے میری طرف جھکتے ہیں۔

اگر بندے کے دل میں خوف خدا آجائے تو یہ کام کرنا آسان ہو جاتا ہے۔
الحمدللہ دعوت اسلامی کے مدنی ماحول میں خوف خدا پیدا ہوتا ہے جس کے نتیجے میں ناانصافیوں کے مرتکب اسلامی بھائی عدل وانصاف کے پیکر بن جاتے ہیں۔

اللہ کی رضا کیلئے دوستی

کوئی کسی سے دوستی کرتا ہے اس کے حسن و جمال کی وجہ سے۔کوئی دولت یا عہدے کی وجہ سے کوئی حسب ونسب کی وجہ سے۔لیکن اللہ عزوجل کی رضا وخوشنودی کے لئے دوستی کرنا یہ خوش نصیب افراد کا شیوہ ہے۔
حدیث مبارکہ کا مفہوم ہے ایک بندہ کسی سے ملنے کیلئے جارہا ہے۔راستے میں ایک مرد اس سے دریافت کرتا ہے کہ کہاں جارہے ہو۔وہ بتلاتا ہے کہ میں فلاں بندے سے ملاقات کرنے جارہا ہوں۔وہ پوچھتا ہے کہ اس سے کوئی قرض لینا ہے یا دنیوی کام ہے یا رشتہ داری ہے۔وہ جواب دیتا ہے کہ نہ تو کوئی رشتہ داری ہے اور نہ ہی کوئی دنیاوی کام ہے۔میں تو صرف اللہ عزوجل کی خوشنودی کے لئے جارہا ہوں۔
وہ مرد جواب دیتا ہے کہ میں فرشتہ ہوں مجھے لباس بشری میں بھیجا گیا ہے۔اللہ عزوجل کو تیرا چلنا بڑا پسند آیا۔میں تجھے خوشخبری سناتا ہوں کہ اللہ عزوجل نے تیری اور اس بندے کی جس سے تو ملاقات کرنے جارہا ہے مغفرت فرمادی ہے۔
سرکار دوعالم نورمجسم ﷺ سے ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے قیامت کے بارے میں سوال کیا۔کہ کب آئے گی؟ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے بارے میں پوچھنے والے تونے قیامت کے لئے تیاری کیا کررکھی ہے۔عرض کرنے لگے یارسول اللہ ﷺ میں نے تیاری کچھ نہیں کی۔ مگر میں آپ ﷺ سے محبت کرتا ہوں۔سرکار دوعالم نورمجسم ﷺ نے ارشاد فرمایا اے میرے صحابی خوش ہوجا قیامت کے روز تو میرے ساتھ ہی جنت میں ہوگا۔کیونکہ جو بندہ دنیا میں جس کے ساتھ محبت کرنے والا ہوگا۔قیامت کے روز اسی کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔
حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ایک محفل میں جلوہ افروز تھے۔ایک بہت

نیک آدمی پاس سے گزرا۔حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے عرض کی گئی۔کہ آپ کے پاس بیٹھنے والا اس نیک آدمی سے بہت محبت کرتا ہے۔جبکہ دونوں کے تقویٰ میں بہت فرق ہے۔آپ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا محبت کی وجہ سے قیامت کے روز اللہ عزوجل ان کو اکٹھا فرمادے گا۔قرآن مجید میں اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ ؕ كُلُّ امْرِئٍۭ بِمَا كَسَبَ رَهِيْنٌ ۝

(الطور:۲۱ پارہ ۲۷)

ترجمہ کنزالایمان: اور جو ایمان لائے اور ان کی اولاد نے ایمان کے ساتھ ان کی پیروی کی ہم نے ان کی اولاد ان سے ملادی۔اور ان کے عمل میں انہیں کچھ کمی نہ دی۔سب آدمی اپنے کئے میں گرفتار ہیں۔

یہی دوستی قیامت میں کام آئیگی۔جبکہ ماں بیٹے سے باپ بیٹے سے اور بھائی بھائی سے دور بھاگ رہا ہوگا اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا

اَلْاَخِلَّآءُ يَوْمَئِذٍۭ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِيْنَ ۝ (الزخرف:۶۷ پارہ ۲۵)

ترجمہ کنزالایمان: گہرے دوست اس دن ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے مگر پرہیزگار۔

یہ کام بڑا مشکل لیکن قیامت کے روز اللہ عزوجل کے ہاں مقام حاصل کرنا بھی آسان کام نہیں۔

۱

حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ ایک کافر کو زیر کر لیتے ہیں۔اس کے سینے پر سوار ہو گئے اور اس کی گردن تن سے جدا کرنے لگے۔تو کافر نے دیکھا کہ میں بے بس ہو گیا ہوں۔موت بھی قریب نظر آنے لگی۔اس نے انتقام کے طور پر آپ کے چہرے پر تھوک دیا۔آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے چھوڑ دیا۔وہ بڑا حیران ہوا۔کہ مجھے تو اور زیادہ بے دردی سے قتل کیا جانا چاہئے تھا۔مگر انہوں نے بالکل ہی چھوڑ دیا ہے پوچھنے پر آپ رضی اللہ عنہ نے بتلایا کہ میری تلوار کبھی اپنی ذات کیلئے نہیں

اٹھی۔ جب بھی اٹھی ہے اللہ عزوجل کی رضا اور خوشنودی کیلئے اٹھی۔ جب میں نے تجھے زیر کیا تو تیرا سر تن سے جدا کرنے لگا تو میرے پیش نظر اللہ عزوجل کی رضا تھی۔ جب تو نے میرے چہرے پر تھوک دیا تو اب میری ذاتی رنجش بھی شامل ہوگئی۔ لہٰذا میں نے تجھے چھوڑ دیا۔ یہ بات کہنا بہت آسان ہے لیکن عمل کرنا بہت مشکل ہے۔

آج ہماری جتنی بھی لڑائیاں یا عداوتیں ہیں اپنی ذات کے لئے ہی ہیں۔ کیا ہم کبھی بے نمازی سے ناراض ہوئے کہ تو اللہ عزوجل کی نافرمانی کرتا ہے لہٰذا میں تیرے ساتھ کلام نہیں کروں گا۔ ہاں اگر ذاتی رنجش ہو تو بول چال بند کر لیتے ہیں۔

ایک دفعہ قبلہ سید ابوالبرکات سید احمد شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے مسئلہ پوچھا کہ اگر بیوی روٹی پکا کر نہ دے تو کیا مرد اس پر تشدد کر سکتا ہے۔ قبلہ سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اگر بیوی روٹی پکا کر نہ دے تو مرد کو چاہئے کہ اسے بازار سے لا کر دے۔ کیونکہ اس کو روٹی اور کپڑا مہیا کرنا مرد کی ذمہ داری ہے۔ ہاں اگر تیری بیوی نماز نہ پڑھے تو تو اس کو طلاق بھی دے سکتا ہے۔

نماز میں دعائے قنوت پڑھتے ہوئے ہم اللہ عزوجل سے عہد کرتے ہیں وَنَخلَعُ وَنَترُکُ مَن یَّفجُرُک ہم اس کو چھوڑ دیں گے اس سے کنارہ کش ہو جائیں گے۔ جو تیرا نافرمان ہوگا اللہ عزوجل کرے کہ جیسا ہم نماز میں عہد کرتے ہیں نماز سے باہر بھی اس پر عمل کرنے والے بن جائیں کہ ہماری دوستی اور دشمنی اللہ عزوجل کی رضا کی خاطر ہو۔

ہم دن بھر کی باتیں بیوی سے کر لیں گے مگر کیا مجال کہ اس سے پوچھیں کہ آج تو نے کتنی نمازیں پڑھیں ہیں۔ روٹی نہ پکی ہو گھر کا کام کاج نہ کیا ہو تو سخت ناراضگی کا اظہار ہوگا کاش نماز نہ پڑھنے پر بھی ایسا غصے کا اظہار ہو۔

الحمدللہ عزوجل دعوت اسلامی کے مدنی ماحول میں ایک دوسرے سے دین کے حوالے سے محبت کی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ اصل نام تک نہیں جانتے مگر صرف ماحول کی وجہ سے محبت کی جاتی ہے۔ ان شاء اللہ عزوجل ایسی محبت قیامت کے روز کام آئیگی۔

جس کا دل مسجد میں لگتا ہو

نبی پاک ﷺ کا فرمان عالیشان ہے کہ دنیا میں سب سے افضل جگہ مسجد ہے اور بدترین جگہ بازار۔(المستدرک جلد نمبر۱ صفحہ ۹۰، مجمع الزوائد جلد نمبر۳ صفحہ ۶، کنزالاعمال جلد نمبر۷ صفحہ ۲۵۸، کشف الغفار جلد نمبر۱ صفحہ ۴۶۸، جامع بیان العلم جلد نمبر۲ صفحہ ۵۰)

صد افسوس کہ آج ہماری مسجدیں ویران ہیں۔اور بازار بھرے پڑے ہیں ۔سرکار دو عالم نور مجسم ﷺ نے ارشاد فرمایا مومن مسجد میں ایسے ہے جیسے مچھلی پانی میں اور منافق مسجد میں ایسے ہے جیسے پرندہ قید میں۔یعنی مومن اور منافق کی پہچان اور اپنے اندر ایمان اور نفاق کو چیک کرنے کے لئے مسجد بتلائی ہے۔کہ اگر مسجد میں پہنچ کر سکون ملے چین آجائے تو سمجھ جاؤ ایمان موجود ہے اور اگر بے چینی آجائے تو سمجھ لو کہ نفاق موجود ہے۔

ایک مرتبہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین عرض کرنے لگے۔یارسول اللہ ﷺ ہمیں کیسے پتہ چلے کہ ہمارے اندر ایمان موجود ہے۔یا نہیں۔قربان جائیں اتنے بلند مقام پر پہنچ کر بھی فکر لاحق ہے۔اور ایک ہم ہیں کہ فکر ہی نہیں۔کروڑوں درود اور کروڑوں سلام اس پیارے آقا ﷺ پر جنہوں نے اتنے مشکل سوال کا جواب چند الفاظ میں دے دیا۔اعلیٰ حضرت عظیم المرتبت مولانا شاہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ حدائق بخشش میں لکھتے ہیں۔

میں نثار تیرے کلام پر ملی یوں تو کسی کو زباں نہیں
وہ سخن ہے جس میں سخن نہ ہو وہ بیان ہے جس کا بیاں نہیں
تیرے آگے یوں ہیں دبے لچے فصحا عرب کے بڑے بڑے
کوئی جانے منہ میں زباں نہیں نہیں بلکہ جسم میں جاں نہیں

سرکار دو عالم نور مجسم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تمہیں نیکی اچھی لگنے لگے اور گناہ برا محسوس ہونے لگے تو سمجھ جاؤ کہ دولت ایمان موجود ہے۔آیئے ہم بھی

گریبان میں جھانک کر دیکھیں کہ ہماری کیفیت کیا ہے؟ کہیں ایسا تو نہیں کہ نیکی بری لگ رہی ہو اور گناہ اچھے محسوس ہو رہے ہیں۔

الحمدللہ عزوجل دعوت اسلامی کے مدنی ماحول سے وابستہ ہونے سے مسجدوں کے ساتھ پیار ہو جاتا ہے۔ نمازوں کی پابندی کے ساتھ ساتھ درس و بیان اور پھر مدنی قافلے جن کا قیام مسجد ہی میں ہوتا ہے۔ وہ اسلامی بھائی جو مسجد کے نام سے گھبراتے تھے۔ الحمدللہ عزوجل اب مسجد سے باہر دل نہیں لگتا۔ اس کی سب سے بڑی وجہ کسی بھی تحریک کا منشور ہوتا ہے۔ الحمدللہ عزوجل دعوت اسلامی کے امیر حضرت علامہ مولٰینا محمد الیاس عطار قادری مدظلہ العالی ارشاد فرماتے ہیں کہ سیاسی پارٹیوں کا بعض اوقات نعرہ ہوتا ہے۔ کہ جیل بھرو اس نعرے کے مطابق تحریک چلاتے ہیں جس سے جیلوں میں رونق لگ جاتی ہے۔ لیکن آپ فرماتے ہیں کہ ہمارا نعرہ یہ ہے کہ مسجد بھرو۔ اس نعرہ کے مطابق تحریک چلی جس کے تحت مسجدوں میں رونق لگ گئی۔

چھپ کر خیرات کرنے والا

قرآن مجید میں اللہ عزوجل نے متقی کی پہچان بتلائی ہے۔

الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ○(سورۃ البقرہ : ۳، پارہ ۱)

ترجمہ کنزالایمان: وہ جو بے دیکھیں ایمان لائیں اور نماز قائم رکھیں۔ اور ہماری دی ہوئی روزی میں سے ہماری راہ میں اٹھائیں۔

ان میں ایک علامت اللہ عزوجل کی راہ میں خرچ کرنا ہے۔ یہ خرچ چھپ کر بھی ہوسکتا ہے اور علی الاعلان بھی۔ بعض ایسے مقامات ہیں جہاں اعلانیہ خرچ کرنا افضل ہوتا ہے۔ مثلاً مسجد میں چندے کی اپیل کی گئی۔ ایک شخص اٹھ کر چندہ اس نیت سے دیتا ہے کہ میری طرف دیکھا دیکھی اور لوگ بھی دیں گے۔ تو اس کی طرف دیکھا دیکھی جتنے افراد چندہ دیں گے اتنے چندے کا ثواب اس کو بھی ملے گا۔ جس نے ابتداء کی ہوگی۔ لیکن ایسے مقام بہت کم ہوتے ہیں۔ اکثر مقامات پر چھپ کر خیرات کرنے سے

زیادہ ثواب ملتا ہے۔اس لئے کہ جب اعلانیہ خیرات کی جائیگی تو اس میں دکھاوا اور ریاکاری شامل ہوسکتی ہے۔اور ریاکار کو قیامت کے روز اجر ملنے کے بجائے ذلیل وخوار کر کے دوزخ میں ڈالا جائے گا۔اور جب چھپ کر خیرات کی جائے کہ دائیں ہاتھ سے دیا بائیں ہاتھ کو پتہ نہیں تو ریاکاری کا خدشہ نہیں ہوتا۔اسی لئے اس پر اجر بھی زیادہ ہے کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کی آغوش رحمت میں جگہ حاصل کرے گا۔

الحمدللہ عزوجل دعوت اسلامی کے مدنی ماحول سے وابستہ ہونے والے اخلاص کے موضوع پر بیانات سنتے ہیں۔اور پھر ریاکار کا انجام کہ قیامت کے روز ریاکار عالم حافظ، سخی اور شہید اور حج جیسے نیک کام کرنے والے پیش ہوں گے۔اللہ عزوجل ارشاد فرمائے گا تو نے یہ کام دنیا کو دکھانے اور اپنی ناموری کے لئے کئے تھے۔لہٰذا آج ان سے ہی اس کا اجر طلب کرو۔اور حکم ہوگا اے فرشتو ان کو منہ کے بل گھسیٹتے ہوئے دوزخ میں لے چلو۔اس کے ساتھ ساتھ اخلاص کے موضوع پر بیانات ہوتے رہتے ہیں۔جن سے اسلامی بھائیوں کے اندر اخلاص کی دولت پیدا ہوتی ہے۔اور اکثریت اس طرح خیرات کرتے ہیں کہ دائیں ہاتھ سے دیتے ہیں اور بائیں ہاتھ کو پتہ نہیں ہوتا۔

خوف خدا عزوجل سے رونے والی آنکھ

خوف خدا عزوجل سے نکلنے والے آنسو کی اللہ عزوجل کے ہاں بڑی قدر ہے۔حدیث مبارکہ کا مفہوم ہے کہ خوف خدا عزوجل کی وجہ سے جس کی آنکھوں سے ایک آنسو نکل آیا۔چاہے وہ مکھی کے سر کے برابر ہو اللہ عزوجل اس کی آنکھ پر دوزخ کی آگ کو حرام فرمادے گا۔(شعب الایمان جلد نمبر اصفحہ ۴۹۰)

انیس الواعظین میں حدیث پاک نقل ہے کہ قیامت کے روز دوزخ میں سے ایک بہت بڑا شعلہ نکلے گا اور سرکار ﷺ کے امتیوں کی طرف رخ کرے گا نبی پاک ﷺ یہ منظر دیکھ کر پریشان ہوجائیں گے۔اتنے میں جبریل امین علیہ السلام ایک پانی

سے بھرا پیالہ پیش کریں گے۔اور عرض کریں گے یارسول اللہ ﷺ اس پیالے میں سے ایک چلو بھر کر اس شعلے پر ڈال دیں۔ نبی پاک ﷺ ایک چلو بھر پانی اس شعلے پر ڈالیں گے تو اتنا بڑا شعلہ پانی کے ایک چلو سے ٹھنڈا ہو جائے گا۔ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا میں پوچھونگا اے جبرائیل علیہ السلام یہ پانی کہاں سے لائے جس نے اتنے بڑے شعلے کو بجھا دیا۔ عرض کریں گے یارسول اللہ ﷺ آپ کے امتی جب خوف خداعزوجل اور احساس ندامت کی وجہ سے رویا کرتے تھے میں نے ان کے آنسوں کو اکٹھا کرلیا۔جس نے اتنے بڑے شعلے کو بجھادیا۔

(درۃ الناصحین صفحہ ۲۹۵)

اگر انسان لوگوں کے سامنے آنسو بہائے گا تو دل میں ریاکاری آسکتی ہے۔اسی لئے تنہائی میں آنسو بہانے والے کا اجر وثواب اتنا بتایا گیا ہے کہ جو تنہائی میں خوف خدا عزوجل کی وجہ سے آنسو بہائے۔ قیامت کے روز اسے اللہ عزوجل کی رحمت کی آغوش میں جگہ ملے گی۔

دعوت اسلامی کے مدنی ماحول میں سب کو تنہائی مہیا کرنے کے لئے لائٹس آف کردی جاتی ہیں۔اور پھر جب قبر کا تصور بندھوایا جاتا ہے اور گناہوں کی سزاؤں کا تذکرہ آتا ہے۔تو شائد ہی کوئی آنکھ ہو جو اشک بار نہ ہوتی ہو۔

جوانی عبادت میں صرف کرنے والا

حدیث مبارکہ میں ہے کہ اللہ عزوجل بندے کو دو نعمتیں عطا فرماتا ہے بہت کم افراد ہیں جو اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ویسے تو اللہ عزوجل کی نعمتوں کو ہم شمار نہیں کرسکتے۔جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالٰی ہے۔

وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَاتُحْصُوْهَا (ابراھیم : ۳۴پارہ ۱۳)

ترجمہ کنزالایمان: اگر تم میری نعمتوں کو گننا شروع کردو تو تم شمار نہیں کرسکتے۔

اللہ عزوجل نے ہمیں بے شمار نعمتوں سے نوازا ہے۔ہم اس کو شمار نہیں کرسکتے مگر اس مقام پر دو نعمتوں کا ذکر فرمایا جوانی اور فرصت۔

جوانی اللہ عزوجل کی بہت بڑی نعمت ہے جوانی کے عالم میں انسان کے پاس قوت عمل بہت زیادہ ہوتی ہے۔اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بندہ اپنی آخرت کو سدھارنے کے لئے نیک اعمال کرسکتا ہے۔فرائض کے ساتھ ساتھ نفلی عبادت بھی کرسکتا ہے۔جبکہ بڑھاپے کے عالم میں انسانُ کے لئے فرائض ہی ادا کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔جوانی کے عالم میں طاقت زیادہ ہوتی ہے۔لہٰذا اس طاقت کو استعمال کرتے ہوئے غریبوں ناداروں کی مدد کرسکتا ہے۔

یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے جونیکیاں بندہ جوانی کے عالم میں کرسکتا ہے۔ بڑھاپے کے عالم میں وہ کرنا مشکل ہو جائیں گی۔جوانی کی نعمت سے فائدہ اٹھا کر بندہ اپنی آخرت کیلئے زیادہ سے زیادہ سرمایہ اکٹھا کرسکتا ہے۔جبکہ دیکھا گیا ہے کہ اکثر نوجوان اپنی جوانی سے فائدہ اٹھانے کی بجائے نقصان والے کام کرتے ہیں۔ظلم وستم کے بازار گرم کرتے ہیں۔چوری، بدکاری، زنا، شراب خوری وغیرہ وغیرہ برے اعمال کر کے اپنی عاقبت برباد کرتے ہیں۔کمال بھی یہی ہے کہ انسان کے پاس طاقت برائی کرنے کی موجود ہو پھر بھی برائی نہ کرے۔ بلکہ اس طاقت کو رضائے الٰہی کے کاموں میں صرف کرے۔جب بڑھاپا آجاتا ہے تو بندے کی طاقت کم ہو جاتی ہے۔

جیسے کسی شاعر نے فرمایا ہے کہ

در جوانی توبہ کردن شیوہ پیغمبری وقت پیری گرگ ظالم می شود پرہیزگار

جوانی کے عالم میں توبہ کرنا یہ پیغمبرانہ شیوہ ہے۔ جب بندہ بوڑھا ہو جاتا ہے اعضاء کمزور ہو جاتے ہیں۔طاقت جواب دے جاتی ہے۔پھر انسان گناہ نہیں کرتا۔اب گناہ نہ کرنا یہ اس کا کمال نہیں۔ بلکہ مجبوری ہے۔کمال تو اسمیں تھا کہ گناہ کی طاقت موجود ہو لیکن خوف خدا کی وجہ سے نہ کرے۔

جس طرف فرشتوں کے بارے میں ہے کہ یہ جنت میں نہیں جائیں گے۔کیونکہ جنت انسانوں کے لئے ہی بنائی گئی ہے۔حالانکہ فرشتے ہر وقت عبادت میں لگے رہتے ہیں۔گناہوں سے پاک ہیں اس کے باوجود جنت میں نہیں جائیں گے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے اندر گناہ کرنے والا مادہ ہی نہیں۔تو ان کا گناہ نہ کرنا ان کا کمال

نہیں۔کمال اس میں ہے کہ انسان کوگناہ کرنے کی طاقت دی گئی ہے۔اگر وہ گناہوں کو چھوڑ کرنیکی اپناتا ہےتو یہ اس کا کمال ہے۔لہٰذا اس انعام میں بندے کو جنت عطا کی جائیگی۔

دوسری نعمت فرصت ہے تو اس سے مراد بے کاری نہیں۔بلکہ دنیا کے کام کاج کرنے کے بعد بندے کے پاس فارغ وقت بچ جاتا ہے۔تو یہ بھی اللہ عزوجل کی طرف سے بہت بڑی نعمت ہے۔اس نعمت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بندہ نیکیاں کرسکتا ہے۔درس وبیان قافلوں کا مسافر۔اور دیگر نیک اعمال جو کہ فرصت میں ہی ممکن ہیں جبکہ مصروفیت کی بنا پر نہیں کرسکتا۔بدبخت فرصت کے لمحات کو گناہوں میں بسر کرتے ہیں۔فرصت کو تاش' شطرنج 'جوا' بدکاری اور دیگر برے اعمال کی نذر کرتا ہے۔حالانکہ ان فرصت کے لمحات سے وہ اپنی عاقبت کو سنوار سکتا ہے۔لیکن اکثریت فرصت کے لمحات کو گناہوں میں بسر کرتے ہیں۔اور اپنی عاقبت کو برباد کرنے کا سامان پیدا کرنے کا اہتمام کرتے ہیں۔

الحمدللہ دعوت اسلامی کے مدنی ماحول میں تقریباً اسی فیصد نوجوان ملیں گے۔جو سنت پر عمل کرنے کے ساتھ ساتھ دوسروں کو مدنی ماحول کے ساتھ وابستہ کرنے کیلئے دن رات مشغول رہتے ہیں۔دنیاوی کاموں سے فارغ ہوتے ہی مدنی کاموں میں اس قدر مشغول ہوجاتے ہیں کہ برائی کے بارے میں سوچنے تک کی فرصت نہیں ملتی۔حضرت علامہ مولٰنا محمد الیاس عطار قادری مدظلہ العالی کے عطا کردہ بہتر مدنی انعامات پر عمل کرنا جس کی ابتداء نماز تہجد سے شروع ہوتی ہے اور رات عشاء کے بعد دو گھنٹے بعد تک کا جدول دیا گیا ہے۔ان پر عمل کرنے سے بندہ دین کے کاموں میں ا س قدر مشغول ہوجاتا ہے کہ دوسری طرف توجہ ہی نہیں جاتی۔

دعوت اسلامی کے مدنی ماحول سے وابستہ ہونے والا اپنی جوانی عبادت میں بسر کرتا ہے۔اس کے جہاں اور بہت سارے فائدے ہوتے ہیں وہاں ایک فائدہ یہ بھی ہوتا ہے کہ قیامت کے روز اللہ عزوجل کی آغوش رحمت میں جگہ حاصل کرے گا۔

بدکاری سے انکار کرنے والا

پیارے اسلامی بھائیو! اللہ عزوجل کے ایک نیک بندے کے جسم سے اس قدر خوشبو آتی تھی کہ جس راستے سے وہ گزرتے تو لوگ ادب سے کھڑے ہوجاتے تھے۔ ایک دن کسی نے پوچھا اے بندہ خدا تو کون سی خوشبو استعمال کرتا ہے۔ انھوں نے جواب دیا کہ میں خوشبو کوئی نہیں استعمال کرتا۔ میرے جسم سے جو خوشبو آتی ہے وہ کسی عطر کی نہیں بلکہ میں نے جوانی میں ایک عمل کیا تھا۔ جس کی برکت سے خوشبو آتی ہے۔ سائل نے عرض کی حضرت صاحب وہ عمل کون سا ہے۔ ان بزرگوں نے ارشاد فرمایا اللہ عزوجل نے مجھے جوانی کے عالم میں حسن و جمال بہت عطا کیا تھا۔ لیکن تھا میں بہت غریب۔ بازار میں ٹھیلا چلایا کرتا تھا۔ پھٹے پرانے میلے کچیلے کپڑے ہوا کرتے تھے۔ لیکن اس کے باوجود حسن و جمال چھپتا نہیں تھا جھلک کر دکھائی دیتا تھا۔

اتفاق کی بات ہے کہ ایک بادشاہ کی شہزادی اسی بازار میں خریداری کے لئے آئی۔ اس کی نگاہ اچانک مجھ پر پڑی تو از خود رفتہ ہوگئی۔ اس نے اپنے گارڈوں سے کہا کہ کل اس نوجوان کو اچھے کپڑے پہنا کر میرے محل میں پہنچا دینا۔ اس شہزادی کے محافظوں نے مجھے پکڑا لے جا کر میری خوب خدمت کی۔ پھر مجھے بہترین کپڑے پہنا کر مجھے شہزادی کے محل میں پہنچا دیا۔ حسن و جمال اللہ عزوجل نے پہلے ہی دیا ہوا تھا۔ صاف ستھرے کپڑوں نے سونے پر سہاگے کا کام کر دیا۔ جیسے ہی اس محل میں داخل ہوا۔ اس شہزادی نے میرا بڑے پرتپاک طریقے سے استقبال کیا۔ میں حیران تھا کہ مجھے اتنا پروٹوکول (Protocol) کس وجہ سے دیا جا رہا ہے؟

بہر حال اس نے مجھے کھانے کی دعوت دی۔ بہترین اعلیٰ قسم کے کھانے رکھے۔ میں نے پہلی بار اس قسم کے کھانے دیکھے خوب پیٹ بھر کر کھایا۔ پھر گفتگو کا سلسلہ شروع ہوا۔ شہزادی نے کہا میں چاہتی ہوں کہ تو اسی طرح اچھے لباس میں ملبوس رہا کرے۔ تیرے پاس اعلیٰ قسم کی سواری ہونی چاہئے۔ رہنے کیلئے اچھا محل خدمت کیلئے نوکر چاکر ہونے چاہئیں۔ تیرا کاروبار بھی اچھا ہونا چاہئے۔ میں دل ہی دل میں حیران تھا کہ آخر

شہزادی کو میرے اندر کیا چیز نظر آ رہی ہے۔

میں نے عرض کی شہزادی صاحبہ میں ایک مزدور ہوں آپ جو باتیں کر رہی ہیں۔ وہ تو میں کبھی خواب میں بھی نہیں دیکھ سکتا۔ ایک مزدور آدمی کس طرح اس کا اہتمام کرسکتا ہے؟ شہزادی نے کہا تم فکر نہ کرو ان باتوں کا اہتمام میں خود کردیتی ہوں۔ میں نے عرض کی آخر شہزادی صاحبہ آپ مجھ پر مہربان کس وجہ سے ہو رہی ہیں۔ شہزادی نے جواب دیا کہ بات اصل میں یہ ہے کہ اللہ عزوجل نے تجھے حسن و جمال ایسا عطا کیا ہے کہ تیری شکل وصورت دیکھ کر میں دیوانی ہوگئی ہوں۔ بیان کردہ سہولتوں کا میں اہتمام کردیتی ہوں اس کے بدلے تیری قربت چاہتی ہوں۔ یہ کہتے ہوئے اس نے مجھے بدکاری کی دعوت دی۔ یہ سنتے ہی میں ایک دم چونک اٹھا میں نے فوری طور پر انکار کیا۔

پیارے اسلامی بھائیو! اگر ان بزرگوں کی جگہ آج کا کوئی فیشن ایبل دین کے علم سے ناواقف نوجوان ہوتا تو فوراً قبول کرلیتا۔ کہ تمام سہولیات کے ساتھ ساتھ بدکاری کی بھی اجازت۔ لیکن یہ بزرگ قران وحدیث کا علم رکھنے والے تھے۔ قران مجید میں اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا۔

اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا (فاطر ۲۸ پارہ ۲۲)

ترجمہ کنزالایمان: اللہ سے اس کے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں۔

جن کو حلال وحرام کی تمیز نہیں اور جائز وناجائز کو نہیں سمجھتے وہ اللہ عزوجل سے کیسے ڈریں گے۔ بزرگ فرمانے لگے جیسے ہی اس شہزادی نے مجھے بدکاری کی دعوت دی میری آنکھوں کے سامنے قرآن مجید فرقان حمید کی آیت مبارکہ آگئی۔

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓی اِنَّہٗ کَانَ فَاحِشَۃً ط وَسَآءَ سَبِیْلًا o

(بنی اسرائیل: ۳۲ پارہ ۱۵)

ترجمہ کنزالایمان شریف ہے: اور بدکاری کے پاس نہ جاؤ بے شک وہ بے حیائی ہے اور بہت ہی بری راہ

میں نے فوری طور پر انکار کر دیا اور جواب دیا کہ مجھے دنیا کی آسائشیں نہیں چاہئیں۔ مجھے تو پیارے آقا ﷺ کی نگاہ کرم چاہئے۔

مجھ کو دنیا کی دولت نہ زر چاہئے
شاہ کوثر کی میٹھی نظر چاہئے

لیکن شہزادی اس قدر دیوانی ہو چکی تھی اس نے مزید سہولیات دینے کا لالچ دیا مگر میرے مسلسل انکار پر اس کی خواہش مزید بڑھتی چلی گئی۔ آخر شہزادی نے دوسرا رخ اختیار کیا کہنے لگی تو میری بات نہیں مانتا تو پھر سن تو یہاں سے زندہ سلامت نہیں جا سکتا۔ میرا ایک اشارہ تیرا کام تمام کر دے گا۔ جب اس نے جان سے مارنے کی دھمکی دی تو میں سوچ میں پڑھ گیا۔ کہ اب جان کس طرح بچائی جائے۔ (روض الریاحین)

ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ چند نوجوان مجھ سے سوال کرنے لگے حافظ صاحب آپ کہتے ہیں کہ لڑکیوں کو نہ چھیڑو اگر لڑکیاں چھیڑیں تو پھر ہمیں کیا کرنا چاہئے۔ میں سوچ میں پڑ گیا اچانک میرے دل میں خیال آیا میں جواب دیا اس وقت تم وہ کرو جو حضرت یوسف علیہ السلام نے کیا تھا۔ ذلیخا ان کی طرف مائل تھی یہاں تک کہ اس نے سات کوٹھڑیاں بنائیں۔ پھر ان کو گناہ کی دعوت دی۔ لیکن آپ علیہ السلام اللہ عزوجل کا نام لے کر نکلے جدھر گئے دروازے کھلتے گئے۔ اسی طرح جب تمہاری نیت درست ہوگی تو اللہ عزوجل مدد فرمائے گا۔ بس بزرگوں کی سوچ درست تھی اللہ عزوجل نے مدد فرمائی فرماتے ہیں میں تیری خواہش کو پورا کروں گا مگر مجھے استنجے کی حاجت ہے۔ اس نے خوشی سے اشارہ کیا میں استنجا خانے گیا۔ اور وہاں سے فضلہ اٹھا کر اپنے چہرے پر ملا اور اپنے بدن پر ملا پھر اسی حالت میں باہر آ گیا۔ جیسے ہی شہزادی کی نظر مجھ پر پڑی بولی اے پہرے دارو کس پاگل کو پکڑ کر لے آئے ہو۔ پکڑو اس کو دھکے دے کر باہر نکالو۔ تو پہرے دار بھاگے آئے انہوں نے مجھے باہر نکال دیا۔ میں واپس آ رہا تھا کہ راستے میں مجھے ندی نظر آئی۔ میں نے اپنے جسم پر پانی بہایا۔ جیسے جیسے گندگی اترتی گئی میرے جسم سے خوشبوؤں کے حلے آنے شروع ہو گئے۔

پیارے اسلامی بھائیو! حدیث مبارکہ میں ہے کہ جس کو کوئی خوبصورت عورت بدکاری کی دعوت دے اور وہ خوف خدا کی وجہ سے انکار کرے تو قیامت کے روز اللہ

عزوجل اس کو اپنی رحمت کی آغوش میں جگہ عطا فرمائے گا۔
الحمدللہ عزوجل دعوت اسلامی کے مدنی ماحول میں دین کا علم بھی سکھایا جاتا ہے۔اس کے ساتھ ساتھ خوف خدا عزوجل اور نیکیوں پر عمل کرنے کے فضائل بتلائے جاتے ہیں جس کی برکت سے بے شمار بھولے بھٹکے نوجوان سنتوں کے ایسے پیکر بن جاتے ہیں۔کہ جب شادی کا موقع آتا ہے لڑکی والے آفر کرتے ہیں کہ ہم تمہیں کوٹھی کار بھی دیں گے۔اچھی جگہ ملازمت بھی دیں گے صرف داڑھی منڈ وادو یا چھوٹی ہی کروادو۔مگر اکثر اسلامی بھائی انکار کردیتے ہیں۔کہ ہمیں دنیا کا مال وزر نہیں چاہیے ہمیں تو سرکار ﷺ کی نگاہ کرم چاہیے۔یہ ایمان کی پختگی اور خوف خدا عزوجل دعوت اسلامی سے وابستہ ہونے سے حاصل ہوتا ہے۔اللہ عزوجل سے دعا ہے کہ دعوت اسلامی کے ماحول میں جینا مرنا نصیب ہو۔آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

☆......☆......☆......☆

نسخہ کیمیاء

نیکی کی دعوت عام کرنے کا ایک یہ بھی انداز ہے کہ اسلامی کتب عام کی جائیں۔کہ جب تک یہ کتب باقی رہیں گی لوگ پڑھ کر فائدہ حاصل کرتے رہیں گے۔ہمارے نامہ اعمال میں نیکیاں درج ہوتی رہیں گی۔اور اگر انتقال بھی کرگئے تو مرنے کے بعد بھی نیکیوں میں اضافہ ہوتا ہی رہے گا۔اگر آپ سمجھتے ہیں کہ اس پرفتن دور میں جبکہ بدعقیدگی کا سیلاب بڑھتا ہی چلا جا رہا ہے۔اس کتاب کا عام ہونا بہت ضروری ہے۔تو آیئے اس سلسلے میں ہم آپ سے تعاون کرنے کے لئے تیار ہیں۔(۱) مخیر حضرات (۲) دینی محافل کا انعقاد کرنے والے افراد۔ اسکول وکالج۔دینی مدارس۔ایصال ثواب کی محافل پر تقسیم کرنے والے رعائتی قیمت پر کتاب خریدنے کیلئے درج ذیل نمبروں پر رابطہ کریں۔

0300-9461943,0313-4018936, 0321-4027626

حروف مقطعات

اَلْحَمْدُلِلّٰہ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ والسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِالْمُرْسَلِیْنَ ؕ

اَمَّابَعْدُ فَاَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم بِسْمِ اللّٰہ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحٰبِکَ یَاحَبِیْبَ اللّٰہ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللّٰہ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحٰبِکَ یَا نُوْرَ اللّٰہ

فضائل درود شریف

حکایت میں آتا ہے کہ ایک نیک بندے کا انتقال ہوگیا۔خواب میں اس سے پوچھا گیا۔ مَافَعَلَ اللّٰہُ بِکَ کہ اللہ عزوجل نے تیرے ساتھ کیا سلوک کیا۔اس نے بتلایا میرے اوپر بڑی سختی ہوئی۔ جب تم مجھے قبر میں دفن کر کے چلے گئے۔تو دو فرشتے منکر نکیر میری قبر میں داخل ہوئے۔انھوں نے سوالات کی بوچھاڑ کردی۔مَنْ رَّبُّکَ ، مَا دِیْنُکَ ،وَمَا کُنْتَ تَقُوْلُ فِیْ حَقِّ ھٰذَاالرَّجُلُ ۔تیرارب کون ہے؟ تیرادین کیا ہے؟ تو اس ہستی کے بارے میں کیا کہا کرتا تھا؟ مجھے ان میں سے کسی سوال کا بھی جواب نہ آسکا۔قریب تھا کہ میری قبر میں دوزخ کی طرف سے کھڑکی کھول دی جاتی ۔اتنے میں ایک نورانی شکل والے بزرگ میرے اور فرشتوں کے مابین حائل ہوگئے ۔اورانہوں نے تمام سوالوں کے جواب بتلا دیئے۔ میں نے یہ جواب فرشتوں کو بتلائے ۔اس طرح انہوں نے مجھے کامیاب قرار دے دیا۔

میں نے نورانی شکل والے بزرگ سے پوچھا آپ اپنا تعارف کروائیں۔آپ نے تو اس وقت میری مدد کی جب میرے ماں باپ میری اولاد میرا مال میرے کام نہ آیا۔ان بزرگوں نے بتایا کہ تو دنیا میں سرکار دوعالم نور مجسم ﷺ پر درود شریف پڑھتا تھا۔اللہ عزوجل نے اس درود پاک کو میری نورانی شکل میں تبدیل فرما کر تیری مدد کے لئے بھیجا ہے۔پھر میں نے ان بزرگوں سے پوچھا میں مسلمان نہیں مرا تھا۔کیا میں نماز روزے حج زکوۃ کی پابندی نہیں کرتا تھا۔انہوں نے جواب دیا بے شک تو مسلمان تھا

اور نیک اعمال کی پابندی کرتا تھا مگر میرے اوپر جو سختی آئی اس کی صرف یہ وجہ تھی کہ تو اپنی زبان کی حفاظت نہیں کرتا تھا۔ انگلش کا محاورہ ہے Think befor you speek پہلے تولو پھر منہ سے بولو۔ یہ ساری سختی تجھ پر زبان کی حفاظت نہ کرنے کی وجہ سے آئی ہے۔ اللہ عزوجل ہمیں اپنی زبان کی حفاظت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور کثرت کے ساتھ درود وسلام پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

دکھوں نے تم کو گھیرا ہے تو درود پڑھو حاضری کی تمنا ہے تو درود پڑھو

صَلُّوْاعَلَی الْحَبِیْب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدﷺ

حروف مقطعات

قرآن مجید فرقان حمید میں کچھ سورتوں کی ابتداء میں یہ حروف لکھے ہوتے ہیں مثلاً ن۔ق۔ یٰسین۔حٰم۔ عسق۔ الٓم۔ کٓھٰیٰعٓصٓ المٓ ان کو حروف مقطعات کہتے ہیں یعنی جدا جدا پڑھے جانے والے حروف۔ مثلاً

اَلَمْ تَرَ كَیْفَ فَعَلَ رَبُّکَ بِاَصْحٰبِ الْفِیْلِ(الفیل: ا پارہ ۳۰)

ترجمہ کنزالایمان: اور اے محبوب کیا تم نے نہ دیکھا کہ تیرے رب نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا کیا۔

یہاں الم کو ملا کر پڑھا جائے گا۔ الٓمٓ میں ملا کر نہیں بلکہ جدا جدا پڑھا جائے گا۔ الف۔لام۔میم۔اسی طرح کھیعص میں کاف۔ ھا۔یا۔عین۔صاد۔ جدا جدا کر کے پڑھے جائیں گے۔اس لئے ان کو صرف مقطعات کہا جاتا ہے۔ان پر یہ ایمان رکھنا چاہئے کہ ان کا مطلب اللہ عزوجل اور اس کا رسول ﷺ جانتے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ جب آپ قرآن مجید ترجمہ والا دیکھیں تو ان الفاظ کے نیچے ترجمہ کی جگہ خالی چھوڑی ہوتی ہے یا پھر یہی الفاظ نیچے لکھ دیئے جاتے ہیں۔

کچھ علماء کرام نے اپنی عقل کے مطابق ان کا ترجمہ اور تفسیر بیان کی ہے۔لیکن آخر میں انہوں نے لکھا کہ اس کا اصل مطلب اور مفہوم اللہ عزوجل اور اس کا رسول ﷺ جانتے ہیں۔

جن جن علماء کرام نے ان کی تفسیر بیان کی ہے۔ تو ان کی تحریر دیکھ کر ان کی محبت کا پتہ چلتا ہے۔ مثلاً اعلیٰحضرت عظیم المرتبت الشاہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ نے کھیعص کی تفسیر اس طرح بیان کی ہے۔

ک گیسو ہ دھن ے ابرو آنکھیں عین کھیعص ان کا ہے چہرہ نور کا

ان کو ان الفاظ میں اللہ عزوجل کے محبوب دانائے غیوب احمد مختار ﷺ کا چہرہ نظر آیا۔

ڈاکٹر اقبال کی سرکار دو عالم نور مجسم ﷺ سے والہانہ عشق اور محبت کا پتہ چلتا ہے آپ فرماتے ہیں۔

نگاہ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر
وہی یٰسین وہی طٰہٰ وہی ایمان وہی قرآن

حقیقی بات بھی یہی ہے کہ عشق مصطفےٰ رکھنے والوں کو قراں وحدیث میں سرکار ﷺ کی عظمتیں ہی عظمتیں نظر آتی ہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کسی نے پوچھا کہ ہمیں سرکار ﷺ کا خُلق بتائیں۔ تو انہوں نے ارشاد فرمایا کیا تو نے قرآن نہیں پڑھا۔ پورے کا پورا قرآن مجید میرے آقا ﷺ کا خلق ہی تو ہے۔ (مسند امام احمد بن حنبل جلد نمبر ۶ صفحہ ۵۴، مسلم شریف جلد نمبر ۱ صفحہ ۲۵۶)

كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْاٰن

سرکار ﷺ کا خلق قران ہے۔

خلق ایک صفت ہے تو جس محبوب ﷺ کی ایک صفت قران ہے۔ تو ان کی عظمتوں کا کون اندازہ کر سکتا ہے؟

اسی طرح سورۃ بقرہ کی ابتدائی آیت میں الم ہے۔ کچھ علمائے کرام فرماتے ہیں کہ اس سے مراد ال محمد ﷺ ہے۔ یعنی سرکار ﷺ کی اولاد مراد ہے۔

جبکہ بعض نے فرمایا کہ الف سے مراد اللہ عزوجل کی ذات اقدس مراد ہے۔ لام سے مراد جبریل علیہ السلام مراد ہیں۔ اور م سے مراد محمد ﷺ ہے۔ اس لئے کہ اللہ

عزوجل کے اسم کا پہلا حرف الف ہے اور جبریل علیہ السلام کا آخری حرف ل ہے اور محمد ﷺ کے اسم گرامی کا پہلا حرف میم ہے۔

عربی میں کا قائدہ ہے کہ اگر ایک بندہ دوسرے کو پیغام بھیجتا ہے تو پیغام بھیجنے والے کا پہلا حرف اور لے جانیوالے کا آخری حرف اور جس کی طرف بھیجا جارہا ہے اس کے نام کا پہلا حرف لکھ کر ظاہر کیا جاتا ہے۔ کہ اس کا بھیجنے والا کون ہے۔ پہنچانے والا کون ہے۔ اور جس کیلئے بھیجا گیا ہے وہ کون ہے۔

جس طرح مختلف ناموں کو مخفف کر کے لکھا جاتا ہے۔ انگریزی میں اس کو Abreviations کہتے ہیں۔ جس طرح پاکستان ریلوے کو صرف PR سے ظاہر کیا جاتا ہے۔ اسی طرح آکسیجن کو O سے اور ہائیڈروجن کو H سے ظاہر کیا جاتا ہے۔ اسی طرح پیغام بھیجنے والے۔ پہنچانے والے۔ اور جس کی طرف بھیجا جارہا ہے ان کو آسانی سے بیان کر دیا جائے۔

تو الم سے مراد قرآن مجید فرقان حمید ہے۔ اس لئے کہ یہ پیغام الٰہی ہے۔ اس کو لانے والے جبریل علیہ السلام ہیں۔ وہ محمد مصطفےٰ ﷺ کی طرف بھیجا گیا ہے۔ لیکن اس کے باوجود یقین یہی رکھنا چاہئے کہ اس کا صحیح مطلب اور مفہوم اللہ عزوجل جانے یا اس کے بتائے سے محبوب ﷺ جانیں۔

حکمت

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس کو قرآن مجید کے ابتداء میں ہی تحریر کرنے کا مقصد کیا تھا۔ اس قسم کے سوالات ذہن میں پیدا ہونے کی دو وجوہات ہوتی ہیں۔ ایک تو اعتراض کی وجہ اور دوسری حکمت جاننے کے لئے۔ جہاں تک اعتراض کا تعلق ہے تو اللہ عزوجل کے کلام پر اعتراض کرنے سے ایمان کے برباد ہو جانے کا خدشہ ہے۔ اور جہاں تک حکمت دریافت کرنے کا تعلق ہے تو یہ اللہ عزوجل کی طرف سے بہت بڑا انعام ہے۔ اللہ عزوجل نے خود ارشاد فرمایا۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی ﷺ سے سنا کہ اللہ

عزوجل جس کی بھلائی چاہتا ہے اس کو اپنے دین کی سمجھ عطا فرماتا ہے (بخاری شریف جلد ا صفحہ ۱۶، مشکوٰۃ شریف)

اور میں تو بس تقسیم کرنے والا ہوں اور اللہ تعالیٰ عطا کرتا ہے۔ (مرقاۃ المصابیح جلد نمبر ا صفحہ ۲۵۰، مسلم شریف جلد نمبر ا صفحہ ۳۳۳)

واقعی یہ ایک بہت بڑا انعام ہے۔ کہ جب کوئی مسئلہ پیش ہوتا ہے تو بندہ اس میں غور کرتا ہے اور پھر جب اس پر حکمت ظاہر ہوتی ہے تو بہت مزہ آتا ہے۔ اور ایک روحانی سکون ملتا ہے جو کہ بہت دیر تک قائم رہتا ہے۔

جیسے حدیث مبارکہ کا مفہوم ہے کہ قیامت کے روز جب جنتی جنت میں چلے جائیں گے اور وہ جنت کی نعمتوں سے خوش ہوں گے لیکن ایک گروہ ایسا ہوگا کہ جو عرض کرے گا اے مالک و مولا ہمیں دنیا میں دوبارہ بھیج اور ہم تیری راہ میں لڑیں۔ اور گردن کٹائیں۔ جو مزہ تیری راہ میں جان دینے میں ہمیں آیا وہ تیری جنت میں نہیں آرہا۔ یہ سوچ میں پڑ گئے کہ ایک انگلی کٹانے میں بڑی تکلیف ہوتی ہے تو سر کے کٹ جانے میں کتنی تکلیف ہوتی ہوگی۔ اور اگر تکلیف ہوتی ہوگی تو یہ دوبارہ مطالبہ کیوں کریں گے۔ اس سوچ میں سو گئے تو اشارہ ہوا کہ تمہارا جواب سورۃ یوسف میں موجود ہے۔ کہ حضرت یوسف علیہ السلام کا دیدار کرتے ہوئے مصر کی عورتوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لئے۔ اور ان کو تکلیف نہ ہوئی۔ کیونکہ دیدار یوسف علیہ السلام ہو رہا تھا۔ اور جب بندہ رب کے راستے میں اپنی جان کا نذرانہ پیش کرتا ہے تو اس وقت اس کو یوسف علیہ السلام کے خالق کا دیدار ہو رہا ہوتا ہے۔ ظاہر ہے جب اس حکمت کا پتہ چلا تو کتنی خوشی ہوئی ہوگی۔ اور کتنا قلبی سکون ملتا ہوگا؟ تو اسی طرح دین کے معاملات میں غور و فکر کرنا کچھ جاننے کی نیت سے یہ بہت بڑا انعام ہے۔ اللہ عزوجل یہ سعادت ہمیں بھی عطا فرمائے۔

حروف مقطعات میں ایک حکمت تو یہ نظر آتی ہے کہ سرکار دو عالم نورِ مجسم ﷺ کے پیش نظر قیامت کے حالات تھے۔ اس لئے کہ اللہ عزوجل نے اپنے پیارے حبیب ﷺ کو اولین و الآخرین کے تمام علوم عطا فرما دیئے۔ بلکہ سرکار ﷺ کے غلام در غلام

اوران کے بھی غلاموں کے غلام حضور سیدنا عبدالقادر جیلانی المعروف غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ ارشادفرماتے ہیں۔

نَظَرْتُ اِلَى بِلَادِ اللّٰهِ جَمْعًا كَخَرْدَلَةٍ عَلٰى حُكْمِ اتِّصَالٖ

ترجمہ: میں اللہ عزوجل کے تمام شہروں کواس طرح دیکھتا ہوں کہ جیسے میری ہتھیلی پررائی کادانہ۔

تو یہ شان ہے خدمت گاروں کی سردار کا عالم کیا ہو گا

اورکوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا جب خدا ہی نہ چھپا تم پہ کروڑوں درود

سرکارﷺ کے پیش نظرایسے افراد تھے جنہوں نے قرب قیامت ایسی باتیں کرنی تھیں۔کہ قرآن مجید کوبغیر سمجھے پڑھنے سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔اس طرح ایصال ثواب کے لئے قرآن خوانی کرواتے ہیں۔ان کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔افسوس صد کروڑافسوس کہ کچھ نیک لوگ بھی ان کی باتوں میں آکرنیکیوں سے ہاتھ کھینچ لیتے ہیں توان کے پاس اس کی دلیل یہ ہے کہ قران پاک ایک نسخہ ہے۔جس طرح ڈاکٹر مریض کونسخہ لکھ کر دے۔جس میں تحریر ہوکہ صبح P.C.M کھانی ہے۔دوپہر میں Septron اورشام کوڈسپرین کھانی ہے۔اب دوائی استعمال کرنے کی بجائے نسخہ پڑھتا ہے۔تو کیا اس مریض کا مرض دور ہوجائے گا؟ بالکل بھی نہیں۔مریض کونسخہ پڑھنے پرکوئی فائدہ نہیں ہوگا۔وہ کہتے ہیں کہ بالکل اسی طرح قرآن مجید بھی ایک نسخہ ہے۔اس کوسمجھواس میں جوکچھ تحریر ہے۔اس پرعمل کروگے توفائدہ ہوگا۔ورنہ اس کی تلاوت کرنے کاکوئی فائدہ نہ ہوگا۔

قرآن مجیدکوڈاکٹری نسخہ مت سمجھو

یہ زیادتی ہےاس کی چندایک وجوہات ہیں۔

ا۔ڈاکٹری نسخے کاگھرمیں ہوناباعث رحمت نہیں۔جب کہ قرآن مجیدفرقان حمید کاگھرمیں موجودہوناباعث رحمت ہے۔دیکھوفرعون نے خدائی کادعویٰ کیاتھامگراس پر عذاب اس کے گھرمیں نہیں آیابلکہ اس وقت عذاب آیاجب وہ گھرسے باہرتھا۔اس کی

وجہ یہ بتائی گئی کہ اس کے دروازے پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھا ہوا تھا۔ جس کی برکت سے گھر میں عذاب نہیں آتا تھا۔

۲۔ ڈاکٹری نسخہ پڑھ کر دم کرنے سے مرض دور نہیں ہوتا۔ جب کہ قرآن مجید کی آیات تلاوت کرنے کے بعد دم کرنے سے مرض دور ہو جاتے ہیں۔

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ

(بنی اسرائیل: ۸۲ پارہ ۱۵)

ترجمہ کنزالایمان: اور ہم قرآن میں اتارتے ہیں وہ چیز جو ایمان والوں کے لئے شفاء اور رحمت ہے۔

۳۔ ڈاکٹری نسخے کا دیکھنا ثواب نہیں جبکہ قرآن پاک کا دیدار بھی ثواب حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔

۴۔ سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ الٓمٓ ایک حرف نہیں بلکہ الف علیحدہ ہے لام علیحدہ اور میم علیحدہ ہے۔ جو کوئی الم تلاوت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو تیس نیکیوں کا ثواب عطا فرماتا ہے۔

حالانکہ نبی پاک ﷺ الٓمٓ کی بجائے کِتٰبٌ یا ذٰلِکَ بھی ارشاد فرما سکتے تھے۔ جبکہ کاف علیحدہ تا علیحدہ با علیحدہ ہے۔ سرکار دو عالم نور مجسم ﷺ کے نزدیک قرب قیامت ظاہر ہونے والا فتنہ تھا اس لئے الف لام میم ہی ارشاد فرمایا۔ کہ اس کا مطلب اور مفہوم میرے امتی سمجھتے نہیں ہونگے اس کے باوجود ان کو تلاوت کرنے کا ثواب ملے گا۔ تو قرآن مجید بغیر سمجھے پڑھنا بھی ثواب ہے۔ جو یہ سمجھتے ہیں کہ بغیر سمجھے پڑھنے کا کوئی ثواب نہیں ملتا ہے کیا وہ حروف مقطعات کی تلاوت نہیں کرتے۔ ضرور کرتے ہیں جس طرح ان کلمات کو بغیر سمجھے پڑھنے کا ثواب ملتا ہے۔ اسی طرح قرآن مجید کے دوسرے الفاظ بھی بغیر سمجھے پڑھنا ثواب ہے۔

دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ قرآن پاک کو سمجھنے کے لئے ابتداء پڑھنے سے ہی ہوگی۔ جو قرآن کو پڑھنا ہی نہیں جانتا وہ سمجھے گا کیسے۔ لہٰذا اس کو پہلی سیڑھی پر قدم رکھنے دیں اور پھر دوسری کی طرف رغبت دلائی جائے۔

جیسے کچھ لوگ کہتے ہیں کہ نماز پڑھنے کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ فلاں بندہ اتنے عرصے سے نماز پڑھتا ہے۔ مگر پھر بھی جھوٹ، غیبت، چوری، وعدہ خلافی وغیرہ وغیرہ گناہوں میں مبتلاء ہے۔ حالانکہ قرآن مجید فرقان حمید میں اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا۔

اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ؕ (العنکبوت:۴۵ پارہ ۲۱)

بے شک نماز منع کرتی ہے بے حیائی اور برے کاموں سے۔

جو بندہ یہ کہتا ہے کہ نماز برائیوں سے نہیں روکتی وہ قرآن مجید کی آیت کی خلاف ورزی کر رہا ہے۔ اور قبلہ کاظمی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب ارشاد فرمایا ہے۔ احمد سعید کاظمی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ نماز انسان کو برائی سے روکتی ہے اس میں شک وشبہ نہیں کرنا چاہئے۔ اس لئے کہ جتنی دیر بندہ نماز پڑھتا رہتا ہے اتنی دیر تو برائیوں سے رکا رہتا ہے۔ یہ بات بھی بالکل درست ہے کہ دوران نماز نہ بندہ چوری کر رہا ہے۔ نہ غیبت نہ وعدہ خلافی غرضیکہ تمام برائیوں سے بچا رہتا ہے۔ تو یہ نماز کی وجہ سے ہے۔ اگر آپ اس کو نماز سے روک دو گے تو وہ یہ وقت بھی برائی میں گزارے گا۔ جو اس نے نماز میں گزارا ہوگا۔ لہٰذا اس کو نماز سے منع نہیں کرنا چاہئے۔ ہاں برائیوں سے منع ضرور کرنا چاہئے۔ اور وہ بھی حکمت عملی سے۔

اسی طرح قرآن مجید کی تلاوت کرنا باعث ثواب ہے۔ جو قرآن پڑھ رہا ہے اسے اس اچھے کام سے روکا نہ جائے۔ بلکہ اسے مزید آگے پڑھنے کے لئے قرآن پاک کو سمجھنے والا ذہن دیا جائے۔ تاکہ وہ اس میں مزید ترقی کرے۔

قرآن مجید نسخہ کیمیاء ہے اس کو پڑھنا بھی ثواب ہے پڑھانا بھی ثواب ہے۔

خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَهٗ

تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو قرآن پڑھتا ہے اور پڑھاتا ہے۔

اس کا سمجھنا بھی ثواب ہے اور سمجھانا بھی ثواب۔ اس پر عمل کرنا اور دوسروں کو رغبت دلانا بھی باعث نجات ہے۔ بلکہ اس کو دیکھنا بھی ثواب ہے۔ اس کو پڑھ کر دم کرنا شفاء کا باعث ہے۔

غرور اور تکبر کا علاج

علم دین حاصل کرنا ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے۔ علماء کرام فرماتے ہیں کہ روزمرہ زندگی میں پیش آنے والے مسائل کے بارے میں علم ہونا ہر مسلمان مرد و عورت کے لئے فرض ہے۔ جبکہ عالم دین ہونا فرض کفایہ ہے۔ کہ اگر بستی میں ایک بھی عالم دین ہوگا تو فرض ادا ہو جائے گا۔ ورنہ سارے بستی والے مجرم کہلائیں گے۔ علم دین حاصل کرنا بڑی فضیلت کا باعث ہے۔ لیکن علم اور انسان کے اندر غرور و تکبر نہ آئے یہ بڑا مشکل کام ہے۔ جبکہ غرور و تکبر انسان کو کفر کی حد تک پہنچا دیتا ہے۔

اَبٰی وَاسْتَکْبَرَ ﵦ وَکَانَ مِنَ الْکٰفِرِیْنَ ۝ (البقرہ: ۳۴ پارہ ۱)

ترجمہ کنز الایمان: منکر ہوا اور غرور کیا اور کافروں میں ہو گیا۔

شیطان کے پاس علم بھی تھا اور ریاضت بھی۔ مگر غرور و تکبر کی وجہ سے راندہ درگاہ ہو گیا۔

تکبر سے مراد ہے انسان اپنے آپ کو دوسروں سے اعلیٰ سمجھنا شروع کر دے۔ اور پھر سمجھے کہ لوگ میری وجہ سے زندہ ہیں۔ اگر میں نہ ہوتا تو یہ لوگ جاہل ہی رہتے۔ عذاب کے مستحق بن جانے تھے۔ اگر یہ جنت میں جائیں گے تو میری وجہ سے جائیں گے۔ یہ سب جاہل ہیں میں بڑا علم والا ہوں۔ وغیرہ وغیرہ ایسی باتیں عموماً علمائے سوء کے دل میں پیدا ہو جاتی ہیں۔ اور پھر وہ ڈیمانڈ بھی کرتے ہیں کہ ہماری عزت ہونی چاہئے۔ ہم جب مجلس میں آئیں تو کھڑے ہو کر ہمارا استقبال ہونا چاہئے۔ ہمارے سامنے لوگ دست بستہ کھڑے رہنے چاہئیں۔ ہماری ہر بات پر امین کہی جائے۔ اگر کوئی ٹوک دے تو سیخ پا ہو جاتے ہیں۔ یہ سب غرور و تکبر کی علامتیں ہیں۔

حدیث شریف میں ہے کہ بندہ یہ چاہے کہ لوگ کھڑے ہو کر میرا استقبال کریں تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم سمجھے۔

خدا جب حسن دیتا ہے تو نزاکت آ ہی جاتی ہے۔

اسی طرح جب علم آجائے تو غرور و تکبر بھی آہی جاتا ہے۔ وہ ہزاروں میں چند ایک ہی ہونگے جن میں علم بھی ہے اور پھر بھی عاجزی کے پیکر بنے رہتے ہیں۔

علمائے کرام کا غرور و تکبر ختم کرنے کے لئے حروف مقطعات رکھے گئے ہوں۔ اور ایک وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ علم کے دعوے کرنے والوں کا غرور و تکبر ختم کرنے کے لئے حروف مقطعات رکھے گئے ہوں کہ ایک بندہ اپنے آپ کو بہت بڑا سائنسدان، نقطعہ دان، باریک بین اور علم کے سمندر میں غوطہ لگانے والا ظاہر کرے اب اس کے اندر سے تکبر اس طرح نکلے گا۔ کہ وہ اپنے نفس سے کہے گا تو بڑا علم والا۔ ڈاکٹر۔ سائنسدان بنا بیٹھا ہے جبکہ تجھے تو صرف آلٓـــم کا ترجمہ نہیں آتا۔ ڈاکٹر ہے تو کاہے کا انجینئر یا سائنسدان ہے تو کاہے کا کہ تجھے توق. صٓ. حٰمٓ. طٰہٰ کا ترجمہ نہیں آتا۔

تو حروف مقطعات میں ایک حکمت یہ بھی ہوسکتی ہے کہ علمائے کرام کے دل سے غرور و تکبر آنے نہ دیا جائے۔

قبلہ ابوالبرکات سید احمد شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے کہا حضرت صاحب آپ کو مبارک ہو آپ مفتی اعظم پاکستان بن گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے بھائی لوگ کہتے ہیں باقی میں تو ابھی طالب علم ہی ہوں۔

اگر ایک بندہ ایم اے کی ڈگری حاصل کر چکا ہو اور اسے کہا جائے کہ تم نے اول یعنی پہلی جماعت والے بچے کو پڑھانا ہے۔ تو وہ اپنی توہین سمجھے گا پڑھانے سے انکار کر دے گا۔ لیکن یہ بات قبلہ ابوالبرکات سید احمد شاہ صاحب میں دیکھی کہ اگر کسی نے کہا میں آپ سے کریمہ یا نام حق پڑھنا چاہتا ہوں تو آپ نے انکار نہیں کیا۔ بلکہ فرمایا تم وقت نکالو میں پڑھانے کے لئے تیار ہوں۔

اس طرح آپ نے کبھی اپنا دروازہ سائلوں کے لئے بند نہیں کیا۔ جب چاہو مسئلہ پوچھنے چلے جاؤ کوئی پہرے دار نہیں ہوتا تھا۔ اور جب سوال پوچھنا شروع کر دو تو ایک مسئلہ کے بدلے کئی مسئلے بیان فرمادیتے تھے بلکہ پوچھنے والا تھک جاتا بتانے والے نہیں تھکتے تھے۔

علم دین بھی تھا اور پھر اس پر عمل کرتے تھے۔ سنت رسول اللہ ﷺ سے اس قدر محبت تھی کہ ایک مرتبہ کھانے کے دوران کسی نے بائیں ہاتھ سے پانی پینا چاہا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ

نے فوراً ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا بھائی کیا تمہیں علم نہیں کہ دائیں ہاتھ سے کھانا پینا سرکار دو عالم نور مجسم ﷺ کی سنت ہے۔ اور بائیں ہاتھ سے کھانا شیطان کا طریقہ ہے۔ اس شخص نے جواب دیا۔ شاہ صاحب دائیں ہاتھ کو سالن لگا ہوا تھا اگر دائیں ہاتھ سے گلاس پکڑتا تو گلاس خراب ہو جاتا تھا۔ اس لئے بائیں ہاتھ سے پکڑ کر پانی پینے لگا تھا۔ ہمارے جیسے ہوتے تو خوش ہو جاتے بڑا اچھا کیا۔ گلاس کی حفاظت کی۔ لیکن جن کے دل میں عشق مصطفیٰ ﷺ ہو وہ ایسی سوچ نہیں رکھتے۔ قبلہ سید ابوالبرکات سید احمد شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرمانے لگے۔ بھائی اگر تو دائیں ہاتھ سے گلاس پکڑ کر پانی پئے گا تو گلاس خراب ہو جائے گا جو کہ دھل سکتا ہے۔ جو بائیں ہاتھ سے پانی پئے گا اس کی وجہ سے جو دل پر داغ لگے گا وہ نہیں دھل سکتا۔

اسی طرح قبلہ سید احمد سعید کاظمی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ آپ کا تکیہ کلام بھی مولانا تھا۔ مخاطب کو مولانا کہہ کر پکارتے تھے۔ اتنا علم ہونے کے باوجود زبان سے میں کا لفظ نہیں نکالتے تھے۔ ہمارے پاس کچھ بھی نہیں ہوتا پھر بھی میں میں کرتے نہیں تھکتے۔ اور جو بھرے ہوئے ہوتے ہیں وہ خاموش رہتے ہیں۔

کہہ رہا ہے جوش دریا سے سمندر کا سکوں
جتنا جس کا ظرف ہے اتنا ہی وہ خاموش ہے

قبلہ کاظمی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مرید نے یہ بات کسی سے کہی کہ کاظمی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ زبان سے میں کا لفظ نکالنے سے گریز کرتے ہیں۔ اس نے کہا اگر میں ان کی زبان سے میں کا لفظ نکلوا دوں تو پھر۔ ان کے مرید نے کہا اگر نہ نکلوا سکو تو تمہیں ان کا مرید ہونا پڑے گا۔ وہ اس بات پر راضی ہو گیا۔ اتفاق سے قبلہ کاظمی شاہ صاحب کا اسی گاؤں میں بیان تھا۔ دوران بیان اس نے ایک رقعہ بھیجا جس میں تحریر تھا کہ شیطان نے کیا کہا جس کی وجہ سے وہ راندہ درگاہ ہو گیا؟ قبلہ کاظمی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے رقعہ پڑھا تھوڑی دیر خاموش ہو گئے۔ پھر ارشاد فرمایا بھائی یہ رقعہ کس نے بھیجا ہے۔ اور وہ بندہ جلدی سے کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا جی میں نے لکھا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا بھئی شیطان نے بھی یہی کہا تھا۔ وہ بندہ اسی وقت مرید ہو گیا۔ دعا ہے کہ اللہ عزوجل ہمیں علم دین سے نوازے اور ہمارے دلوں سے غرور و تکبر کو دور رکھے۔ ہمیں عاجزی کا پیکر بنائے رکھے۔

بے مثل قربانی

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِالْمُرْسَلِیْنَ ط

اَمَّابَعْدُ فَاَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحٰبِکَ یَاحَبِیْبَ اللّٰہ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللّٰہ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحٰبِکَ یَا نُوْرَ اللّٰہ

فضائل درود شریف

نبی پاک ﷺ کے ایک صحابی رضی اللہ عنہ پر چوری کا الزام لگا۔ تحقیقات کے بعد حکم دیا گیا کہ اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے۔ اتنے میں ایک اونٹ جو کہ قریب کھڑا تھا بول اٹھا کہ اس کا ہاتھ نہ کاٹا جائے یہ چور نہیں۔ مقدمہ سرکار ﷺ کی بارگاہ میں پیش ہوا۔ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا اونٹ نے سچ کہا۔ یہ چور نہیں ان کا ہاتھ نہ کاٹا جائے۔ اس صحابی رضی اللہ عنہ کو بری کر دیا گیا۔ پھر نبی پاک ﷺ نے پوچھا اے میرے صحابی رضی اللہ عنہ تو کون سا عمل کرتا ہے جس کی بدولت اللہ عزوجل نے تجھے دنیا کی رسوائی سے بچالیا۔ اس نے جواب دیا یا رسول اللہ ﷺ اور تو میں کچھ نہیں جانتا لیکن میں آپ ﷺ پر روزانہ 100 مرتبہ درود پاک کے گجرے نچھاور کرتا ہوں۔ پیارے آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ اے میرے صحابی رضی اللہ عنہ جس طرح اس درود پاک کی برکت سے اللہ عزوجل نے تجھے دنیا کی رسوائی سے بچالیا۔ اسی طرح اللہ عزوجل تجھے آخرت کی ذلت اور رسوائی سے بھی بچائے گا۔ (سعادۃ الدارین صفحہ ۱۳۷)

نزہۃ المجالس میں اتنا زائد ہے کہ حضور ﷺ نے اسے فرمایا اے میرے پیارے صحابی جب تو پل صراط سے گذرے گا تو تیرا چہرہ ایسے چمکے گا جیسے چودھویں رات کا چاند چمکتا ہے۔ (نزہۃ المجالس جلد نمبر ۲ صفحہ ۱۰۶)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد (ﷺ)

حالات انسان کو چور بنادیتے ہیں

پیارے اسلامی بھائیو! ہمیں علم ہے کہ چوری نہیں کرنی چاہئے۔رشوت لینا سودی کاروبار کرنا۔والدین کی نافرمانی کرنا۔ملاوٹ کرنا یہ گناہ ہیں۔ان سے اللہ عزوجل ناراض ہوتا ہے۔اور قیامت کے روز انسان کے لئے ندامت کا باعث بن سکتے ہیں۔لیکن اس کے باوجود جب گھر میں بچے بھوکے ہوں۔پیاس سے بلک رہے ہوں۔یا گھر میں بیماری یا گھر میں فوتگی ہو جائے۔بہت کم افراد ہوتے ہیں جو اس موقع پر ثابت قدم رہتے ہیں۔اکثر حالات کی وجہ سے برائی کرنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔

جب فوجیں آپس میں لڑ رہی ہوں تو کوشش کی جاتی ہے کہ فوج کی سپلائی لائن کاٹ دی جائے۔یعنی جس راستے سے فوج کو خوراک اور اسلحہ پہنچایا جاتا ہے۔اس راستے کو کاٹ دیا جائے۔اب بھوکی فوج خوراک اور ہتھیار کے بغیر کب تک لڑے گی۔آخر ہتھیار پھینک دے گی۔

لیکن حضرت امام عالی مقام سید الشہداء حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی بے مثل قربانی پر نثار ہو جائیں۔کہ آپ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ یہ میرا ہاتھ جو حضرت ابو بکر صدیق حضرت عمر فاروق ، حضرت عثمان غنی ،حضرت علی اور امام حسن رضوان اللہ علیہم اجمعین کے پاکیزہ ہاتھوں میں گیا ہے۔میں اس کو ہرگز یزید پلید کے ہاتھوں میں نہیں دوں گا۔

آپ کو اپنے موقف سے دستبردار کرنے کے لئے آپ کا پانی، خوراک، سپلائی لائن سب کچھ کاٹ دیا تاکہ یہ حالات سے مجبور ہو کر یزید کی بیعت پر آمادہ ہو جائیں حالانکہ گھر میں حضرت زین العابدین ﷺ بیمار ہیں۔آپ کے ننھے منے شہزادے علی اصغر رضی اللہ عنہ جو کہ ابھی گود میں ہیں۔پیاس سے تڑپ رہے ہیں۔اس کے باوجود حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اپنے موقف پر ڈٹے ہوئے ہیں۔

انسان کے ثابت قدم رہنے کی ایک وجہ اور بھی ہوتی ہے۔کہ اس کی پشت (Back) مضبوط ہو۔یعنی اس کے بھائی۔بیٹے۔بھانجے جوان ہوں۔تو اس وجہ سے

بھی اپنے ارادے پر ثابت قدم رہتا ہے۔اور اگر یہ سہارے ٹوٹ جائیں تو پھر ثابت قدم رہنا مشکل ہو جاتا ہے۔ان حالات کے پیش نظر انسان کمپرومائز Compromise کرنے پر آمادہ ہو جاتا ہے۔لیکن امام عالی مقام حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی استقامت پر قربان جائیں۔سپلائی لائن کٹ گئی تین دن گذر گئے گھر میں کھانے اور پینے کے لئے کچھ بھی نہیں آسکا۔گھر میں بیماری بھی ہے پھر سہارے حضرت علی اکبر۔قاسم۔عباس۔علمبردار عون ومحمد رضوان اللہ علیہم اجمعین شہید ہو گئے۔ گود کا پھل علی اصغر رضی اللہ عنہ بھی شہید ہو گیا۔اس کے باوجود حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اپنے موقف سے دستبردار نہیں ہوئے۔اور نہ ہی تقیہ کیا ہے کہ چلو وقتی طور پر بیعت کرلو یا اوپر سے مان لو اور دل سے انکار ہی رہے۔ایسا ہرگز نہیں کیا۔

آخر میں خود سوار ہو کر میدان کربلا میں تشریف لاتے ہیں۔اور ایک خطبہ ارشاد فرماتے ہیں اس لئے کہ کل کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ ہمیں تو معلوم ہی نہیں تھا۔کہ یہ کون ہیں۔آپ رضی اللہ عنہ نے خطبے میں ارشاد فرمایا اے لوگو جانتے ہو میں کون ہوں۔میرا نام حسین رضی اللہ عنہ ہے۔میری ماں حضرت سیدہ فاطمہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا ہیں۔میرے والد صاحب جن کا نام علی شیر خدا رضی اللہ عنہ ہے۔اور بھائی کا نام حضرت حسن رضی اللہ عنہ ہے۔میں اسی کا نواسہ ہوں جس کے تم امتی ہو۔جس کا کلمہ پڑھ کر تم مسلمان ہوئے۔کل قیامت کے روز انہیں کی شفاعت کی تمہیں امید ہے۔میں وہی ہوں جن کی خاطر پیارے آقا ﷺ سجدے طویل کر دیا کرتے تھے۔میں وہی ہوں جن کو سرکار ﷺ اپنے کندھوں پر سوار کیا کرتے تھے۔میری خاطر جنت سے جوڑا منگوایا گیا۔میری خاطر خطبے کو چھوڑ کر سہارا دیا تھا۔اور ارشاد فرمایا تھا حسین میرے جگر کا ٹکڑا ہے۔حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں۔مجھے ہی جنت کے نوجوانوں کا سردار قرار دیا گیا۔میں سرکار ﷺ کی آل سے ہوں۔آج تم خاندان نبوت پر ظلم وستم ڈھا رہے ہو۔قیامت کے روز کیا جواب دو گے۔

یزیدیوں نے کہا اے حسین رضی اللہ عنہ ہم کچھ نہیں جانتے ہمارا ایک ہی مطالبہ ہے کہ یزید کی بیعت کرلو۔تمہارے لئے تمام سہولتیں حاضر ہیں۔دولت عہدے بھی

حاضر ہیں۔ لیکن حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ اگر آج میں ایک فاسق وفاجر کی بیعت کرلوں۔ تو یہ سلسلہ جاری ہو جائے گا اس طرح اسلام کی اصل صورت باقی نہ رہے گی۔ میں اپنی جان نثار کردوں گا مگر نانا کے دین پر حرف نہیں آنے دوں گا۔ یہ کہہ کر آپ میدان کربلا میں کوفیوں پر حملہ آور ہوئے ہیں۔ بے شماروں کو واصل جہنم کیا۔ پھر آواز آئی کہ ان پر چاروں طرف سے تیروں سے حملہ کرو۔ پس آپ رضی اللہ عنہ پر تیروں کی بارش ہوئی۔ زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے آپ زمین پر تشریف لے آئے۔ شمر بد بخت بڑھ کر آپ کے سینے پر سوار ہو جاتا ہے۔ اور آخری خواہش پوچھتا ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے دو رکعت نماز ادا کرنے کی اجازت دی جائے۔ آپ علیہ السلام نے نماز کی نیت کی جب سجدے میں سر رکھا تو اس بد بخت نے پیچھے سے وار کیا آپ کے سر کو تن سے جدا کر دیا۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْن.

فتح کی خوشی میں نعرے بلند کئے گئے آپ کے سر کو نیزے پر بلند کیا گیا کہ تا کہ لوگوں کو پتہ چل جائے کہ ہم جیت گئے ہیں۔ حالانکہ وہاں لڑائی تو صرف اس بات کی تھی کہ وہ کہتے تھے کہ بیعت کرلو اور آپ نے ارشاد فرمایا میں بیعت نہیں کروں گا۔ یزید نے اپنی بات منوانے کے لئے ظلم وستم کے پہاڑ توڑ دیئے۔ سب کچھ کرنے کے باوجود وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہوسکا۔ اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سب کچھ لٹانے کے باوجود اپنے موقف سے دستبردار نہیں ہوئے۔ تو حقیقت میں یزید ہار گیا۔ اور امام عالی مقام حضرت امام حسین سب کچھ لٹا کر بھی جیت گئے۔ اور اہل نظر نے بتلایا کہ جو جیت جاتا ہے سر اسی کا بلند ہوتا ہے۔ دیکھو آج سر کس کا بلند ہے وہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا ہی ہے۔

حضرت امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کی شہادت سے ہمیں عبرت کے بے شمار مدنی پھول حاصل ہوتے ہیں۔

۱۔ اگر تم حق پر ہو تو ڈٹ جاؤ۔ اگر اس راستے میں تم ہار بھی گئے تو پھر بھی کامیاب ہو گئے۔ قرآن مجید فرقان حمید میں ارشاد رب العالمین ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا

تَتَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ○(حٰمٓ السجدة : ۳۰ پارہ ۲۱)

ترجمہ کنزالایمان: بے شک وہ جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے۔ پھر اس پر قائم رہے۔ ان پر فرشتے اترتے ہیں۔ کہ نہ ڈرو اور نہ غم کرو اور خوش رہو اس جنت پر جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا تھا۔

پیارے اسلامی بھائیو افسوس آج اگر کوئی ماحول کی برکت سے داڑھی رکھ لیتا ہے۔ سر پر عمامے کا تاج سجا لیتا ہے۔ تو پھر مخالفت شروع ہو جاتی ہے۔ ہونا تو یہ چاہئے کہ ہم حق پر ہیں ہم ڈٹ جائیں۔ لیکن بعض اوقات دیکھنے میں آیا ہے کہ داڑھی منڈوا دیتے ہیں۔ عمامہ شریف اتار دیتے ہیں۔

حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کلمہ پڑھتے ہیں تو ظلم وستم کے پہاڑ توڑے جاتے ہیں۔ مگر آپ رضی اللہ عنہ استقامت کے پہاڑ ثابت ہوتے ہیں۔ یہاں تک کہ لوگ کہتے ہیں کہ بلال رضی اللہ عنہ کلمہ پڑھ کر تمہیں کیا ملا۔ جب سے مسلمان ہوئے ہو تکلیفوں پر تکلیفیں آرہی ہیں۔ تم کلمہ پڑھنا ہی چھوڑ دو یا پھر اللہ عزوجل سے دعا کرو کہ وہ تمہیں ان ظالموں سے نجات عطا فرمائے۔ یا پھر ان ظالموں کو ہی تباہ وبرباد کردے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا اے لوگو تم بازار سے ایک مٹی کا گھڑا خریدنے جاتے ہو۔ خریدنے سے پہلے اس کو ٹھوک بجا کر دیکھتے ہو۔ میرا مالک مجھے خریدنے لگا ہے وہ بھی ٹھونک بجا کر دیکھ رہا ہے۔ کہیں بلال کچا تو نہیں ہے۔ سبحان اللہ عزوجل جب ٹھونک بجا کر دیکھ لیا تو پھر خریدا اس شان سے کہ فرمایا اگر تو اذان نہیں دے گا تو سورج نہیں نکلے گا۔ خریدا تو اس شان سے کہ معراج کی رات ان کے قدموں کی آہٹ جنت میں پیارے آقا ﷺ نے سنی۔ قیامت کے روز جنت کا دروازہ پیارے آقا ﷺ کے لئے کھلے گا آپ ﷺ سواری پر سوار ہونگے اس کی نکیل حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ نے پکڑی ہوگی۔ اس طرح جنت میں سب سے پہلے داخل ہونگے۔

یہ سب مقام ثابت قدم رہنے والے کو ملے۔ تو ہمیں بھی ثابت قدم رہنا

چاہئے۔تھوڑی سی تکلیف پر پریشان ہوکر اپنے مؤقف سے دستبردار نہیں ہوجانا چاہئے۔

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت ہمیں یہ درس دے رہی ہے کہ حق پر ثابت قدم ہوجاؤ سب کچھ لٹ جائے مگر حق سے پیچھے نہ ہٹو۔کامیابی تمہارے قدم چومے گی۔

دوسرا مدنی پھول یہ ہے کہ نماز کی پابندی کرنا دیکھو امام حسین رضی اللہ عنہ نے تلواروں کے سائے میں بھی نماز ترک نہ کی۔آج ہم آراستہ کمروں ،نرم نرم قالینوں اور دیگر آسائشوں کے ہوتے ہوئے بھی نماز ادا نہ کریں تو یہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے مشن سے غداری ہوگی۔ہم نماز ادا نہ کرنے کا بہانہ بناتے ہیں کہ گھر میں بیماری ۔بے روزگاری۔فوتگی ہوگئی تھی۔گھر میں بھوک افلاس یا دشمن کا خوف تھا۔جس وجہ سے میں نماز ادا نہ کرسکا۔دیکھو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کہ ایک طرف چند نفوس قدسیہ دوسری طرف یزیدیوں کا لشکر جرار۔پھر گھر میں بھوک پیاس ۔ بیماری اور شہادتیں۔اس کے باوجود خیموں سے اذان کی آوازیں آرہی ہیں۔نمازیں ادا ہورہی ہیں۔قیامت کے روز اگر حضرت امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کی مثال پیش کی گئی تو کیا جواب دیں گے؟

تیسرا مدنی پھول کہ ہر حال میں صبر کا دامن ہاتھ سے نہیں جانے دینا۔آج ہمیں تھوڑی سی تکلیف آجائے تو بے صبری کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ناشکری کے کلمات زبان پر لاتے ہیں۔بلکہ بعض اوقات کفریہ کلمات تک بک دیتے ہیں۔

زبان پر شکوہ رنج والم لایا نہیں کرتے
نبی کے نام لیوا غم سے گھبرایا نہیں کرتے۔

چپ کریں تے موتی مل سن صبر کریں تا ہیرے
پاگلاں وانگوں رولا پائیے نہ موتی نہ ہیرے

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے گھر والوں پر مصیبتوں کے پہاڑ ٹوٹے مگر یہ صبر واستقامت کے پہاڑ بنے رہے۔اپنی زبان پر شکوہ شکایت لانے کی بجائے اللہ

عزوجل کی حمد وثناء ہی کرتے رہے۔

حضرت امام عالی مقام رضی اللہ عنہ نے دین اسلام کی بقا اور سربلندی کیلئے قربانیاں دیں۔لیکن کچھ ایسے افراد بھی ہیں جو ان قربانیوں کو دنیاوی رنگ دینے کی کوشش کرتے ہیں۔کہ یہ اقتدار کی جنگ تھی۔معاذ اللہ بعض تو اس حد تک بڑھ جاتے ہیں کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کو باغی اور اور یزید کو امیر المومنین کہتے ہیں۔اس سلسلے میں چند گزارشات ہیں۔

(۱) سرکار دوعالم نور مجسم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔میرے دو شہزادے حسن اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں نوجوانوں کے سردار ہوں گے۔جنتی سردار اس منہ سے نکلا جس کے بارے قرآن کہہ رہا ہے

وَمَا یَنۡطِقُ عَنِ الۡھَوٰی ۝ اِنۡ ھُوَ اِلَّا وَحۡیٌ یُّوۡحٰی ۝ (النجم: ۳،۴ پارہ ۲۷)

ترجمہ کنزالایمان: اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے وہ تو نہیں مگر وحی جو انہیں کی جاتی ہے۔

کلام خدا ہے کلام محمد ﷺ ‏ اسی سے سمجھ تو مقام محمد ﷺ

باغی تو جنت میں نہیں جائے گا۔اور سرکار دوعالم نور مجسم ﷺ ان کو جنتی نوجوانوں کے سردار کہہ رہے ہیں۔تو یاد رکھیں کہ ہماری تحقیق غلط ہوسکتی ہے۔۔ہمارا علم غلط ہوسکتا ہے لیکن سرکار دوعالم نور مجسم ﷺ کا فرمان عالیشان غلط نہیں ہوسکتا بلکہ ایمان حاصل ہی جب ہوگا جب ہم اپنی عقل کو سرکار ﷺ کے قدموں پر قربان کردیں گے۔عقل قربان کن بپیش مصطفےٰ ﷺ

(۲) باغی کے لئے سزا ہوتی ہے۔دعا نہیں کی جاتی۔افسوس جو ان کو باغی کہتا ہے اور نماز کے اندر ان کے لئے دعا بھی کرتا ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیۡتَ عَلٰی اِبۡرٰھِیۡمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبۡرٰھِیۡمَ اِنَّکَ حَمِیۡدٌ مَّجِیۡدٌ اَللّٰھُمَّ بَارِکۡ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکۡتَ عَلٰی اِبۡرٰھِیۡمَ

وَعَلٰی اٰلِ اِبْرٰھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

اے اللہ درود بھیج محمد پر اور ان کی آل پر جس طرح تو نے درود بھیجا ابراہیم پر اور ان کی آل پر بے شک تو سراہا ہوا بزرگ ہے۔ اے اللہ برکت نازل کر محمد اور ان کی آل پر جس طرح تو نے برکت نازل کی ابراہیم پر اور ان کی آل پر بے شک تو سراہا ہوا بزرگ ہے۔

ایک طرف تو ان کو باغی کہہ رہا ہے اور دوسری طرف ان کے لئے دعا بھی کر رہا ہے۔ اس لئے یا تو ان کے لئے دعا کرنا چھوڑ دے یا پھر ان کو باغی کہنا چھوڑ دے۔ اس کے باوجود اگر ذہن مطمئن نہ ہو تو سرکار دو عالم نور مجسم ﷺ کا فرمان عالی شان ہے جو بندہ دنیا میں جس سے محبت کرنے والا ہوگا۔ قیامت کے روز اسی کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔ جو یزید سے محبت کرتا ہے اس کا حشر اس کے ساتھ ہوگا۔ اور جو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے محبت کرتا ہے اس کا حشر ان کے ساتھ ہوگا۔ اپنی تو دعا ہے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے دامن سے اللہ عزوجل ہمیں ہمیشہ وابستہ رکھے اور قیامت کے روز ان کا قرب عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ